سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2024

منگل،16۔اپریل 2024

(یوم الثلاثہ،7۔شوال1445ھ)

اٹھارہویں اسمبلی: ساتواں اجلاس

جلد7: شمارہ1

861

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(36)/2024/33. Dated:15th April, 2024. The following Order, made by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:

> "In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Ahmad Khan, Speaker**, Provincial Assembly of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on (**Tuesday) 16th April, 2024 at 11:00 am** in the Assembly Chambers Lahore.

Dated: Lahore, the 15th April, 2024

MALIK MUHAMMAD AHMAD KHAN
SPEAKER

863

فہرست کارروائی

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منگل، 16۔اپریل2024

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

زیرو آور نوٹس

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

1۔ (مسودہ قانون)

The Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024.

MR SAMI ULLAH KHAN : to move that leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024.

MR SAMI ULLAH KHAN : to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024.

MR SAMI ULLAH KHAN : to move that the requirements of rules 93, 94, 95 and all other relevant rules of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the said Rules, for immediate consideration of the Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024.

864

MR SAMI ULLAH KHAN : to move that Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024, be taken into consideration at once.

MR SAMI ULLAH KHAN : to move that Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024, be passed.

2۔ MOTIONS UNDER RULE 244-A

MR SAMI ULLAH KHAN: to move that leave be granted to move the proposed amendments in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997.

MR SAMI ULLAH KHAN: to move that the proposed amendments in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 be taken into consideration at once.

MR SAMI ULLAH KHAN: to move that the proposed amendments in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 be passed.

Note: The proposed amendments are given in the Annexure.

3۔ (مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں)

1. محترمہ سارہ احمد: اس ایوان کی رائے ہے کہ گزشتہ 20 سالوں میں اس معزز ایوان نے صوبے میں بچوں کے حقوق کے فروغ اور تحفظ کے لئے متعدد قوانین پاس کئے ہیں، تاہم یہ امر باعث تشویش ہے کہ ان قوانین کے مؤثر نفاذ کے لئے رولز مرتب نہیں کئے جاسکے۔ یہ ایوان سفارش کرتا ہے کہ صوبہ میں بچوں کے قوانین کے لئے متعلقہ محکموں کی جانب سے رولز جلد از جلد مرتب کئے جائیں۔

2. محترمہ موتیا بیگم: اس ایوان کی رائے ہے کہ پاکپتن میں بابا فرید یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے، جس میں سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم و دیگر عصری تقاضوں کے مطابق تعلیم کا بندوبست کیا جائے تاکہ فارغ التحصیل طلباء و طالبات کے لئے روزگار کا حصول آسان ہو۔

3. محترمہ زرناب شیر: اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے گاؤں ڈھوک نواں لوک میں عطیہ کی گئی اراضی پر جلد از جلد دانش سکول سسٹم کے تحت سکول تعمیر کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں تاکہ وہاں کے مستحق بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔

865

4. GENERAL DISCUSSION

1. General Discussion on Wheat Procurement Price.

   A MINISTER to move for General Discussion on Wheat Procurement Price

2. General Discussion on Law & Order Situation.

   A MINISTER to move for General Discussion on Law & Order Situation

867

صوبائی اسمبلی پنجاب

ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	ملک محمد احمد خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	ملک ظہیر اقبال چنڑ
وزیر اعلیٰ	:	محترمہ مریم نواز شریف

پینل آف چیئرپرسنز

1۔ جناب محمد عبداللہ وڑائچ، ایم پی اے : پی پی۔30

2۔ رانا منور حسین، ایم پی اے : پی پی۔78

3۔ سید علی حیدر گیلانی، ایم پی اے : پی پی۔213

4۔ جناب غلام رضا، ایم پی اے : پی پی۔192

کابینہ

1۔ محترمہ مریم اورنگزیب: سینئر وزیر

منصوبہ بندی و ترقیات، تحفظ ماحول و موسمیاتی
جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری اور وزیر اعلیٰ
کے خصوصی اقدامات

2۔ سید محمد عاشق حسین شاہ : وزیر زراعت

3۔ جناب محمد کاظم پیرزادہ : وزیر آبپاشی

• بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-13/2024 مورخہ 6۔مارچ 2024 وزراء کو ان کے محکمہ جات کا چارج تفویض کیا گیا اور جاری کردہ نوٹیفکیشن مورخہ 15۔اپریل 2024 کے تحت جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن (وزیر خزانہ) کو پارلیمانی امور کا اضافی چارج تفویض کیا گیا۔

868

4۔	رانا سکندر حیات	:	وزیر سکولز ایجوکیشن
5۔	خواجہ عمران نذیر	:	وزیر پرائمری و سیکنڈری ہیلتھ کیئر
6۔	خواجہ سلمان رفیق	:	وزیر سپیشلائزڈ ہیلتھ کیئر و میڈیکل ایجوکیشن اینڈ پنجاب ایمرجنسی سروسز
7۔	جناب ذیشان رفیق	:	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی
8۔	جناب بلال اکبر خان	:	وزیر ٹرانسپورٹ و ماس ٹرانزٹ
9۔	جناب صہیب احمد ملک	:	وزیر مواصلات و تعمیرات
10۔	محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری	:	وزیر اطلاعات
11۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک
12۔	جناب رمیش سنگھ اروڑا	:	وزیر اقلیتی امور
13۔	جناب فیصل ایوب کھوکھر	:	وزیر کھیل
14۔	جناب شافع حسین	:	وزیر صنعت، تجارت و سرمایہ کاری
15۔	سردار شیر علی گورچانی	:	وزیر کانکنی و معدنیات
16۔	جناب سہیل شوکت بٹ	:	وزیر سماجی بہبود و بیت المال
17۔	جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ و پارلیمانی امور

ایڈووکیٹ جنرل

جناب خالد اسحاق

ایوان کے افسران

سیکرٹری جنرل	:	چودھری عامر حبیب
ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور)	:	جناب خالد محمود
ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)	:	جناب علی حسنین بھلی

869

صوبائی اسمبلی پنجاب

اٹھارہویں اسمبلی کا ساتواں اجلاس

منگل،16۔اپریل 2024

(یوم الثلاثہ،7۔شوال 1445ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر ز لاہور میں دوپہر 1 بج کر 16 منٹ پر زیر صدارت ڈپٹی سپیکر ملک ظہیر اقبال چنڑ منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمo

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO

وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ﴿۱﴾ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۖ﴿۲﴾
وَاِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ؕ﴿۳﴾ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ
مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ﴿۴﴾ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۙ﴿۵﴾ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ
الْعٰلَمِيْنَ ؕ﴿۶﴾ كَلَّآ اِنَّ كِتٰبَ الْفُجَّارِ لَفِيْ سِجِّيْنٍ ؕ﴿۷﴾ وَمَآ اَدْرٰىكَ
مَا سِجِّيْنٌ ؕ﴿۸﴾ كِتٰبٌ مَّرْقُوْمٌ ؕ﴿۹﴾ وَيْلٌ يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ﴿۱۰﴾

سورۃ المطففین (آیات نمبر 1 تا 10)

ناپ اور تول میں کمی کرنے والوں کے لئے خرابی ہے(1) جو لوگوں سے ناپ کر لیں تو پورا لیں(2) اور جب ان کو ناپ کر یا تول کر دیں تو کم دیں(3) کیا یہ لوگ یہ خیال نہیں کرتے کہ اُٹھائے بھی جائیں گے (4) یعنی ایک بڑے سخت دن میں(5) جس دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے(6) سُن رکھو کہ بدکاروں کے اعمال نامے سجین میں ہوں گے(7) اور تم کیا جانتے ہو کہ سجین کیا چیز ہے(8) ایک دفتر ہے لکھا ہوا(9) اُس دن جھٹلانے والوں کے لئے خرابی ہے(10)

وَمَاعلینا الا البلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ جناب نعمان علی غوری نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

خود میرے نبی ﷺ نے بات یہ بتا دی لا نبی بعدی
ہر زمانہ سُن لے یہ نوائے ہادی ﷺ لا نبی بعدی
لمحہ لمحہ اُن کا تاک میں ہوا کے جگمگانے والا
آخری شریعت کوئی آنے والی اور نہ لانے والا
لہجہء خدا میں آپ نے صدا دی لا نبی بعدی
تھے اصول جتنے اُن کے ہر سُخن میں نظم ہو گئے ہیں
دِیں کے سارے رستے آپ تک پہنچ کر ختم ہو گئے ہیں
ذات حرفِ آخر بات انفرادی لا نبی بعدی
اُن کے بعد اُن کا مرتبہ کوئی بھی پائے گا نہ لوگو
ظِلی یا بروزی اب کوئی پیمبر آئے گا نہ لوگو
آپ ﷺ نے یہ کہہ کر مہر ہی لگا دی لا نبی بعدی

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم0 سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرپرسنز کا اعلان کریں۔

پینل آف چیئرپرسنز

ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم0 قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرپرسنز نامزد فرمایا ہے:۔

1۔ جناب محمد عبداللہ وڑائچ، ایم پی اے: پی پی۔30
2۔ رانا منور حسین، ایم پی اے: پی پی۔78
3۔ سید علی حیدر گیلانی، ایم پی اے: پی پی۔213
4۔ جناب غلام رضا، ایم پی اے: پی پی۔192

شکریہ

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد صاحب! پہلے Question Hour لے لیں کیونکہ time short ہوتا ہے تو اس کے بعد آپ کو پوائنٹ آف آرڈر دے دیا جائے گا۔

دعائے مغفرت

سانحہ نوشکی (بلوچستان) میں شہید کئے جانے والے افراد کے لئے فاتحہ خوانی

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سانحہ نوشکی (بلوچستان) میں پنجاب کے شہید کئے جانے والے 11 لوگوں کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے ہاؤس میں فاتحہ خوانی کی گزارش ہے اور اس دہشت گردی کے واقعہ پر مجھے قرارداد بھی لانے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سانحہ نوشکی (بلوچستان) میں پنجاب کے شہید کئے جانے والے 11 لوگوں کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے ہاؤس میں فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب شہباز احمد ایم پی اے نے سانحہ نوشکی (بلوچستان) میں پنجاب کے شہید کئے جانے والے 11 لوگوں کی ارواح کے ایصال ثواب کے لئے ہاؤس میں فاتحہ خوانی کروائی)

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ رانا شہباز احمد! اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ سکولز ایجوکیشن سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ صائمہ کنول کا ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! Zero Hour پہلے ہونا تھا اور اس کے بعد یہ سوالات آنے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! Zero Hour بھی ہے لیکن پہلے سوالات لینے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I am on a very pertinent question کہ you see the seriousness of the House کہ اس وقت متعلقہ وزیر ہی ہاؤس میں موجود نہیں ہیں تو جواب کون دے گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں؟

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ دیکھیں ناں کیونکہ ہمیں تو نظر نہیں آ رہے جبکہ سیکرٹری صاحب بھی نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب بھی نہیں ہیں اور سیکرٹری صاحب بھی نہیں آئے۔ یہ کوئی اچھی روایت نہیں ہے۔

وزیر خزانہ (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خزانہ (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! پہلے Zero Hour take up کر لیں اور اتنی دیر میں متعلقہ وزیر اور سیکرٹری کا پتا کر لیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف کی طرف سے اپنی اپنی نشستوں پر کھڑے ہو کر "نہیں ایسا نہیں ہو سکتا" اور "منسٹر صاحب کو بلاؤ" کی آوازیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! متعلقہ منسٹر صاحب کا بھی پتا کریں اور سیکرٹری صاحب کا بھی پتا کریں۔ اب ہم Zero Hour take up کر لیتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! دو گھنٹے اور 20 منٹ بعد تو آپ نے اجلاس شروع کروایا ہے۔ آپ legislators ہیں یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ آپ کے سیکرٹری تو آپ کی بات نہیں مانتے تو کیا منسٹر بھی آپ کی بات نہیں مانتے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں آپ کی بات سے بالکل agree کرتا ہوں۔ یہاں اس معزز ایوان میں Minister concerned کو بھی ہونا چاہئے تھا اور ان کے سیکرٹری صاحب کو بھی ہونا چاہئے تھا۔ فنانس منسٹر صاحب پتا کرنے کے لئے ابھی گئے ہیں۔ آپ دس، پندرہ منٹ دیں اتنے میں ہم زیرو آور لے لیتے ہیں اُس کے بعد سوالات کو take up کر لیں گے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! اس لئے ہم کہتے تھے کہ یہ فارم۔47 کی پیداوار ہیں آپ ان کی seriousness دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اعجاز شفیع صاحب! رانا صاحب نے بات کر دی ہے لہٰذا آپ تشریف رکھیں۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احمد خان صاحب!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ Question Hour ہمارا business ہے اور اس میں گورنمنٹ کی چیزیں point out ہوتی ہیں۔ دیکھ لیں کہ یہ ایجوکیشن کا معاملہ ہے اور آپ کے منسٹر نہیں ہیں۔ ابھی ہماری food پر بحث ہونی ہے میرا خیال ہے کہ وزیر خوراک بھی موجود نہیں ہیں۔ مجھے تو یہاں کچھ نظر نہیں آ رہا ہے لہٰذا آپ ہاؤس کو serious کریں جو یہاں بیٹھے ہیں کم از کم ایک دن کا خرچہ تو نکالیں کیونکہ یہ غریب عوام کا پیسا ہے۔ ہمارا یہاں بیٹھنے کا فائدہ کیا ہے کہ ہم عوام کے خرچے پر یہاں بیٹھیں اور کام کچھ بھی نہ ہو۔ یہ اچھا precedent set نہیں ہو رہا ہے لہٰذا ہاؤس کو serious کریں۔ یہاں ہمارے معزز منسٹر صاحب کو ہونا چاہئے اور سیکرٹری ایجوکیشن کو ہونا چاہئے بلکہ ساتھ دو سپیشل سیکرٹریز بھی ہونے چاہئیں کیونکہ وہی implement کرتے ہیں۔ سیکرٹری صاحب کو اتنے کام ہوتے ہیں یہ 12 کروڑ عوام کا صوبہ ہے

ہمیں بھی پتا ہے کہ سیکرٹری کے پاس ٹائم نہیں ہوتا اس لئے سپیشل سیکرٹری ساتھ ہوں۔ زیرو آور کے بعد اس کو یقینی بنائیں otherwise اگلا business کیسے چلے گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! میں آپ کی بات سے مکمل اتفاق کرتا ہوں، اسی طرح ہونا چاہئے یہ اس ہاؤس کی اچھی روایت نہیں ہے۔ یہاں پر Minister concerned بھی ہونے چاہئیں اور یہاں پر Secretaries کا ہونا بھی بہت ضروری ہے اور اِنشاء اللہ next time ایسا ہی ہو گا۔ میں نے ابھی فنانس منسٹر صاحب کو کہا ہے کہ اس چیز کو make sure کرایا جائے کہ یہاں Ministers بھی ہونے چاہئیں اور Secretaries بھی ہونے چاہئیں۔ جو یہاں non seriousness کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے یہ بالکل اچھی بات نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جی، منسٹر صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب صہیب احمد ملک): جناب سپیکر! میں یہی request کرنے لگا ہوں کہ as you have said before کبھی ایسا نہیں ہوا اور I am sure there must be some issues کہ وہ راستے میں ہوں گے۔(شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! میری بات سنیں۔ یہ اتنا serious issue ہے، یہ 12 کروڑ عوام کا صوبہ ہے، یہاں اجلاس ہو رہا ہے اور یہاں اتنے معزز رکن بیٹھے ہیں۔ اس اسمبلی میں، اس ہاؤس میں اتنے معزز رکن سے Secretaries زیادہ عزت دار نہیں ہیں۔ یہ اچھی بات نہیں ہے، یہ اچھی روایت نہیں ہے لہٰذا اس کو make sure کرائیں۔ اس میں پورے ہاؤس کو شدید تحفظات ہیں۔

جناب شہاب الدین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شہاب الدین صاحب!

جناب شہاب الدین خان: جناب سپیکر! یہ آج سے پہلے کبھی نہیں ہوا۔ میری آپ سے صرف اتنی request ہے کہ خدا کے لئے پنجاب کے اس ایوان کی اگر اسی طرح اس نوکر شاہی نے بے توقیری کرنی ہے تو میں معزز اپوزیشن لیڈر کی بات کو second کروں گا کہ پھر اتنا خرچ اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اس بیوروکریسی سے یہ ملک اور صوبہ چلا لیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آج آپ کو ruling دینی چاہئے کہ آئندہ جب تک متعلقہ سیکرٹری اور ہمارے معزز منسٹر موجود نہیں ہوں گے اس وقت تک ہاؤس کی کارروائی نہیں چلے گی۔

زیرو آور نوٹس

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سردار صاحب! بالکل ٹھیک ہے۔ اب ہم زیرو آور نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا زیرو آور نوٹس جناب احمر رشید بھٹی صاحب کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! اس کو pend کر دیں کیونکہ اُن کے پاؤں میں فریکچر ہے وہ کل گر گئے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس زیرو آور نوٹس کو pend کیا جاتا ہے۔

دوسرا زیرو آور نوٹس جناب وقاص محمود مان کا ہے۔

صوبہ بھر کی مویشی منڈیوں میں ٹھیکیداروں سے قواعد وضوابط پر عملدرآمد کروانے کا مطالبہ

جناب وقاص محمود مان: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے فوری نوعیت کے معاملے کو زیر بحث لایا جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ PCMMDC کے زیر سایہ چلنے والی صوبہ بھر کی مویشی منڈیاں درد سر بن چکی ہیں ٹھیکیدار پرالی، چارہ، تندی، چارپائی، کھرلی اور باڑہ کے نام پر زبردستی بھتہ وصول کر رہے ہیں۔ ٹھیکیدار صرف انٹری فیس اور پارکنگ فیس وصول کر سکتے ہیں مگر وہ پارکنگ فیس بھی اضافی وصول کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں درج بالا تمام چیزوں پر بھتہ وصول کر رہے ہیں حالانکہ اُن میں سے کوئی بھی چیز اُن کے ٹھیکہ میں موجود نہ ہے۔ لہٰذا مجھے اس مسئلہ پر زیرو آور نوٹس کے تحت بولنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، آپ بات کریں۔

جناب وقاص محمود مان: جناب سپیکر! کچھ سال پہلے بہت ساری پرائیویٹ کمپنیاں بنائی گئیں اُن میں سے ایک "پنجاب کیٹل مارکیٹ مینجمنٹ ڈویلپمنٹ کمپنی" بھی بنی جو کہ مویشی منڈیوں کو regulate کرے گی اور ساری مویشی منڈیاں پورے صوبہ بھر میں اس کے تحت چلیں گی۔

اب معاملہ یہ ہے کہ ان مویشی منڈیوں کے جو ٹھیکے دیئے جا رہے ہیں اور جو اِس پرائیویٹ کمپنی کے عہدیداران ہیں وہ مِل کر غریب کسانوں کو لوٹ رہے ہیں۔ میں اُس کی ایک مثال دوں گا یہ میرے ہاتھ میں ایک notification ہے۔ I would like to read it out.

In pursuance of the decision passed by Board of Directors of Punjab Cattle Market Management and Development Company (PCMMDC) in its third meeting held on 28th June 2021, all fodder sale points (Fodder with Tokka, Fodder without Tokka, Tori and Parilli etc.) situated at Shahpur Kanjran Cattle Market Lahore and at Model Cattle

Market Sheikhupura have been abolished in the best interest of the company. The contracts awarded against these sale points shall stand revoked/cancelled with effective from 1st July 2021. The deposits of the contractors for the remaining months will be refunded and their securities thereof will also be discharged accordingly.

جب مویشی منڈی کا ٹھیکہ مختلف ٹھیکیداروں کو دیا جاتا ہے جس کو وہ چلاتے ہیں تو وہاں پر پہلے مختلف قسم کے ٹھیکے دیئے جاتے تھے اور جولائی 2021 میں تقریباً آج سے تین سال پہلے انہوں نے بہت ساری چیزیں abolish کر دیں جیسے توڑی، پرالی، تندی وغیرہ کے ٹھیکہ جات کو abolish کر دیا لیکن آج بھی، اِس وقت بھی میں اپنے ڈسٹرکٹ شیخوپورہ کی بات کروں گا کہ اُس مویشی منڈی میں constituency کے بہت سارے کسان میرے پاس آئے اور کہا کہ وہ parking fee پر over charging کر رہے ہیں، entry fee پر over charging کر رہے ہیں۔ They are supposed to charge 600 per animal لیکن کہیں پر وہ 800 سو روپے چارج کر رہے ہیں، کہیں پر 900 روپے چارج کر رہے ہیں۔ میرے پاس evidence کے طور پر وہ receipts بھی ہیں اور اس کے علاوہ پارکنگ کی مد میں اُن کے rules کے مطابق وہ 24 گھنٹوں میں ایک

vehicle کو صرف ایک دفعہ چارج کر سکتے ہیں لیکن practically یہ ہے کہ ٹھیکیدار 24 گھنٹوں میں ایک vehicle جب دو یا تین دفعہ آتی ہے تو وہ ہر دفعہ اُن کو چارج کرتے ہیں۔ پرالی، تندی، کھرلی اور چارپائی کی مد میں بے شمار چیزیں وہ چارج کر رہے ہیں جو کہ بھتہ خوری کے زمرے میں آتی ہیں۔ اِن کا اُن کے پاس کوئی ٹھیکہ اور کوئی ٹینڈر نہیں ہے۔ یہی معاملہ صوبہ بھر کی مویشی منڈیوں کا ہے اور یہ عام کسانوں کا معاملہ ہے، عام لوگوں کا معاملہ ہے۔ جس نے ایک بھینس رکھی ہوئی ہے یا دو رکھی ہیں یا پانچ رکھی ہیں اُس کی جو livelihood اس پر depend ہے اور جب وہ مویشی منڈی میں جا کر اپنے جانور کو بیچنا چاہتا ہے تو وہ وہاں اِن بھتہ خوروں کے ہتھے چڑھ رہا ہے۔ اِس کے اندر پنجاب کیٹل ڈویلپمنٹ مارکیٹنگ مینجمنٹ کمپنی کا سٹاف بھی ملوث ہے۔ جب یہ شہباز شریف صاحب نے بنائی تھیں میاں شہباز شریف نے اس کے پیچھے اپنا وزن یہ دیا تھا کہ جو یہ private limited companies ہوں گی، یہ consumers کے rights کا خیال کریں گی لیکن practically ایسا نہیں ہو رہا۔ یہ چھوٹا مافیا نہیں ہے یہ ایک بہت بڑا مافیا بن چکا ہے جو کہ پنجاب میں لاکھوں، کروڑوں کا معاملہ نہیں ہے یہ بات اربوں روپے میں چلی گئی ہے۔ اب میں یہ کہوں گا کہ اس کے اوپر concerned ministry حرکت میں آئے، ان لوگوں کا سدباب کیا جائے اور وہاں پر جو سرکاری ملازمین ہیں اُن کے خلاف بھی ایکشن لیا جائے۔ میں ایک مثال دوں گا کہ آج سے کچھ مہینے پہلے شیخوپورہ میں ایک ایف آئی آر کاٹی گئی، ڈی پی او نے منڈی شیخوپورہ میں raid کروائی وہاں پر اُس دن کا سارا کھاتہ چیک کیا گیا، اُس دن پارکنگ فیس فی جانور جتنی اُن کی fee بنتی ہے، جتنے charges بنتے تھے وہ تقریباً 40 لاکھ روپے کے قریب رقم بنتی تھی لیکن اُن کا اُس دن کا جو count تھا اُس میں سے 87 لاکھ روپیہ کیش وصول ہوا تھا اب وہ زیادہ رقم خود سے لے کر نہیں بیٹھے ہوئے تھے وہ definitely بھتے خوری کی مد میں اکٹھی کی گئی رقم تھی اُس معاملہ پر ایف آئی آر ہوئی وہ پیسے ضبط کر لئے گئے لیکن کچھ دنوں کے بعد اُن کو سپرداری پر چھوڑ دیا گیا۔

جناب سپیکر! میں یہ request کرتا ہوں کہ اس معاملے پر فوری طور پر concerned ministry لوکل گورنمنٹ ایکشن لے، آپ اس معاملہ کو غور سے دیکھیں یہاں کچھ منسٹر صاحبان بھی ایوان میں تشریف فرما ہیں یہ ہمارے ملک کا المیہ بن چکا ہے، ہم کیا کہتے ہیں کوئی نیا problem آتا ہے تو اس کے لئے ایک نئی task force بنا دی جائے یا ایک نیا محکمہ بنا دیا جائے،

ہمارا ملک already over legislated country ہے، نئے محکمے، نئی task force بنانے سے معاملات حل نہیں ہوں گے جو پرانے قوانین ہیں، جو پرانے محکمے ہیں اُن پر عمل داری سے مسئلے حل ہوں گے۔ مسئلہ اصل میں good governance کا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وقاص محمود صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا۔

جناب وقاص محمود مان: جناب سپیکر! مجھے صرف ایک منٹ دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وقاص محمود صاحب! اس پر بات کرنے کے لئے پانچ منٹ ہوتے ہیں آپ تو سات آٹھ منٹ بول چکے ہیں۔

جناب وقاص محمود مان: جناب سپیکر! میں conclude کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقاص صاحب! آپ اپنی بات کو wind up کریں۔

جناب وقاص محمود مان: جناب سپیکر! .I just need one minute یہ مسئلہ good governance کا ہے اور جب تک good governance نہیں ہو گی۔ ہم جتنی مرضی سکیمیں دیتے رہیں، جتنی مرضی نئی task forces بناتے رہیں معاملات حل نہیں ہوں گے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

لہٰذا please عمل کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ جناب ذیشان رفیق! تشریف فرما ہیں؟۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! متعلقہ منسٹر تشریف فرما نہیں ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب صہیب احمد ملک): جناب سپیکر! .On his behalf

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! متعلقہ منسٹر تشریف فرما نہیں ہیں۔ یہ وزیر صاحب! Minister for all نہیں ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب صہیب احمد ملک): جناب سپیکر! یہ بری بات ہے، یہ میرے بڑے بھائی بھی ہیں۔ اعجاز شفیع صاحب ہمیں نہ بتائیں۔ Please speak to the Chair.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اعجاز شفیع صاحب ہم اسے pend کر دیتے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب صہیب احمد ملک): جناب سپیکر!

If you want to pend it, pend it, otherwise I am ready to answer it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میں نے اس کو pend کر دیا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب صہیب احمد ملک): جناب سپیکر! شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر سکولز ایجوکیشن رانا سکندر حیات ایوان میں تشریف لا چکے ہیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! اسلام و علیکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب! میری گزارش سنیں۔ آج محکمہ سکولز ایجوکیشن کا Question Hour تھا آپ concerned minister ہیں آپ کو پہلے یہاں ایوان میں موجود ہونا چاہئے تھا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! میں already ایک گھنٹہ پہلے آیا تھا۔ معذرت خواہ ہوں میں نے foreign delegation کو ایک ضروری میٹنگ کا ٹائم دیا ہوا تھا جس کی وجہ سے SED میں تھوڑا سا لیٹ ہو گیا ہوں لیکن ہمارے سیکرٹری صاحب، ایڈیشنل سیکرٹری اور میں ہم تینوں available ہیں۔

سوالات

(محکمہ سکولز ایجوکیشن)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! ہاؤس کا decorum بہت ضروری ہے۔ متعلقہ منسٹر صاحب آ گئے ہیں۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ سکولز ایجوکیشن کے سوالات پوچھیں جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ پہلا سوال محترمہ صائمہ کنول کا ہے۔ جی، محترمہ صائمہ کنول اپنا سوال نمبر بول دیں۔

محترمہ صائمہ کنول: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 1 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رحیم یار خان: موضع چاچڑاں شریف میں پرائمری اور مڈل سکولز سے متعلقہ تفصیلات

*1: **محترمہ صائمہ کنول:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) موضع چاچڑاں ضلع رحیم یار خان میں کتنے پرائمری اور مڈل سکول ہیں؟

(ب) بچوں کو تعلیم کی سہولیات فراہم کرنے کے لئے ضلع رحیم یار خان میں کتنی این جی اوز کام کر رہی ہیں ان کی تفصیلات فراہم فرمائیں؟

(ج) ضلع رحیم یار خان میں حکومت نے بچوں کی سکولوں تک رسائی کے لئے کیا اقدامات اُٹھائے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات):

(الف) موضع چاچڑاں، تحصیل خان پور، ضلع رحیم یار خان میں کل 22 پرائمری سکولز اور 2 مڈل سکولز ہیں۔

(ب) ضلع رحیم یار خان میں کل 06 این جی اوز کام کر رہی ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

1. READ پاکستان
2. CARE فاؤنڈیشن
3. بنیاد فاؤنڈیشن
4. NRSP
5. HDF
6. NCHD

(ج) حکومت ضلع رحیم یار خان میں بچوں کی سکولوں تک رسائی کے لئے کوشاں ہے اور اس ضمن میں گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائر سیکنڈری سکول خان پور میں ایک سکول بس فراہم کی گئی ہے۔ مزید برآں سکولوں کے بچوں کو سفری رعائتی کارڈ فراہم کئے گئے ہیں تاکہ وہ لوکل سطح پر بغیر کرایہ کے سکول تک اپنی رسائی کو ممکن بنا سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ صائمہ کنول: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے حلقے میں کتنے گرلز اور بوائز ہائی سکولز ہیں اور جواب کے جز (ج) میں لکھا گیا ہے کہ ایک سکول میں بچوں کے لئے بس فراہم کی گئی ہے، اُس میں رعائتی سفری کارڈ فراہم کئے گئے ہیں مجھے اپنے حلقہ میں رعائتی سفری کارڈ کا کوئی concept نظر نہیں آیا کسی بچے کے پاس کارڈ نہیں ہے ایک سکول کو بس فراہم کی گئی ہے باقی سکولوں کو بسیں کیوں نہیں دی گئیں؟ دوسرا سوال یہ ہے کہ جواب میں جو این جی اوز بتائی گئیں ہیں وہ کون کون سے سکول چلا رہی ہیں یا اُن کے تعاون سے کونسے سکول چل رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! معزز ممبر نے بالکل بجا فرمایا لیکن ہمارے پاس۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کے محکمہ کے سیکرٹری صاحب تشریف لائے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! جی، سیکرٹری صاحب اور ایڈیشنل سیکرٹری صاحب دونوں تشریف لائے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ کے محکمہ کے سیکرٹری صاحب کو آنا چاہئے تھا؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! سیکرٹری سکولز ایجوکیشن اور ایڈیشنل سیکرٹری سکولز ایجوکیشن concerned دونوں تشریف لائے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سیکرٹری سکولز ایجوکیشن یہاں آئے ہوئے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! سیکرٹری سکولز ایجوکیشن ڈاکٹر احتشام صاحب بھی آئے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! سیکرٹری سکولز ایجوکیشن یہاں ایوان کی آفیسر گیلری میں تشریف رکھتے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! یہاں آفیسر گیلری میں concerned ایڈیشنل سیکرٹری سکولز قیصر رشید صاحب موجود ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! اگر سیکرٹری سکولز ایجوکیشن نہیں آئے تھے تو یہاں آفیسر گیلری میں سپیشل سیکرٹری سکولز ایجوکیشن کو آنا چاہئے تھا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! سپیشل سیکرٹری سکولز ایجوکیشن عمرہ کی چھٹی پر ہیں تقریباً تین دن بعد عمرہ سے واپس آئیں گے پھر ہاؤس میں حاضر ہوں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! معزز ممبر نے بالکل بجا فرمایا ہے لیکن سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس صرف دو buses available ہیں۔ پچھلے پانچ سال میں جو بڑے بڑے دعوے کئے جاتے رہے شاید اس کے برعکس انہیں معلوم ہونا چاہئے تھا اور وہ دو buses ہماری Children Library Complex Lahore میں جہاں پر ہمارے different by abled بچے پڑھتے ہیں اُن کی transportation پر معمور ہیں۔

جناب سپیکر! Hon'ble Chief Minister Sahiba is very kind کہ انہوں نے اس کا نوٹس لیا ہے اور ان شاءاللہ اس June onward ہماری یہ کوشش ہے کہ ہم ہر تحصیل میں ایک ایک بس سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کی شروع کریں تاکہ جو سکولز جنہیں ہم نے link کرنا ہے high schools اور higher secondary schools سے وہ ہمارا plan ہے کہ ہم ہر سال ایک bus add کرتے جائیں تو by the end of five years ہمارے پاس ہر تحصیل میں پانچ busses ہوں گی، لیکن فی الحال پورے پنجاب میں صرف دو busses available ہیں جو differentiable بچوں کے لئے ہیں۔ دوسرا جو معزز ممبر نے سوال کیا کہ چھ این جی اوز کام کر رہی ہیں جس میں READ پاکستان، CARE فاؤنڈیشن، بنیاد فاؤنڈیشن، NRSP، HDF، NCHD ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے حوالے سے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو سکولز جن کی services outsource کی گئی اُس میں ہم ایک بڑا massive audit کر رہے ہیں ان میں کافی

این جی اوز ایسی ہیں جنہوں نے سکولز lease پر لئے اور further sublease پر دے دیئے ہیں۔ ہمیں آئے ہوئے ابھی صرف مہینہ ہوا ہے لیکن ہم نے وہ identify schools کر لئے ہیں، وہ این جی اوز identify کر لی ہیں، اُنہیں پہلا شوکاز نوٹس بھی serve کر دیا ہے اور جو under-performing NGOs سکولز بہتر انداز میں نہیں چلا رہی تھیں انشاءاللہ تعالیٰ اگلے مہینے سے ہم اُن کے contract terminate کریں گے۔ ہم transparent or efficient طریقے سے individuals کو بھی بلائیں گے، NGOs کو بھی بلائیں گے اور private sector کے لوگوں کو کہ آ کر وہ ان سکولز کو بہتر طریقے سے چلانا چاہیں اور اُس کے against ہم key performance indicators بنا رہے ہیں تاکہ پھر دوبارہ سے یہ نہ ہو کہ تین سال بعد وہ چیک کریں کہ وہ سکول نہیں چل رہے تو evaluation ان شاءاللہ ہر مہینے ہو گی۔ ہم آئی ٹی کا بہترین use کرتے ہوئے artificial intelligence کو use کر رہے ہیں، some facial recognition لا رہے ہیں تاکہ fake enrolment نہ ہو، ٹیچرز کی حاضری یقینی بنائی جا سکے، ساتھ ساتھ ہم جو اُنہیں payment دیتے ہیں اُس میں ہم اُنہیں link کر رہے ہیں کہ اگر وہ ایک lab computer بناتے ہیں یا ایک science lab بناتے ہیں یا یہ والے courses دینا چاہتے ہیں تو اُس کے against اُن کا payment increment ہو اور اگر وہ under-perform کریں، بچے سکول چھوڑ کر جائیں تو اُس کے against ہم اُن کے خلاف ایکشن لے سکیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Supplementary question۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ جواب کے جز (ج) میں لکھا ہے کہ مزید برآں سکولوں کے بچوں کو سفری رعائتی کارڈ فراہم کئے گئے ہیں یہ وزیر موصوف بتا سکتے ہیں کہ کتنے بچوں کو یہ کارڈ فراہم کئے گئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! یہ آخری part of the question ہے جس کے بارے میں معزز ممبر نے پوچھا ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جواب کے جز(ج) میں انہوں نے لکھا ہے کہ مزید بر آں ان سکولوں کے بچوں کو سفری رعائتی کارڈ فراہم کئے گئے ہیں، یہ کتنے بچوں کو دیئے گئے ہیں اُن کی کیا تفصیل ہے؟ یہ تو مبہم سا جواب دے دیا گیا ہے اس میں کوئی ایشو نہیں ہے میرے خیال میں منسٹر صاحب کے پاس کوئی ریکارڈ نہیں ہے یہ بچوں کی تضحیک کر رہے ہیں کسی بچے کو ابھی تک کوئی کارڈ فراہم نہیں کیا گیا۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں یہ ایک single school ہے جس کا معزز ممبر ذکر کر رہے ہیں پنجاب میں ہمارے پاس ٹوٹل دو buses ہیں، ہم کیسے سکول کے بچوں کو فری کارڈ فراہم کر سکتے ہیں، 48ہزار سکول ہیں اور دو buses ہیں اس لئے یہ رحیم یار خان کے اندر ایک گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائر سیکنڈری سکول خان پور ہے جہاں پر ایک سکول بس فراہم کی گئی ہے اور اس بس میں جو دو ٹائم بچے travel کرتے ہیں تو انہیں گورنمنٹ یہ free facility provide کرتی ہے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب میرا ضمنی سوال سمجھ نہیں سکے تو میں ان کو یہ جز(ج) پورا پڑھ کے سنا دیتا ہوں کہ حکومت ضلع رحیم یار خان میں بچوں کی سکولوں تک رسائی کے لئے کوشاں ہے اور اس ضمن میں گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائر سیکنڈری سکول خان پور میں ایک سکول بس فراہم کی گئی ہے۔ مزید بر آں ان سکولوں کے بچوں کو سفری رعایتی کارڈ فراہم کئے گئے ہیں، ایک سکول یا زیادہ سکولوں کے بارے میں کہہ رہے اس بات کا ذکر ہی نہیں کیا گیا، اگر انہوں نے ان کو سفری رعایتی کارڈ دیئے ہیں and he must have proper information کہ کتنے بچوں کو یہ کارڈ دیئے گئے ہیں، یا پھر صرف آمدند، نشستند، گفتند اور برخاستند ہے یا کسی بچے کو یہ کارڈ دیا بھی گیا ہے، Can he say with authority? کہ یہ cards issue ہوئے ہیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ کارڈز ہم نے issue نہیں کئے، ہمارے حکومت میں آنے سے پہلے ایک سکول بس سکیم چل رہی ہے اور ہم نے یہ بالکل نہیں لکھا کہ یہ رعایتی کارڈ ہم نے دیئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! آپ میری بات سنیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! پلیز، رانا صاحب سے کہیں کہ میرا جواب سن لیں۔ سکولوں کے بچوں کو سفری رعایتی کارڈ فراہم کئے گئے ہیں تاکہ وہ لوکل سطح پر کرایہ کے بغیر سکول تک رسائی ممکن بنا سکیں یہ تو انہوں نے پڑھ دیا ہے لیکن ان سے کہیں کہ مہربانی فرما کر اس سے پہلے والی لائن بھی پڑھ لیں۔ حکومت ضلع رحیم یار خان میں بچوں کی سکولوں تک رسائی کے لئے کوشاں ہے اور اس ضمن میں گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائر سیکنڈری سکول خان پور میں ایک سکول بس فراہم کی گئی ہے تو ہم نے جواب میں یہ بات بالکل واضح لکھ دی ہے اگر ہم نے پورے پنجاب کا ذکر کرنا ہوتا تو ہم پھر پورے پنجاب کا لکھ دیتے۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ابھی نئے نئے آئے ہیں تو یہ سمجھ جائیں گے کیونکہ آگے لکھا ہے کہ مزید برآں سکولوں کے بچوں کو کارڈز فراہم کئے گئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! جتنے بھی سکولوں کو اس کارڈ کے حوالے سے facilitate کیا گیا اس کی ہم آپ کو لسٹ فراہم کر دیتے ہیں لہٰذا اب آپ تشریف رکھیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! ڈیڑھ سو یا دو سو جتنے بھی بچے ہوں گے اس حوالے سے ہم معزز ممبر کو لسٹ بھجوا دیں گے اور اگر رانا صاحب اس میں مزید اپنی طرف سے کچھ contribute کرنا چاہیں تو ہمیں بڑی خوشی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب! ٹھیک ہو گیا ہے۔ اب اگلا سوال جناب امجد علی جاوید کا ہے، سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: میرا سوال نمبر 27 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ بھر کے سکولز میں عدم سہولیات کو پورا کرنے سے متعلقہ تفصیلات

***27: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست کہ حکومت پنجاب نے گزشتہ سالوں کے بجٹ میں یہ فیصلہ کیا تھا کہ صوبہ بھر کے سکولز میں مسنگ فیسیلٹیز کو پورا کیا جائے گا؟

(ب) پی پی-121 ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چار دیواری کے بغیر سکولز کی تعداد کتنی ہے ان کی تفصیلات فراہم کی جائے؟

(ج) کیا حکومت ترجیحی بنیادوں پر ان سکولوں کی چار دیواری کی تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات):

(الف) درست ہے۔ محکمہ سکول ایجوکیشن نے گزشتہ سالوں کے دوران صوبہ بھر کے سرکاری سکولوں میں 99 فیصد سے زائد مسنگ فیسلیٹیز کو پورا کر دیا ہے۔ تاہم صوبہ بھر میں بہت سے ایسے سرکاری سکولز موجود ہیں جو چار دیواری کے بغیر ہیں جس کی بڑی وجہ وسائل کی عدم دستیابی ہے۔

(ب) پی پی-121 میں 08 سکولز بغیر چار دیواری کے ہیں اور 07 سکولز ایسے ہیں جن میں چار دیواری کی جزوی تعمیر کی ضرورت ہے تفصیل (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ سکول ایجوکیشن نے سالانہ ترقیاتی منصوبہ 25-2024 کے پہلے ڈرافٹ میں پنجاب بھر کے سرکاری سکولوں میں چار دیواری تعمیر کرنے کی تجویز شامل کی ہے۔ پلاننگ و ڈویلپمنٹ بورڈ کی جانب سے سالانہ ترقیاتی منصوبہ (25-2024) میں مذکورہ تجویز کو شامل کرنے کے بعد ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کو ہدایات جاری کر دی جائیں گی کہ وہ اس ضمن میں ترجیحات کا تعین کرے تاکہ محکمہ کی جانب سے مطلوبہ حصہ دیا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرے سوال کے جواب کے جز (الف) میں لکھا ہے کہ محکمہ سکولز ایجوکیشن نے گزشتہ سالوں کے دوران صوبہ بھر کے سرکاری سکولوں میں 99 فیصد سے زائد missing facilities کو پورا کر دیا ہے تو میں یہ منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں یہ جو 99 فیصد سے زائد missing facilities کر دی گئی ہیں تو یہ کون کون سی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! آفٹر نون سکولز پروگرام کے تحت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 223 سکولز چل رہے ہیں۔۔۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے سوال کچھ اور کیا ہے اور یہ جواب کچھ اور دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد صاحب! آپ جواب تو سن لیں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! I apologize کہ ہم صرف ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کی information لائے ہیں کہ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہمارے پاس 223 سکولز ہیں اگر انہیں پورے پنجاب کی information چاہئے تو ہم انہیں پورے پنجاب کی briefing اپنے آفس میں اجلاس کے بعد سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹری صاحب کے ساتھ بیٹھ کر دے دیتے ہیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں کوئی بات کر رہا ہوں اور منسٹر صاحب اگلے سوال کا جواب دیئے جا رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، میاں صاحب! آپ کیا پوچھنا چاہ رہے ہیں، آپ اپنا سوال بتائیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 27 ہے، اس کو پڑھ لیں اور اس کا جواب نکال لیں۔ یہ صفحے آگے پیچھے کرتے جا رہے ہیں اور تیاری نہیں کر کے آئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنا ضمنی سوال کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے ابھی ضمنی سوال جز (الف) کے حوالے سے کیا ہے۔ درست ہے، محکمہ سکولز ایجوکیشن نے گزشتہ سالوں کے دوران صوبہ بھر کے سرکاری سکولوں میں 99٪ سے زائد missing facilities کو پورا کر دیا ہے۔ میں نے یہ سوال پوچھا ہے کہ یہ کون سی missing facilities ہیں جو کہ انہوں نے پوری کر دی ہیں؟ منسٹر صاحب آفٹر نون سکولز کے بارے میں بتا رہے ہیں کہ اور وہ پتا نہیں کہاں ہیں اور نہ ہی میرا ان سکولز کے بارے میں سوال ہے، میں سوال کچھ کر رہا ہوں اور وہ جواب کچھ دے رہے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! میں اس حوالے سے دوبارہ گزارش کرنا چاہوں گا اور I apologize کیونکہ ہم سمجھے تھے کہ ان کے دونوں سوال ٹوبہ ٹیک سنگھ سے متعلق ہیں۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے سکولز کی PMI and PRSP کی تفصیل ہم ضرور لائے ہیں تو محکمہ کے behalf پر I apologize to honorable member کہ پورے پنجاب کی تفصیل ہم نہیں لا سکے تو اس سیشن کے بعد ہم انہیں اپنے آفس میں بلا کر briefing دے دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب! آپ معزز ممبر کو بلا لیں اور ان کو مطمئن کریں۔

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! ہم ان کو ٹوٹل بجٹ اور missing facilities کے حوالے سے brief کر دیں گے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں بجٹ کی بات ہی نہیں کر رہا میں تو پوچھ رہا ہوں کہ کون سی missing facilities پوری کر دی گئی ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ بیٹھ جائیں اور منسٹر صاحب کے پاس چلے جائیں وہ آپ کو دعوت دے رہے ہیں وہ آپ کو اس حوالے سے مطمئن کریں گے۔ Order in the House, please اگلا سوال بھی جناب امجد علی جاوید کا ہے۔ سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! پہلے مجھے یہ سوال تو پورا کر لینے دیں میں نے ابھی اپنے تین ضمنی سوال کرنے ہیں جن میں سے میں نے ابھی تک ایک سوال پوچھا ہے، یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں ایک request کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے ایجوکیشن منسٹر صاحب کا تعلق پرانے سیاسی گھرانے سے ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ کافی کام بھی کر رہے ہیں لیکن میں ان کو ایک بات ضرور بتاؤں گا کہ آپ اپنے محکمہ کے سیکرٹری کے behalf پر apologize نہ کریں، آپ کیوں کر رہے ہیں؟ آپ کے پاس ایک محکمہ ہے مجھے لگتا ہے کہ آپ ایک بہت اچھے اور energetic Education Minister ہیں تو آپ اپنے محکمے کو

کھینچ کر رکھیں۔ ہمارے ماشاءاللہ پرانے سپیکر رانا اقبال صاحب ہوتے تھے اس وقت ہم بھی سوال اور جواب دیتے رہے ہیں اور ہم اس ہاؤس میں کسی اور کی وجہ سے apologize کرنے نہیں آئے۔ ہم نے اداروں کی کارکردگی کو بہتر بنانا ہے۔ یہ کیوں بار بار کہہ رہے ہیں کہ میں apologize کرتا ہوں لہٰذا آپ ان کے apologize والے الفاظ کو کارروائی سے حذف کروائیں اور یہ اپنے الفاظ واپس لیں؟ یہ منسٹر صاحب ان شاءاللہ بہت اچھا کام کریں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں اپنے الفاظ بہت سوچ سمجھ کر استعمال کر رہا ہوں یہ اس ہاؤس کے لئے بڑی ہی تشویشناک بات ہے بیوروکریسی اس ہاؤس کو کس طرح دیکھ رہی ہے، اور یہ ہم سب کے لئے تشویشناک بات ہے؟

جناب سپیکر! اب میں اس issue پر بات کرتا ہوں جس پر اس وقت ہاؤس میں بحث ہو رہی ہے۔ اب اس ڈیپارٹمنٹ کی نالائقی دیکھیں کہ فاضل ممبر نے بہت واضح ایک سوال کیا ہے، کہ صوبہ بھر میں جو missing facilities کے حوالے سے ڈیپارٹمنٹ نے دعویٰ کیا ہے اس کی تفصیل فراہم کر دی جائے تو ان کی نالائقی کا یہ عالم ہے کہ پنجاب بھر کی missing facilities کی تفصیل مہیا کرنے کی بجائے انہوں نے ٹھنڈے کمرے میں بیٹھ کر یہ دیکھا کہ فاضل ممبر کا تعلق کس ضلع سے ہے اور اس ضلع کی منسٹر صاحب کو تفصیل فراہم کر دی۔ اب ڈیپارٹمنٹ کی وجہ سے نہ صرف حکومتی بنچز پر بیٹھے ممبران embarrass ہوئے بلکہ منسٹر صاحب کے لئے بھی یہ کوئی عزت کی بات نہیں ہے۔ میں تو صرف یہی کہوں گا کہ آج کے اس وقفہ سوالات میں جو کچھ ہو رہا ہے اس سے تمام منسٹرز اور ڈیپارٹمنٹس کو کچھ سبق سیکھنا چاہئے اور آئندہ سے اس طرح کے واقعات نہیں ہونے چاہئیں۔ آپ سوالات کے جوابات دیں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ بعض مرتبہ ہم اپوزیشن کی طرف سے پوچھے گئے ضمنی سوالات پر معزز ممبران کو مطمئن نہیں کر پاتے ہیں لیکن جس تناظر میں سوال پوچھا گیا ہو جواب تو اسی sense میں آنا چاہئے لہٰذا میری

گزارش ہے کہ ان کے سوال کو pend فرمادیں اور اس کا جو درست جواب ہے اس کو دوبارہ ہاؤس میں پیش کیا جائے باقی فاضل ممبر سے پوچھ لیں کیونکہ وہ اس سوال کی authority ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، خان صاحب! آپ نے اور آپ سے پہلے لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہاں پر بات کی اور میں بالکل آپ کی اس بات سے 100 فیصد agree کرتا ہوں۔ یہاں پر جتنے منسٹر صاحبان تشریف رکھتے ہیں اور جو ابھی یہاں تشریف نہیں رکھتے ان سب سے میری گزارش ہے اور میں یہ رولنگ دے رہا ہوں کہ جس دن جس محکمے کے سوالات ہوں گے اس محکمے کا سیکرٹری یہاں موجود ہو گا۔ اگر سیکرٹری صاحب یہاں پر نہیں ہوتے تو کم از کم سپیشل سیکرٹری کا یہاں پر ہونا بہت ضروری ہے۔ سیکرٹری صاحبان اس ایوان سے زیادہ مقدس اور عزت دار نہیں ہیں۔ ہمیں اس ہاؤس کے decorum اور عزت کا دھیان رکھنا چاہئے۔ معزز ممبران اتنی دور سے یہاں آکر اپنے حلقے کی بات کرتے ہیں، ان کی نمائندگی کرتے ہیں اس لئے سیکرٹریز کا یہاں پر ہونا بہت ضروری ہے۔ اگر کسی بھی متعلقہ محکمے کا سیکرٹری یہاں پر موجود نہیں ہو گا تو ہم بزنس کو آگے لے کر نہیں چلیں گے اور نہ ہی اسے take up کریں گے۔ امجد علی جاوید صاحب کا سوال pend کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! آپ سوال pend کر دیں لیکن میری بات سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! سمیع اللہ خان صاحب نے جو بات کی ہے وہ میرے سوال پر نہیں ہے بلکہ میں نے جو missing facilities کا پوچھا ہے وہ بات خان صاحب نے کی ہے لیکن محکمے کی طرف سے منسٹر صاحب کو جو صفحہ دیا گیا ہے اس پر missing facilities نہیں ہیں بلکہ وہ تو afternoon سکولوں کی بات کر رہے ہیں کہ اتنے سکول ہیں لیکن میرا تو وہ سوال ہی نہیں ہے اور نہ ہی اس کی بات concerned ہے۔ بہر حال آپ میرے اس سوال کو pend فرمادیں باقی سمیع اللہ خان صاحب نے بات کر دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب کا سوال pend کرتے ہیں۔ امجد علی جاوید صاحب! اگلا سوال بھی آپ کا ہے اسے بھی pend کر دیں؟

جناب امجد علی جاوید: نہیں، نہیں۔ اسے کیوں pend کریں؟ منسٹر صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سوال نمبر بولیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 28 ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ: انصاف آفٹر نون سکولز پر اخراجات اور ان کے آڈٹ سے متعلق تفصیلات

***28: جناب امجد علی جاوید:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) انصاف آفٹر نون سکولز کے تحت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کہاں کہاں کتنے سکول چل رہے ہیں تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انصاف آفٹر نون سکولز کے تحت چلنے والے سکولوں پر اب تک کتنے اخراجات کئے گئے ہیں اور کس فنڈز سے کئے گئے ہیں تفصیلات فراہم کی جائیں؟

(ج) مذکورہ بالا سکولز کے لئے جو ادائیگیاں کی گئیں وہ کس رولز کے تحت کی گئیں اور ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں کون سا افسر یہ ادائیگیاں کرتا رہا ہے اور اس کے لئے طریق کار کیا تھا تفصیل فراہم فرمائیں؟

(د) کیا اس سکیم کے لئے فراہم کردہ فنڈز اور ادائیگیوں کا آڈٹ کیا گیا اگر نہیں تو اس کی وجہ بیان کریں۔ اگر آڈٹ ہوا ہے تو اس کی تفصیل دیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات):

(الف) آفٹر نون سکولز پروگرام کے تحت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 223 سکولز چل رہے ہیں فہرست (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انصاف آفٹر نون سکولز کے تحت چلنے والے سکولز پر اعزازیہ کی مد میں اب تک 260.357 ملین خرچ کئے جا چکے ہیں۔ یہ رقم حکومت پنجاب محکمہ تعلیم سکولز ایجوکیشن اور PMIU-PESRP نے آفٹر نون سکول پروگرام کے لئے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کو فراہم کئے۔

(ج) مذکورہ بالا سکولز میں بھرتی ہونے والے سٹاف کا ماہانہ اعزازیہ حکومت پنجاب سکول ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے مراسلہ نمبر SO (SNE) UP-graduation/2021 (1ASP) مورخہ 12-11-2021 کے تحت چیف ایگزیکٹو آفیسر (DEA) ٹوبہ ٹیک سنگھ، ڈسٹرکٹ اکاؤنٹس آفیسر ٹوبہ ٹیک سنگھ سے بل پاس کروانے کے بعد بنک ایڈوائس کے ذریعے متعلقہ سکول کونسل این ایس پی کے متعلقہ بنک اکاؤنٹ میں منتقل کرتا ہے۔ جو بعد میں متعلقہ سکول کے سربراہان اپنے متعلقہ سٹاف کو بذریعہ کراس چیک ادائیگی کرتے ہیں۔

(د) ہر سال ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اتھارٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کا آڈٹ ہوتا ہے اور سالانہ آڈٹ آڈیٹر جنرل پنجاب، ریجنل ڈائریکٹوریٹ آف آڈٹ (ڈسٹرکٹ گورنمنٹ) کا نامزد نمائندہ کرتا ہے۔ سالانہ آڈٹ کے دوران آفٹر نون سکولز کے فنڈز کا بھی آڈٹ ہو چکا ہے۔ اس کی ادائیگیوں کے متعلق کوئی بھی آڈٹ اعتراض نہیں ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اپوزیشن سے ہمارے دوست بڑی تالیاں بجا رہے ہیں، پورے چار سال ایک گھوسٹ نظام چلتا رہا ہے یہ سوال اس کا بڑا شاہکار ہے۔ منسٹر صاحب اس سوال کا جواب پڑھ رہے تھے کہ Afternoon Schools Program کے تحت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 223 سکول چل رہے ہیں جن کی تفصیل فہرست Anx-A کے تحت ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان 223 سکولوں میں کتنے طلباء ہیں اور جو استاد پڑھا رہے ہیں وہ کون ہیں؟ کیا ان کی نئی ریکروٹمنٹ کی گئی ہے؟ یا کوئی اور طریقہ اختیار کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! ہم نے ابھی تک اپنی نئی ریکروٹمنٹ پالیسی نہیں بنائی، میں معزز ممبر کو اس پر insight دینا چاہتا ہوں کہ afternoon schools

already جو پچھلے سال کے چل رہے ہیں وہی continue کر رہے ہیں۔ہم نے اپنی afternoon schools کی پالیسی اگلے تین مہینوں میں بنانی ہے اور ٹیچرز کے حوالے سے جہاں تک مجھے information دی گئی ہے اور جو briefings میں بتایا گیا اس کے مطابق ٹیچرز کے دو طرح کے models ہیں ایک تو ٹیچرز صبح کے ٹائم پڑھاتے ہیں گورنمنٹ انہی کو second time کے چار گھنٹوں کے pay structure کے مطابق ان کو pay دیتی ہے لیکن اگر وہ ٹیچرز refuse کرتے ہیں یا available نہیں ہیں یا وہاں پر سائنس کا ٹیچر ہی نہیں تو پھر پرائیویٹ ٹیچرز کو engage کر کے afternoon schools چلائے جا رہے ہیں۔ یہ سارے پچھلے پروگرامز ہیں جو continue ہوئے ہیں لیکن ابھی ہماری اپنی ریکروٹمنٹ پالیسی اور ان کے infrastructure پر کام ہو رہا ہے۔ ایجوکیشن پالیسی final کرنے کے بعد ان شاءاللہ اس معزز ایوان کو ضرور سارے figures بتادوں گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! ہم جو فیلڈ میں دیکھ رہے ہیں یہ سارا fake نظام چل رہا ہے پنجابی کی کہاوت ہے کہ انہاں ونڈے شیرنی مڑ مڑ اپنیاں نوں، جو پہلے ہی ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ روپے تنخواہ لے رہے ہیں اور وہ کام بھی نہیں کرتے لیکن انہی کو دوبارہ مزید بانٹا جا رہا ہے۔ یہ جو لاکھوں بے روزگاروں کی فوج ہاتھوں میں ڈگریاں لئے پھر رہی ہے ان کو وہاں adjust کیوں نہیں کیا جا رہا؟ انہیں adjust کرنا تو مسئلہ ہی نہیں تھا بلکہ لوگوں کو oblige کرنا مسئلہ تھا۔ 2013 سے 2018 تک ایک پالیسی تھی جسے آگے afternoon schools کا نام دے دیا گیا اس کے تحت یہ کیا گیا تھا کہ نئے لوگوں کو وہ سکول دیئے جاتے تھے اور ان پر گورنمنٹ پیسے نہیں لگاتی تھی بلکہ وہ خود بچوں سے تھوڑے سے پیسے charge کرتے اور گورنمنٹ کو سکول کی بلڈنگ استعمال کرنے کے پیسے بھی دیا کرتے تھے۔ اللہ کرے پالیسی بناتے ہوئے سیکرٹری صاحبان ہماری بات سن لیں لیکن اس کی کم ہی امید ہے کہ یہ ہماری بات سنیں گے اور ان لوگوں کو induct کیا جائے گا۔ منسٹر صاحب بتادیں کہ کیا آپ کے پاس کوئی mechanism ہے کہ یہ جن بچوں کے پیسے وہاں ان ٹیچرز کو pay کر رہے ہیں کیا وہ بچے physically وہاں پر موجود بھی ہیں یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو ایوان میں دوسری طرف بیٹھے معزز ممبران کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ جس پر یہ اتنی clapping کر رہے ہیں اس کا نام انہوں نے Insaf Afternoon School Program رکھا تھا۔ یہ ریکروٹمنٹ پالیسی مراد راس صاحب ہی بنا کر گئے تھے اس وقت وزیر اعظم عمران خان صاحب اور وزیر اعلیٰ عثمان بزدار صاحب تھے لہٰذا یہ شوق سے ان کے لئے تالیاں بجائیں میں بھی ان کے ساتھ مل کر تالیاں بجانے کو تیار ہوں۔ (قطع کلامیاں)

جناب ذوالفقار علی: ہم نے چار سال پہلے سکول بنائے تھے لیکن آپ سے جو سوال کیا گیا ہے اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: No cross talk please. رانا صاحب!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): آپ تشریف رکھیں، میں اسی پر آ رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز وزیر صاحب جواب دے رہے ہیں۔ No cross talk پلیز تشریف رکھیں، Order in the House. پلیز آپ تشریف رکھیں، منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔

جناب ذوالفقار علی: منسٹر صاحب پہلے ہی اڑھائی گھنٹے تاخیر سے آئے ہیں، ان کی تیاری ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف تو رکھیں، منسٹر صاحب کا جواب تو آنے دیں۔ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ جن کا سوال ہے ان کو بات کرنے دیں اور منسٹر صاحب بھی جواب دینے کے لئے کھڑے ہوئے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں اور منسٹر صاحب کو جواب دینے دیں۔ اس طرح نہ کریں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب صہیب احمد ملک): جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ ہزار باتیں ہوئی ہیں، ان سے کہیں کہ تنقید سننے کے لئے تھوڑا سا حوصلہ پیدا کریں، رانا صاحب کی بات کو own کرنا چاہئے۔ He is right about it.

جناب ذوالفقار علی: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس طرح نہ کریں، آپ تشریف رکھیں، پہلے منسٹر صاحب کا جواب تو آنے دیں، آپ منسٹر صاحب کا جواب تو سننے دیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ رانا شہباز صاحب! ان کو بٹھائیں۔ جی، منسٹر صاحب! Please carry on

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! coming to the next part فاضل ممبر امجد علی صاحب نے بالکل صحیح کہا اور ان کی ایجوکیشن پر بڑی insight ہے۔ انہوں نے بالکل صحیح کہا کہ جن ٹیچرز کو دن میں پڑھانے کی اجازت ہے شام کو بھی انہیں ہی higher کیا جا رہا ہے اور learning outcomes بالکل ہی determine نہیں کئے گئے کہ وہ ٹیچرز کتنا اچھا پڑھا رہے ہیں اور جو ہماری enrollment ہے اس حوالے سے بھی امجد علی صاحب کی reservation بالکل ٹھیک ہے۔ میں یہاں پر پھر بول کر انہیں بتانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے جو SIS APP بنائی اس میں سوا کروڑ بچوں میں سے تیس لاکھ بچے fake نکلے ہیں۔ یہ ٹیچرز ریکروٹمنٹ پالیسی کس نے بنائی جس کے تحت یہ ٹیچرز رکھے گئے؟ معزز ممبر نے جو نوجوانوں کے حوالے سے بات کی ہے میں بالکل یہ سمجھتا ہوں اور ہماری گورنمنٹ اس پر بڑا vigilantly کام کر رہی ہے کہ وہ بچے جن کے ایم ایڈ اور بی ایڈ میں بہت اچھے marks ہیں اور وہ jobs کی تلاش میں ہیں، ہمیں alternate ان بچوں کو Afternoon Schools Program میں موقع دینا چاہئے۔ میں ساتھ ہی ساتھ انہیں insight دیتا چلوں کہ ہم ان شاء اللہ Afternoon School Program کے بعد third shift میں Skills Program بھی شروع کرنے جا رہے ہیں اور ہم اس میں ان سب بچوں کو jobs کا موقع دیں گے۔ (معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! انہوں نے جس پالیسی کا ذکر کیا ہے اس میں ایک کروڑ بچوں میں سے بیس لاکھ بچے fake enrollment میں identify ہو چکے ہیں۔ لہٰذا ہم چیزوں کو بہتری کی طرف لے کر جا رہے ہیں، ہم ان کی تجاویز ضرور سننا چاہتے ہیں لیکن ان سے یہ گزارش ہے کہ آواز اونچی کرنے سے ان کا stance صحیح ثابت نہیں ہو سکتا۔ بہت شکریہ

جناب ذوالفقار علی: آواز تب اونچی ہوتی ہے جب غلط جواب آتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میری اپوزیشن کے دوستوں سے گزارش ہے کہ جو غلط کام ہوئے ہیں انہیں برداشت سے سنیں تاکہ اگر پھر کبھی موقع ملے تو وہ غلطی نہ کریں اور اونچا بولنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ میں یہ بات کر رہا تھا کہ اگر ان نوجوانوں کو یہ سکول دے دیئے جائیں اور انہیں تنخواہ دینے کی بجائے per student پیسے دیئے جائیں۔ جب انہیں پتا ہو گا کہ per student ہمیں پیسے ملنے ہیں تو جو بچے سکولوں سے باہر ہیں وہ انہیں پکڑ پکڑ کر لائیں گے اور آپ کا دوسرا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا اور جو out of school بچے ہیں وہ بھی address ہو جائیں گے۔ اس طریقے سے نوجوانوں کو نوکریاں مل جائیں گی اور یہ نظام بھی بہتر طریقے سے چل جائے گا۔ میری اس تجویز پر غور کر لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ "ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں انصاف آفٹر نون سکولز کے تحت چلنے والے سکولز پر اعزازیہ کی مد میں اب تک 260.357 ملین خرچ کئے جا چکے ہیں"۔ یہ تقریباً سات آٹھ ماہ کا بجٹ ہے اور یہ 223 سکولز ہیں یعنی ایک سکول کی average رقم تقریباً 12 لاکھ روپے بنتی ہے اور ہم یہ سارے پیسے ضائع کر رہے ہیں۔ یہ گھوسٹ سکولز، گھوسٹ بچے اور گھوسٹ اساتذہ ہیں۔ میں مطالبہ کروں گا کہ اس بارے میں وزیر صاحب انکوائری کروائیں۔ میں جواب کو pending نہیں کرواتا۔ بہت شکریہ

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! بہت اچھی تجاویز آئی ہیں۔ میں معزز رکن کو بتانا چاہتا ہوں کہ الحمد للہ ایک مہینے کے اندر اندر ہم ایک کروڑ 20 لاکھ بچوں میں سے 20 لاکھ fake enrollment identify کر چکے ہیں۔ معزز رکن نے جو تجاویز دی ہیں وہ ہمارے لئے بڑی valuable ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ امجد علی جاوید صاحب کی ایجوکیشن پر بہت اچھی grip ہے اور میں ویسے بھی ان سے مشورے لیتا رہتا ہوں۔ حزب اختلاف کی نشستوں پر بیٹھنے والے معزز اراکین سے بھی یہی گزارش ہے کہ تعلیم سب کے لئے ہے کیونکہ صرف ہمارے بچے سکول نہیں جاتے بلکہ سب کے بچے سکول جاتے ہیں۔ شعبہ تعلیم کے حوالے سے اپوزیشن سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران جو progressive تجاویز دیں گے ہم ان پر ان شاءاللہ تعالیٰ عمل درآمد کریں گے۔ اسی طرح امجد علی جاوید صاحب نے آفٹر نون سکولز پروگرام میں گھوسٹ بچوں

کیidentification کرنے کے حوالے سے تجویز دی ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ آفٹرنون سکولز پروگرام میں گھوسٹ بچوں کی identificationکا processہم alreadyشروع کر چکے ہیں۔

قائد حزب اختلاف(جناب احمد خان): جناب سپیکر!رانا مشہود احمد خان صاحب جب وزیر تعلیم تھے تو وہ ہم سے مشورے ضرور لیتے تھے لیکن ان پر عملدرآمد نہیں ہوتا تھا اور ہمارے مشوروں کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جاتا تھا۔ معزز وزیر سکولز ایجوکیشن نے سکولوں کیup-gradation کے لئے تمام متعلقہ اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو لیٹر لکھا ہے کہ آپup-gradation کے لئے سکولوں کوidentify کریں۔ میں نے اپنے ضلع کے ڈپٹی کمشنر کو فون کر کے اپنے حلقے کے کچھ سکولوں کوupgrade کرنے کی درخواست کی تھی لیکن انہوں نے مجھے کہا کہ ہمارا ایک اپناcriteria ہے اور ہم نے اس کے مطابق سکولوں کو upgrade کرنا ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ سکولوں کو upgrade کرنے کی نشاندہی کے لئے علاقے کے منتخب نمائندے سے بہتر کوئی آدمی نہیں ہو سکتا چاہے وہ حزب اقتدار یا حزب اختلاف سے تعلق رکھتا ہو۔ ایک ڈپٹی کمشنر یا سی۔ای۔او(ایجوکیشن)جو کہ چھ ماہ یا ایک سال کے لئے تعینات ہوتا ہے اسے اس علاقے کے حالات کی اتنی خبر نہیں ہوتی جتنی کہ اس علاقے کے منتخب نمائندے کو ہو سکتی ہے۔ مجھے علم ہے کہ ڈپٹی کمشنر صاحبان up-gradation کے لئے سکولوں کی جو فہرستیں بنا رہے ہیں وہliking and disliking کی بنیاد پر بنا رہے ہیں۔ چونکہ موجودہ حکومت کا عزم ہے کہ صوبہ پنجاب میں تعلیم کے شعبہ میں across the board بہتری لائی جائے گی تو میری یہ گزارش ہے کہ وزیر صاحب آج ہی ایکcircular جاری کروا دیں ۔ سیکرٹری تعلیم تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان اور سی۔ای۔او(ایجوکیشن) صاحبان کو ایک circular جاری کر دیں کہ تمام منتخب نمائندوں یعنی ایم پی اے اور ایم این اے صاحبان سے سکولوں کیup-gradation کے لئے تجاویز لی جائیں۔ ان سے بہتر کوئی تجاویز نہیں دے سکتا۔ اگر یہ circular جاری کر دیں گے تو پھر ہم سمجھیں گے کہ رانا سکندر حیات صاحب ماشاءاللہ اس حوالے سے صحیح کام کر رہے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال سید رفعت محمود کا ہے۔

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اس سوال کو pend فرمادیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ سید رفعت محمود کے سوال نمبر 42 کو pend کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب حسن علی کا ہے۔

جناب حسن علی: جناب سپیکر! سوال نمبر 57 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

یونین کونسل ونڈالہ سندھواں گوجرانوالہ میں گورنمنٹ ہائی سکول (بوائز اور گرلز) سے متعلقہ تفصیلات

***57: جناب حسن علی:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ کی یونین کونسل ونڈالہ سندھواں پی پی۔ 65 جس کی آبادی 18 دیہات اور 3 بشمولہ جات پر مشتمل ہے جس میں لڑکوں کے لئے ہائی سکول گورنمنٹ کی طرف سے نہ بنایا گیا ہے جس کی وجہ سے ہر سال سینکڑوں بچے تعلیم حاصل نہیں کرسکتے اس یونین کونسل سے 2024 میں بھی کوئی بچہ ڈاکٹر یا انجینئر کی تعلیم حاصل نہ کرسکا ہے؟

(ب) کیا حکومت اس یونین کونسل میں ہائی سکول (بوائز اور گرلز) بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات):

(الف) یونین کونسل ونڈالہ سندھواں حلقہ پی پی 65 میں ایک ایلیمنٹری سکول موضع دوبرجی بھاگا میں موجود ہے۔ اپ گریڈیشن پالیسی کے مطابق سکول مڈل سے ہائی نہیں ہو سکتا کیونکہ اس میں طلباء کی موجودہ تعداد مطلوبہ تعداد سے کم ہے۔ پالیسی کے مطابق

ساتویں کلاس اور آٹھویں کے طلباء کی تعداد کم از کم 40 ہونا ضروری ہے۔ جبکہ موجودہ تعداد سال وار حسب ذیل ہے:۔

سال	ساتویں کلاس	آٹھویں کلاس
2021	09	12
2022	12	16
2023	19	20

(ب) یونین کونسل ونڈالہ سندھواں میں گورنمنٹ گرلز ہائی سکول موجود ہے۔ جبکہ لڑکوں کے ہائی سکول کے لئے موجودہ ایلیمنٹری سکول مطلوبہ شرائط پر پورا نہ اترتا ہے۔ لہٰذا مذکورہ سکول کو ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا جاسکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حسن علی صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

جناب حسن علی: جناب سپیکر! جواب میں ایک تقابلی جائزہ پیش کیا گیا ہے کہ 2021 میں ساتویں کلاس کے 09 بچے تھے اور آٹھویں کلاس کے 12 بچے تھے۔ اسی طرح 2022 میں ساتویں کلاس کے 12 اور آٹھویں کلاس کے 16 بچے تھے۔ اس کے بعد بتایا گیا ہے کہ 2023 میں ساتویں کلاس کے 19 اور آٹھویں کلاس کے 20 بچے تھے۔ یہ ایک strength show کی گئی ہے کہ اتنے بچے تعلیم حاصل کر رہے ہیں اس وجہ سے ہم یہاں پر ابھی تک ہائی سکول نہیں بنا سکے مگر سوچنے والی بات یہ ہے کہ یہاں پر بچوں کا تعلیم کی طرف رجحان کیوں نہیں ہے؟ جب سکول ہی نہیں ہو گا تو پھر لوگ اپنے بچوں کو یہاں پر داخلہ کیوں دلوائیں گے؟ ایجوکیشن نہ ہونے کی وجہ سے ہی لوگوں کا رجحان illegal immigrants کی طرف بڑھ رہا ہے۔ میں گوجرانوالہ ڈویژن کی بات کرتا ہوں۔ سب سے زیادہ illegal immigrants گوجرانوالہ ڈویژن سے جاتے ہیں۔ بیوروکریسی نے اپنا ملبہ صاف کرنے کے لئے یہ رپورٹ بنا کر پیش کر دی ہے جبکہ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ تمام والدین کی یہ خواہش ہوتی ہے کہ ہم اپنے بچوں کو اچھے اور معیاری سکول میں تعلیم دلوائیں۔ میرا یہی ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر سکولز ایجوکیشن!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! معزز رکن میرے دفتر میں بھی تشریف لائے تھے۔ قطع نظر اس بات سے کہ ان کا تعلق کس پارٹی سے ہے میں نے ان کے حکم کے مطابق سی۔ای۔او (ایجوکیشن) کو direction دے دی تھی کیونکہ بچے اور تعلیم سب کی مشترکہ ہوتی ہے۔ آپ میری بات کی تصدیق معزز رکن سے کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس حوالے سے کچھ restrictions محکمہ تعلیم کی ہیں۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ ہر یونین کونسل میں ہائی سکول قائم ہونا چاہئے۔ معزز رکن نے اپنے سوال میں یونین کونسل ونڈالہ سندھواں حلقہ پی پی۔65 میں ایک ایلیمنٹری سکول موضع دوبرجی بھاگا کو upgrade کرنے کے بارے میں پوچھا ہے۔ اس سکول میں آٹھویں کلاس کے بچوں کی تعداد سال 2021 میں 12، سال 2022 میں 16 اور سال 2023 میں 20 تھی۔ اتنے بچوں کے لئے teachers تعینات کرنا مشکل ہے۔ اس میں بہت زیادہ اخراجات آتے ہیں۔ اس حوالے سے ہم Educational Management Organization(EMO) plan کر رہے ہیں جس کے تحت گاؤں کے سکول میں جتنے بچے داخل ہوں گے اسی حساب سے وہاں پر اساتذہ تعینات کر دیئے جائیں گے۔ جس طرح afternoon program شروع کیا گیا ہے اسی طرح جن سکولوں میں کم تعداد میں بچے ہیں ہم ان بچوں کے لئے extra teachers arrange کر دیں گے لیکن اگر کسی سکول کو permanently upgrade کرنا ہے تو اس کے لئے ایک given criteria ہے جس کے مطابق سکول میں کم از کم 40 بچے داخل ہونے ضروری ہیں۔ بہر حال میں معزز ممبر سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمیں ایک پالیسی ضرور بنانی چاہئے کہ ہر یونین کونسل میں کم از کم ایک بچیوں اور بچوں کا ہائی سکول ضرور ہو اور اس حوالے سے ہم دن رات کام کر رہے ہیں۔ ان شاءاللہ Education Policy اگلے مہینے اس ہاؤس کے سامنے بھی لائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اگلا سوال جناب محمد اطہر مقبول کا ہے۔

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! سوال نمبر 106 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لیہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول اور بوائز ہائر سیکنڈری سکول فنکشنل کرنے سے متعلقہ تفصیلات

***106: جناب محمد اطہر مقبول:** کیا وزیر سکولز ایجوکیشن ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول دین پور اور گورنمنٹ ہائر سیکنڈری سکول بوائز بچی والا پی پی۔ 279 ضلع لیہ میں کلاسز نہیں چل رہی ہیں جبکہ بلڈنگ موجود ہے سٹاف نہ ہونے کی وجہ سے سکول بند پڑے ہیں اور بلڈنگ بھی ٹوٹ پھوٹ رہی ہے؟

(ب) ان دونوں سکولز کو فنکشنل کرنے میں کیا رکاوٹیں حائل ہیں؟

(ج) کیا حکومت ان سکولوں کو فنکشنل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے کیونکہ یہ دونوں علاقے جہاں پر سکولز واقع ہیں وہ شہروں سے 25/30 کلومیٹر دور ہیں اور ذرائع آمدورفت بھی محدود ہیں جس کی وجہ سے ہر سال سینکڑوں بچے اور بچیاں تعلیم سے محروم رہ جاتے ہیں حکومت اس بابت کیا اقدامات اُٹھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات):

(الف) مذکورہ سکولوں کی ADP 2021-22 سکیم میں اپ گریڈیشن کی منظوری کے بعد نئی عمارات تعمیر ہوئیں تھیں۔ دونوں سکولوں کی عمارات تسلی بخش حالت میں ہیں اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہیں۔ نئی تعمیر شدہ عمارات میں مختلف کلاسز لگائی جا رہی ہیں۔ سی۔ای۔او (ایجوکیشن) لیّہ کی جانب سے مذکورہ سکولوں میں SNE کے حوالے سے مراسلہ وصول ہونے پر محکمہ سکول ایجوکیشن نے سال 2022 اور 2023 میں محکمہ خزانہ کو خطوط ارسال کئے ہیں جن میں استدعا کی گئی ہے کہ مذکورہ سکولوں کو اپ گریڈ کر دیا جائے۔ کاپی (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان دونوں سکولوں کے فنکشنل نہ ہونے کی وجہ محکمہ خزانہ کی جانب سے SNE کا منظور نہ ہونا ہے۔ جونہی محکمہ خزانہ کی طرف سے SNE کی منظوری ہوتی ہے تو مذکورہ سکولوں کو فنکشنل کر دیا جائے گا۔

(ج) حکومت ان سکولوں کو فنکشنل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ محکمہ خزانہ کی جانب سے SNE کی منظوری ہونے پر ان سکولوں کو فنکشنل کر دیا جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! محکمہ تعلیم نے میرے سوال کے جز (الف) کا جو جواب دیا ہے اس میں غلط بیانی کی گئی ہے۔ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول دین پور میں بلڈنگ موجود ہے لیکن وہاں پر کافی عرصے سے سٹاف نہیں ہے۔ یہ بات درست ہے کہ اس سکول کو upgrade کیا گیا ہے۔ دین پور کے لئے گرلز کالج منظور ہوا تھا۔ دین پور ایک پسماندہ علاقہ ہے، remote area ہے، دریا کے کنارے اور شہر سے تقریباً 30 کلومیٹر دُور ہے۔ دین پور میں گرلز کالج بنانے کی بجائے اس سے چھ کلومیٹر دُور ایک جگہ بُچی والا میں یہ کالج بنا دیا گیا ہے۔ دین پور یا اس سے ملحقہ علاقے کی بچیوں کو اس کالج کا کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ یہ تو چھ کلومیٹر دُور بنا دیا گیا ہے۔ اس میں غلط کام یہ ہوا ہے کہ وہاں پر رفاہ عامہ کے لئے سرکاری زمین موجود تھی لیکن یہ کالج مسلم قبرستان کے لئے مختص جگہ پر بنا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے علاقے میں یہ ایک بہت بڑا issue بن چکا ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ ایسا کیوں ہوا ہے اور وہاں پر رفاہ عامہ کی جگہ موجود ہونے کے باوجود اس کالج کو مسلم قبرستان کے لئے مختص شُدہ جگہ پر کیوں بنایا گیا ہے؟ اس کالج کی عمارت دو سال پہلے بن چکی ہے لیکن ابھی تک یہاں پر کلاسوں کا اجراء نہیں ہو سکا تو اس عمارت کو بنانے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر سکولز ایجوکیشن!

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! میں معزز رکن کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے ایک بڑا important point raise کیا ہے۔ یہ سکول ہماری حکومت کے آنے سے پہلے بن چکا تھا اور دو سالوں سے SNE کے لئے کوششیں جاری ہیں۔ نہ صرف یہ سکول بلکہ صوبہ پنجاب کے اندر 700 کے قریب سکولوں کی آٹھ آٹھ، دس دس سال پہلے کی buildings بنی ہوئی ہیں، تیس تیس چالیس چالیس کمرے بنے ہوئے ہیں اُن میں furniture ہے لیکن پچھلے پانچ سات سال میں Finance Department کی طرف سے SNE's نہیں بن سکیں تو ہم اُس میں جامع پالیسی لا رہے ہیں اور میں معزز ممبر کو assure کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کام جو پہلے کئے جانے

چاہیئں تھے اور نہیں ہو سکے ہم اس فعال session میں ان کے سکول میں classes کا آغاز کریں گے، ان شاء اللہ۔

جناب سپیکر! میں SNE's کے حوالے سے اس ایوان سے گزارش کروں گا کہ پورے پنجاب کے 700 سکولز ہیں تو ہر ضلع کے اندر سکولز ہیں اور اگر آپ approximate اندازہ لگائیں تو ہر ضلع میں کوئی 20 کے قریب سکولز بنتے ہیں اور ہر ضلع کے ہر MPA کے حلقے میں ایک، دو یا تین سکولز ضرور ہوں گے۔ میں نے اس حوالے سے محترم وزیر خزانہ صاحب سے بھی ایک نشست کی ہے اور سیکرٹری خزانہ سے بھی میری تفصیلی بات ہوئی ہے تو میں assure کرانا چاہتا ہوں کہ اگر ہم long term hiring نہ بھی کر سکے اور پوری دنیا میں اس کے models موجود ہیں۔ تعلیم ایک emergency ہے تو آپ بچوں کو چھ کی جگہ دو teachers سے نہیں پڑھا سکتے۔ اگر long term hiring نہیں ہو گی تو ہم short term hiring کر کے اس ستمبر میں ان کو teachers پورے کر کے دیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد اطہر مقبول: جناب سپیکر! میں نے ابھی point out کیا ہے کہ وہاں پر سرکاری جگہ موجود تھی لیکن لڑکیوں کے اس سکول کو مسلم قبرستان میں کیوں بنایا گیا ہے اس کی Inquiry کی جائے؟

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! اس پر ہم ایک Inquiry Committee تشکیل دے دیتے ہیں۔ اگر یہ سکول پچھلی حکومت میں بنا ہے تو ہمیں چاہئے کہ جو بھی اس کا قصوروار ہو اُس کے خلاف آواز بھی مشترکہ اُٹھائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وقفہ سوالات کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار کے محرک جناب اسد عباس صاحب ہیں تو وزیر لوکل گورنمنٹ تشریف رکھتے ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وزیر موصوف کو بتایا تھا کہ آپ کا business ہے لیکن شاید وہ اپنے chamber میں چلے گئے ہیں تو میری گزارش ہو گی کہ اس تحریک کو pend کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، زیر غور تحریک التوائے کار کو pend کیا جاتا ہے۔ جناب محمد اقبال صاحب کی طرف سے سکولز ایجوکیشن کے حوالے سے ایک تحریک التوائے کار نمبر 24/9 پیش ہوئی تھی۔ جی، وزیر سکولز ایجوکیشن!

پی پی-85 میانوالی میں گرلز سکول نہ ہونے کی وجہ سے بچیاں تعلیم سے محروم (---جاری)

وزیر سکولز ایجوکیشن (رانا سکندر حیات): جناب سپیکر! معزز ممبر نے ابھی question raise کیا ہے اور اس تحریک التوائے کار میں بھی یہ بات ہے کہ اگر میانوالی میں سکولز نہیں بنائے گئے تو سکولز کہاں بنائے گئے؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس ایوان میں exact information دینی چاہئے تو میں اس کے مطابق proper information لے کر اس ایوان کو آگاہ کر دوں گا۔

ڈپٹی جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہو گیا۔ اس تحریک التوائے کار کو dispose of کیا جاتا ہے۔ جناب امجد علی صاحب کی طرف سے بھی ایک تحریک التوائے کار نمبر 24/15 پیش کی گئی تھی تو خواجہ سلمان رفیق صاحب تشریف رکھتے ہیں؟

وزیر خزانہ (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! وزیر متعلقہ ایوان میں موجود نہیں ہیں لہٰذا اس تحریک کو pend کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک کو pend کیا جاتا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ تحریک آج چوتھی مرتبہ pend کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! آپ make sure کریں کہ ایوان میں وزراء کو تشریف لانا چاہئے۔ یہ صوبہ ساڑھے بارہ کروڑ عوام کا ہے اور اگر یہاں اتنا non serious attitude ہو تو یہ بڑی زیادتی ہے کہ آپ اسمبلی اجلاس کو ہی serious نہ لیں۔

وزیر خزانہ (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! میں make sure کروں گا کہ جن وزراء سے متعلقہ business ہو وہ اسمبلی میں اُس وقت available ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ۔ اس تحریک التوائے کار کو pend کیا جاتا ہے۔ جناب امجد علی جاوید کی طرف سے ایک اور تحریک التوائے کار نمبر 24/41 پیش کی گئی ہے یہ تحریک خواجہ عمران نذیر صاحب سے متعلق ہے۔

وزیر خزانہ (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! اس تحریک کو بھی pend کر دیں متعلقہ وزیر موجود نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک کو بھی pend کیا جاتا ہے۔ جناب آفتاب احمد خان کی تحریک التوائے کار نمبر 24/46 پیش ہو چکی ہے۔ خواجہ سلمان رفیق صاحب موجود نہیں ہیں تو رانا صاحب! آپ کی تحریک کو pend کر دیتے ہیں۔

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری تحریک کو pend کیا کرنا ہے یہ اسمبلی خود pend ہوئی ہوئی ہے۔ میری یہ تحریک بہت important ہے کیونکہ 30 سے 28 operation theater بند پڑے ہیں اور anesthesia machines بھی بند پڑی ہیں۔ پچھلی نگران حکومت نے revamping پر اربوں روپیہ لگا دیا ہے جب کہ وہاں پر dialysis کا issue ہے، وہاں کی ایکسرے مشینیں ختم ہو گئی ہیں اور یہ پاکستان کے بڑے ہسپتالوں میں سے ایک ہے۔ یہ اس ایوان کی سنجیدگی کا عالم ہے تو پھر آپ اس کو pend کر لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ نے ہمیں بلا کر اس اجلاس پر کروڑوں روپے لگا دیا ہے What is the outcome? اگر متعلقہ وزیر یہاں نہیں آتے تو آپ جناب سمیع اللہ خان کو وزیر بنا دیں یہ کم از کم باقاعدگی سے ایوان میں تو آتے ہیں تو یہ یہاں پر کوئی جواب تو دے دیا کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس تحریک التوائے کار کو pend کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 24/56 سردار محمد علی خان صاحب کی ہے محرک کی طرف سے ہی اس تحریک کو pend کرنے کی request آئی ہے لہٰذا اس تحریک کو pend کیا جاتا ہے۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج multiple Adjournment Motions آپ کے سامنے آئی ہیں جو دو دو دفعہ pend ہو چکی ہیں۔ اس حکومت کی یہ حالت ہے اور آپ ان کی تقاریر سُن لیں اور ان کی تنقید بھی سُن لیں۔ اس پر تو میں صرف یہی گزارش کروں گا:

ہر شاخ پہ اُلو بیٹھا ہے انجامِ گُلستاں کیا ہو گا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! میں آپ کی اس تحریک کو پڑھا ہوا تصور کروں یا pend کر دوں؟

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے آنا ہی نہیں ہے تو اس تحریک کو pend کرنے یا نہ کرنے کا کیا فائدہ ہے؟ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! یہ اچھی روایات نہیں ہیں اور سابقہ دور میں اس ایوان میں جو روایات قائم ہوئیں ہم نے اُن روایات کو برقرار نہیں رکھنا بلکہ آپ نے اچھی مثالیں قائم کرنی ہیں۔ آپ یہ نہ دیکھیں کہ 2018 میں کیا ہوا۔ (قطع کلامیاں)

2013 میں جو ہوا وہ سب کو پتا ہے تو آپ یہ نہ دیکھیں کہ 2018 میں کیا ہوا بلکہ آپ آگے کی طرف دیکھیں اور اُن روایات کو برقرار نہ رکھیں۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ سوالات بھی pend ہو جائیں، Zero Hour بھی pend ہو جائے اور تحاریک التوائے کار بھی pend ہو جائیں۔ اس اجلاس پر کروڑوں روپے لگے ہیں تو کیا یہ سارا business pend کرنے کے لئے اتنے پیسے لگائے گئے ہیں؟ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات (جناب صہیب احمد ملک): جناب سپیکر! میں آپ کی بات سے totally agree کرتا ہوں لیکن میری humble submission ہے کہ ہم نے بھی ساڑھے چار سال اِدھر گزارے ہیں۔۔۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحریک التوائے کار نمبر 24/66 محترمہ زرناب شیر کی ہے۔ جی، محترمہ!

منڈی بہاؤالدین کی ہاؤسنگ سوسائٹیوں میں سہولیات کی عدم فراہمی

محترمہ زرناب شیر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کیلئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ معاملہ یہ ہے کہ جس طرح پورے صوبہ پنجاب کو غیر قانونی ہاؤسنگ سکیمز کا سامنا ہے وہی صورتحال میرے ضلع منڈی بہاؤالدین کی عوام کے ساتھ بھی ہے۔ لینڈ مافیا نے ضلعی انتظامیہ سے مل کر شہریوں کو جدید سہولیات کے سبز خواب دکھا کر لوٹا اور لینڈ مافیا اب عوام کو لوٹ کر بھاگ گئے ہیں اور عوام ہاؤسنگ سوسائٹیوں میں سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے پریشان اور عذاب میں مبتلا ہیں نہ تو ان سوسائٹیز میں بجلی گیس کی سہولت میسر ہے اور نہ ہی سیوریج کا نظام ہے۔ ان علاقوں کے شہری بڑی اذیت میں مبتلا ہیں۔ عوامی حلقوں نے حکومت پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ ان فراڈیوں اور لینڈ مافیاز کے خلاف سخت کارروائی عمل میں لائی جائے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر پارلیمانی امور!

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! ہم اس کو accept کرتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار متعلقہ محکمہ کو بھیجیں گے۔ ان سے جو جواب آئے گا تو اگلے اجلاس میں ہم ایوان میں پیش کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار pend کی جاتی ہے۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار بھی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تحریک التوائے کار already pending ہے۔ اس وقت منسٹر موجود نہیں ہیں۔

چودھری محمد اعجاز شفیع: میری دوسری تحریک التوائے کار ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں صاحب! یہ نئی ہے تو Next time اسے لے آئیں گے۔ آپ بے فکر ہو جائیں۔ ہم next session میں اس کو take up کر لیں گے۔ آپ ہاؤس کے decorum کا خیال کریں۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

PRIVATE MEMBERS BUSINESS

MOTION

Now, we take up the Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024 Mr Sami Ullah Khan may move the motion for leave of the Assembly.

GRANT OF LEAVE FOR PASSAGE OF BILL

MR SAMI ULLAH KHAN: Mr Speaker! Sir, I move:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024."

The motion moved and the question is

> "That leave be granted to introduce the Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024."

(The motion was carried and leave is granted)

BILL

(Introduced in the House)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Mr Sami Ullah Khan may introduce the Bill.

THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB LAWS (AMENDMENT) BILL 2024.

MR SAMI ULLAH KHAN: Mr Speaker! I introduce the Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024.

MR DEPUTY SPEAKER: The Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024 has been introduced.

Mr Sami Ullah Khan may move his motion for suspension of rules.

GRANT OF LEAVE FOR SPUPESION OF RULES

MR SAMI ULLAH KHAN: Mr Speaker! I move:

> "That the requirements of rules 93, 94, 95 and all other relevant rules of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the said Rules, for immediate consideration of the Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That the requirements of rules 93, 94, 95 and all other relevant rules of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with

under rule 234 of the said Rules, for immediate consideration of the Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024."

Now, the question is:

"That the requirements of rules 93, 94, 95 and all other relevant rules of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997 may be dispensed with under rule 234 of the said Rules, for immediate consideration of the Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024."

(The motion was carried.)

BILL

(Considerd and passed by the House)

MR DEPUTY SPEAKER: Mr Sami Ullah Khan may move the motion for consideration of the Bill.

THE PROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB LAWS (AMENDMENT) BILL 2024.

MR SAMI ULLAH KHAN: Mr Speaker! Sir, I move:

"That Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024, be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024, be taken into consideration at once." Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Bill be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSES 2 and 3

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the Bill Clause by Clause.

Now, Clauses 2 and 3 of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in these clauses, the question is:

"That Clause 2 and 3 of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1, PREAMBLE AND LONG TITLE

MR DEPUTY SPEAKER: Now, Clause 1, Preamble and Long Title of the Bill are under consideration. Since there is no amendment in them, the question is:

"That Clause 1, Preamble and Long Title of the Bill, do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Mr Sami Ullah Khan may move the motion for passage of the Bill.

MR SAMI ULLAH KHAN: Mr Speaker! Sir, I move:

"That Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024, be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024, be passed."

Now, the question is:

"That Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024, be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill was passed.)

(Applause!)

MOTIONS UNDER RULE 244-A

MR DEPUTY SPEAKER: Now, we take up the motion under rule 244-A of Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997. Mr Sami Ullah Khan may move the motion for leave of the Assembly.

LEAVE BE GRANTED TO MOVE THE PROPOSED AMENDMENTS IN THE RULES OF PROCEDURE OFPROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB 1997.

MR SAMI ULLAH KHAN: Mr Speaker! Sir, I move:

"That leave be granted to move the proposed amendments in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That leave be granted to move the proposed amendments in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997."

Now, the question is:

"That leave be granted to move the proposed amendments."

(The motion was carried and leave was granted.)

PROPOSED AMENDMENTS

(Considerd and passed by the House)

MR DEPUTY SPEAKER: Mr Sami Ullah Khan may move the motion for consideration of the proposed amendments.

PROPOSED AMENDMENTSIN THE RULES OF PROCEDURE OFPROVINCIAL ASSEMBLY OF THE PUNJAB 1997.

MR SAMI ULLAH KHAN: Mr Speaker! Sir, I move:

"That the proposed amendments in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 be taken into consideration at once."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the proposed amendments in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 be taken into consideration at once."

Now, the question is:

"That the proposed amendments be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Now, the proposed amendments as detailed in the Annexure are under consideration. Since there is no amendment in them, the question is

"That the proposed amendments do stand part of the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997."

(The motion was carried.)

MR DEPUTY SPEAKER: Mr Sami Ullah Khan may move the motion for passage of the proposed amendments.

MR SAMI ULLAH KHAN: Mr Speaker! Sir, I move:

"That the proposed amendments in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 be passed."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

"That the proposed amendments in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the proposed amendments in the Rules of Procedure of Provincial Assembly of the Punjab 1997 be passed."

(The motion was carried.)

(The proposed amendments were passed.)

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم مفاد عامہ سے متعلق قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد محترمہ سارہ احمد کی ہے وہ اس کو پیش کریں۔ وہ موجود نہیں ہیں لہٰذا اس کو dispose of کرتے ہیں۔ اگلی قرارداد محترمہ موتیا بیگم کی ہے۔ جی محترمہ اپنی قرارداد پیش کریں۔

پاکپتن میں بابا فرید یونیورسٹی بنانے کا مطالبہ

محترمہ موتیا بیگم: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پاکپتن میں بابا فرید یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے، جس میں سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم و دیگر عصری تقاضوں کے مطابق تعلیم کا بندوبست کیا جائے تاکہ فارغ التحصیل طلباء وطالبات کے لئے روزگار کا حصول آسان ہو۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: جی یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پاکپتن میں بابا فرید یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے، جس میں سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم و دیگر عصری تقاضوں کے مطابق تعلیم کا بندوبست کیا جائے تاکہ فارغ التحصیل طلباء وطالبات کے لئے روزگار کا حصول آسان ہو۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ پاکپتن میں بابا فرید یونیورسٹی کا قیام عمل میں لایا جائے، جس میں سائنس و ٹیکنالوجی کی تعلیم و دیگر عصری تقاضوں کے مطابق تعلیم کا بندوبست کیا جائے تاکہ فارغ التحصیل طلباء وطالبات کے لئے روزگار کا حصول آسان ہو۔"

(قرارداد منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی اگلی قرارداد محترمہ زرناب شیر کی ہے۔ آپ اپنی قرارداد پیش کریں۔

منڈی بہاؤالدین کے گاؤں ڈھوک نواں لوک میں دانش سکول بنانے کا مطالبہ

محترمہ زرناب شیر: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے گاؤں ڈھوک نواں لوک میں عطیہ کی گئی اراضی پر جلد از جلد دانش سکول سسٹم کے تحت سکول تعمیر کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں تاکہ وہاں کے مستحق بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے گاؤں ڈھوک نواں لوک میں عطیہ کی گئی اراضی پر جلد از جلد دانش سکول سسٹم کے تحت سکول تعمیر کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں تاکہ وہاں کے مستحق بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔

آپ کوئی بات کرنا چاہتی ہیں؟

محترمہ زرناب شیر: جناب سپیکر! وہاں کے لوگوں نے 2016-2015 میں 85 ایکڑ زمین دانش سکول کے لئے عطیہ کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ ضلع منڈی بہاؤالدین کے گاؤں ڈھوک نواں لوک میں عطیہ کی گئی اراضی پر جلد از جلد دانش سکول سسٹم کے تحت سکول تعمیر کرنے کے لئے اقدامات کئے جائیں تاکہ وہاں کے مستحق بچوں کو تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم عام بحث شروع کرتے ہیں۔ جی، وزیر پارلیمانی امور مجتبیٰ شجاع الرحمٰن۔

گندم کی قیمت خرید اور امن و امان پر عام بحث

وزیر خزانہ و پارلیمانی امور (جناب مجتبیٰ شجاع الرحمٰن): جناب سپیکر! آج کے ایجنڈے میں wheat procurement اور law and order پر general discussion ہے۔ wheat procurement پر معزز ممبران کا بہت concern تھا تو ہمارے honorable minister food یہاں پر موجود ہیں تو میں ان سے کہوں گا کہ discussion کا آغاز کریں۔

وزیر خوراک (بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ کی اجازت سے اس ہاؤس میں wheat procurement کے حوالے سے general discussion ہونے جا رہی ہے۔ جو معزز ممبران کی تجاویز قابل عمل ہوں گی اس پر میں department کو bound کروں گا اس پر عملدرآمد کیا جائے۔ اس سے پہلے میں یہ ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ بہت hue and cry آیا کہ شاید Food Department procurement کرنے نہیں جا رہا اور market crash ہو گی ہے۔ کسان کی گندم پر سال بھر کی محنت رائیگاں جائے گی تو ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ابھی ہاؤس میں آنے سے پہلے ہم سب Secretary Food, Director Food اور پورا Food Department اور Finance Department تمام مل کر banking arrangements میں مصروف تھے۔ جو Banks سے loans لینے تھے آج اس پر open bidding تھی 17 کے قریب banks نے participate کیا ہم اس meeting کو hold پر رکھ کر آئے ہیں۔ اس discussion کے بعد ہم اس کو دوبارہ سے شروع کریں گے کیونکہ ہمیں اس بات کا علم ہے کہ اس ہاؤس میں آنا اس سے زیادہ important ہے۔ اس میں میری گزارش ہو گی کہ Chair اجازت دے اور یہ discussion open ہو تاکہ میں ان کی reservation کو نوٹ کروں اور جب windup کروں گا تو ایک ہی دفعہ میں تمام معزز ممبران کے سوالوں کا جواب ان کو دے دوں گا نہیں تو ایک ایک point پر interference ہو گی۔ ہمارے جو سینئرز بنتے ان کی پالیسی اس

طرح ہے سب کو پتا ہے، مجھے نہیں بلکہ مجھ سے زیادہ جو ہمارے دونوں طرف معزز ممبران بیٹھے ہوئے ہیں جن کا rural background ہے، ان کو پتا ہے کہ ہمارے پاس گندم کے stores اِس وقت full ہیں اور تاریخ میں کم ہی ہوا ہے کہ ہم 23 لاکھ میٹرک ٹن گندم کی carry forward کے ساتھ buying کرنے جا رہے ہیں۔ میں یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ ہمارے جو bankers آئے ہوئے تھے وہ تو چاہتے ہیں کہ ہم جتنی بھی procurement کر سکتے ہیں، کر لیں۔ وہ تو کہیں گے کہ 40 لاکھ میٹرک ٹن کیا ہوتی ہے آپ 80 لاکھ میٹرک ٹن کر لیں۔ تقریباً 6۔ ارب روپے کے قریب، 6۔ ارب ایک amount ہے، اِس کے قریب ہم مہینے کا interest ان کو دے رہے ہیں، وہ تو بالکل willing ہیں۔ اِن کے ساتھ ہماری میٹنگ 11 بجے صبح سے on تھی تو ابھی میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ وہیں سے سیدھا بھاگ کر معزز ایوان میں آ رہا ہوں۔

جناب سپیکر! ہم نے standby arrangements رکھے ہوئے ہیں اور اپنی recommendations دینے سے پہلے یہ بھی ہمیں ذہن میں رکھنا ہے کہ 23 لاکھ میٹرک ٹن carry forward کے ساتھ ہم گندم کی خریداری کرنے جا رہے ہیں۔ اِس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی ضرور عرض کروں گا کہ حکومت نے یہ بھی سوچا ہے کہ اتنا بڑا "مارک اپ" دینا اور پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ پہلے تقریباً اڑھائی سو ارب روپے کے قریب debt تھے، اِن کو ریٹائر کر چکا ہے۔ سب ہی جانتے ہیں اور ہمیں پاکستانی بن کر سوچنا ہے کہ اتنے اتنے بڑے debt کو ریٹائر کرنا پنجاب کے لوگوں کے ٹیکس کا جو پیسہ ہے، اتنا کوئی آسان کام نہیں ہے اور ہم قطعی نہیں چاہتے کہ ہم صرف ایک ضد میں یا ایک race میں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے چکر میں کہیں کہ نہیں جی، ٹھیک ہے ہم نے unended procurement کرنی ہے تو پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی حالت پہلے ہی میں نے آپ کو بتا دی ہے کہ اربوں روپے loan کے نیچے ہے اور جس طرح پاکستان سٹیل ملز کا جو حال ہوا، اس پنجاب میں بھی اسی طرح کی نئی سٹیل ملز کو establish کر لیں؟ ہمیں realistic ہو کر لوگوں کے issues کو بھی address کرنا ہے اور عید سے پہلے جو rumors چل رہی تھی کہ شاید حکومت اِس بزنس سے بھاگ رہی ہے تو ہم نے آج سے تین دن پہلے app کے ذریعے applications لینی شروع کر دی ہیں اور آج ابھی یہاں آنے سے پہلے تک تقریباً 3 لاکھ 61 ہزار applications ہمارے سسٹم میں آ چکی ہیں اور 22 اپریل سے کوشش کریں گے کہ ہم گندم کی

buying start کر دیں۔ ہمارے 393 سینٹرز یعنی 400 کے قریب ہیں جو صبح 9۔ سے 5 بجے شام تک لوگوں کو service دینے کی کوشش کریں گے۔ Moisture کا بھی پتا ہے پھر ایک بات اور میں نے ٹی وی پر سُنی کہ حکومت نے جو support price announce کی ہے وہ 3900 روپے فی 40 کلو گرام ہے لیکن یہ price 3300 پر آ گئی ہے یا 3200 پر آ گئی ہے۔ اِس طرح کی باتیں بھی مجھے سُننے کو ملیں اور آپ کو پتا ہے کہ اس وقت rainy season ہے تو 18 سے 20٪ moisture میں نے خود moisture meter پر دیکھا کہ 20٪ and 19٪, 18٪ ہے تو جب آپ 20٪ moisture کے ساتھ گندم فروخت کرنے جائیں گے جسے ہم نے 10٪ کے ساتھ لینا ہے تو وہ obvious بات ہے کہ 300 یا 400 روپے تو اس کی price کم ہو گی اِس لئے ابھی کیونکہ weather change ہے۔ میں نے اس سے پہلے 6 بار procurements کی ہیں تو مجھے پتا ہے کہ اس کا season اپریل کے شروع میں start ہوتا ہے یعنی گندم آنا شروع ہو جاتی ہے جو کہ 10٪ moisture کے ساتھ آتی ہے چونکہ weather میں تھوڑی change آ گئی ہے تو آج جب ہم mid of April میں کھڑے ہیں اور ابھی تک rainy season ہے جس کی وجہ سے گندم نے سنٹرز کی طرف رُخ نہیں کیا کیونکہ اِس میں ابھی moisture ہے۔ میرا نہیں خیال کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے required moisture پر ابھی گندم available ہو گی۔

جناب سپیکر! میں نے دوسری یہ گزارش کرنی ہے کہ گندم خریداری کے انتظامات کے سلسلے میں ہم نے toll-free numbers introduce کروائے ہیں اور تمام ضلعی انتظامیہ کو alert رکھا ہوا ہے کہ ہر صُورت میں ہم نے کسان کی فصل کو خدانخواستہ damage نہیں ہونے دینا۔ ہمارے پاس مزید بھی plans موجود ہیں۔ ابھی سب سے بڑا جو سوال مجھ سے ہو گا میں اِسے پہلے address کر دیتا ہوں کہ میں کسی صُورت میں بھی اِس پوزیشن میں نہیں ہوں کہ آج اِس کی figure دے دوں۔ ہماری بنائی app کے ذریعے کل تک 3 لاکھ 61 ہزار کے قریب applications سسٹم میں آ چکی ہیں اور جب یہ پورا فائنل ہو جائے گا تو اس کے بعد Cabinet Committee on Wheat جس میں ہمارے چار پانچ معزز وزرائے کرام شامل ہیں، اپنی recommendations لے کر وزیر اعلیٰ کے پاس جائیں گے کہ ہمارے پاس اتنی درخواستیں آئی ہیں اور ہمیں اب allow کیا جائے کہ ہم نے کتنی خریداری کا ٹارگٹ announce کرنا ہے۔ یہ

ہماری پالیسی ہے اور اِس وقت field میں ہمارے انتظامات in place ہیں اور ہماری کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز کے ساتھ meetings بھی ہو چکی ہیں اور انہیں بھی sensitize کر دیا گیا ہے۔ فوڈ ڈیپارٹمنٹ کے سٹاف کی شہرت سے میں بھی واقف ہوں، آپ بھی واقف ہیں اور ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہمارے معزز ممبران بھی واقف ہیں کہ بہت بڑی تعداد، میں سارے نہیں کہتا sweeping statement دینا آج فیشن بن گیا ہے مگر بہت بڑی تعداد پر question mark آتا ہے۔ اس کے لئے ہم نے سپیشل برانچ اور آئی بی کی مدد لی ہے کہ ان آفیسرز کو field میں deploy کرنا ہے تو ان سے ان کے نام ہم vet کروائیں گے تو vet ہونے والے ناموں کو ہی posting دیں گے اور کسی کو posting نہیں دیں گے۔ جن سنٹرز پر stocks موجود ہیں کوشش کریں گے کہ field staff وہاں سے remove نہ کیا جائے۔ مجھے ہاؤس میں بیٹھے ہوئے بہت سے دوستوں نے approach کیا اور بالکل obvious بات ہے کہ وہ نمائندے ہیں اور اُن کی اپنی requirements ہوتی ہیں کہ فلاں بندے کو فلاں جگہ posting دی جائے جو accommodate ہو سکے، ان کو تو کیا جائے۔ جہاں پر stocks موجود تھے، پالیسی declare کی کہ stock کی responsibility جو بندہ پچھلی procurement میں تھا اِس کی ہے تو اِسے ہم نے وہاں سے shift نہیں کیا یعنی جس ڈویژن یا جس ڈسٹرکٹ میں جو آفیسر موجود تھا۔

جناب سپیکر! یہ ہماری side سے ہے اور میں پُورا یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں ہر صورت میں کسان کی محنت کا بالکل تحفظ کرنا ہے اور کسی صورت میں بھی ہم انہیں تنہا نہیں چھوڑیں گے۔ ہماری 400 کے قریب جو shops ہیں، میں shops کا نام جان بوجھ کر لے رہا ہوں کہ سنٹرز نے shops کا کام کرنا ہے، ان کو بھی ہم alert میں رکھیں گے اور ایک نئی چیز کہ ہم پرائیویٹ سیکٹر کے ساتھ بھی connection میں موجود ہیں کہ وہ بھی گندم کی خریداری کریں گے۔ Like جہاں پر 393 سنٹرز procurement کریں گے وہاں پر ایک ہزار کے قریب flour millers بھی پرائیویٹ سیکٹر میں exist کرتے ہیں اور ہمیں ہمیشہ یہ بات سُننے کو ملتی ہے، فوڈ ڈیپارٹمنٹ کی حیثیت سے بات کر رہا ہوں کہ گندم گلی سڑی ہے جسے کیڑا لگا ہوا اور اِس کی کوالٹی ٹھیک نہیں ہے تو ہم نے اِس بار یہ بھی طے کیا ہے کہ 1100 flour millers کو بھی encourage کر رہے ہیں کہ وہ بھی گندم کی خریداری کریں۔ اِس کے علاوہ seed companies کو بھی ہم encourage

کر رہے ہیں کہ وہ بھی گندم کی خریداری کریں اور کسی قسم کی کوئی restrictions نہیں لگائیں گے کہ صوبے سے اِدھر سے اُدھر جانی ہے یا کسی ڈسٹرکٹ سے دوسرے ڈسٹرکٹ جانی ہے۔ اس میں transportation کی مد میں بھی ہمیں سہولت ملے گی اور اِس بوجھ میں بھی کمی کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر! بنکوں کے arrangements کیونکہ ابھی فائنل نہیں ہوئے تو میں نے پہلے آپ کو بتادیا ہے کہ Unfortunately kibor which is market based interest rate ہے اِس کے ساتھ minimum ہو گا تو open bidding ہوئی ہے 17 banks نے اِس میں participate کیا ہے اور ساری چیزیں ریکارڈ پر لے کر آئے ہیں۔ میں وہاں پر bidding میں بھی موجود رہا ہوں اور اِس discussion کے بعد ابھی اسے فائنل کرنا ہے۔ یہ میری side سے ہے اور اب میں گزارش کروں گا کہ ہاؤس میں debate open کریں تاکہ معزز ممبران کی reservations ہیں پر بعد میں جواب دوں گا۔

جناب سپیکر! آخری بات کہہ کر میں conclude کرتا ہوں کہ میں نے بہت سی rumors سُنی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن مارکیٹ میں وہ بڑی تیزی کے ساتھ چل رہی ہیں۔ اِس پر ہم نے کوشش کی ہے کہ ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن کی مدد سے کسانوں کے نمائندوں کے ساتھ بھی رابطے میں آئیں۔ وزیر زراعت یہاں پر موجود نہیں ہیں، وہ بھی اِسی معاملے میں occupied ہیں اور ہماری رات گئے بھی اِن کے ساتھ meetings ہوتی رہی ہیں۔ کسانوں کے نمائندوں کو بھی ہم نے on board لیا جو کہ اِسی confusion کا شکار ہیں کہ rumors اُڑائی جارہی ہیں کہ شاید حکومت اِس بزنس سے out ہو رہی ہے تو قطعی طور پر ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ہماری یہ پالیسی ہے کہ ہم نے بہت سمجھ سوچ کر اتنی procurement میں جانا ہے جس سے کسان بھی hit نہ ہو اور اِس کی سارے سال کی محنت کے دانوں کی وقعت اور قیمت قائم رہے۔ یہ بھی دیکھنا ہے کہ ایک ایک دانہ ہم procure کریں گے جس کے against ہمیں اربوں روپے، اس کی amount میں بتا چکا ہوں کہ اس کی amount کئی سو ارب روپے ہے جسے میں exact یہاں پر define نہیں کر سکتا۔ ہم نے پاکستانی ہو کر سوچنا ہے کہ صرف ایک popular wave کے ناتے یہی نہیں کرنا کہ ہم 60 یا 70 لاکھ میٹرک ٹن گندم خرید رہے ہیں۔ Bumper

crop ہے جسے بالکل مانتے ہیں اور الحمدللہ اللہ کا شکر ہے کہ bumper crop ہے مگر ہمیں ساری چیزوں کو ذہن میں رکھنا ہے کہ International price کیا ہے؟ پاکستان میں ہم نے 3900 روپے فی 40 کلو گرام support price رکھی ہے اِس میں difference کیا ہے اور اس کے بعد ہمیں کیا قیمت دینی پڑتی ہے۔ سب سے بڑھ کر یہ ہے کہ کیا قیمت دینی پڑتی ہے آج سے 10 سال پہلے میں جب وزیر تھا اور مجھے پہلی procurement میں نکلنا پڑا تھا تو اُس وقت interest rate غالباً 6 point something تھا اور آج 3-4 time آپ کہہ سکتے ہیں جو کہ ایک بہت بڑا difference اور بہت بڑی hit ہے جس نے ہم سب کو ہِلا کر رکھ دیا ہے۔ کوئی نہیں چاہتا کہ خدانخواستہ اگر کسان کو ہماری زیادہ procurement سے فائدہ ہو رہا ہے تو اِس سے ہم اِن کو dent ڈالیں مگر حقائق کو مدنظر رکھ کر کے دونوں sides کو دیکھ کر کہ ایک ایک دانہ خریدنے سے جو بوجھ آتا ہے کہیں وہ counter productive تو نہیں ہو جائے گا۔ اِن ساری چیزوں کو ہم نے بڑا deeply جا کر observe کیا ہے اور اِس کے بعد ہم اپنی service بھی دیں گے اور انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ چھوٹے کسانوں کے ساتھ کھڑے ہوں اور کسی طریقے سے بھی ان کا استحصال نہ ہونے پائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ اب میں اپوزیشن بنچوں کی طرف سے رانا آفتاب احمد خان صاحب کو دعوت دوں گا کہ وہ اپنی بات کریں۔

جناب تیمور علی لالی: جناب سپیکر! میں بھی بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تیمور صاحب! آپ تشریف رکھیں اگر آپ نے بات کرنی ہے تو آپ اپنا نام بھجوا دیں پھر آپ اپنے وقت پر بات کر لینا۔ جی، رانا صاحب! (شور و غل)

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز، خاموشی اختیار کریں۔ Order in the House

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ۔ I need House in order کیونکہ میں نے وزیر موصوف کی بات بہت غور سے سنی ہے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Order please, order in the House.

جناب آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر خوراک نے جو بات کی ہے کاش کہ یہ کچھ زمیندارا کرتے تاکہ زمیندار کا درد سمجھ سکتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

آپ کا ملک پاکستان جب بنا تو یہاں 65 فیصد لوگوں کا روزگار زراعت سے وابستہ تھا۔ آپ کے پاس انڈیا سے بہتر irrigation system تھا، آپ کی زمین fertile تھی اور یہاں سب کچھ تھا۔ ہمارے کچھ لوگوں نے، لینڈ مافیا نے ہماری green land کو brown کرنا شروع کر دیا۔ اب میں wheat پر آتا ہوں۔ سب سے اہم چیز یہ ہے کہ آپ زمیندار کا input دیکھیں، یوریا دیکھ لیں، DAP دیکھ لیں، pesticides دیکھ لیں، ٹریکٹر دیکھ لیں اور پانی کا سسٹم دیکھ لیں، ہماری دیہاتی زبان میں ہم پانی کو ملکیت کہتے ہیں زمین کو ملکیت نہیں کہتے لیکن ہمارا یہ دُکھ ہے کہ زمیندار کو کچھ نہیں ملتا۔ اگر 2023-2022 اور 2024-2023 کی input کا موازنہ کیا جائے تو پہلے بھی گندم 3900 روپے فی من تھی اور اب بھی اتنی ہی ہے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ زمیندار کی cost ہی پوری نہیں ہو رہی ہے۔ آپ جب exporters بنتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے ٹیکسٹائل انڈسٹری کو بچانا ہے، اِن کو rebate دے دیا جائے، اِن کو فنڈز دے دیئے جائیں اور اِن کو tax relief دے دیا جائے۔ کیا آپ نے زمیندار کو کوئی ریلیف دیا ہے؟ آپ نے اُس کو کوئی ریلیف نہیں دیا۔ اگر اِس وقت گندم کی فصل آئی ہے اور وہ آپ نہیں خریدتے تو زمیندار کے ساتھ پھر کیا ہو گا؟ اُس نے جو اپنا بیج ڈالا ہے، آپ کو فصل دی ہے لیکن وہ پھر بھی مقروض ہو جائے گا۔ حکومت پنجاب کو ہر صورت یہ فصل زمیندار سے خریدنی چاہئے۔ نگران دور میں آپ نے گندم کیوں import کی؟ آپ نے substandard گندم import کی جس کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اب اس وقت اگر آپ کی 50 من فی ایکڑ اوسط پیداوار آ رہی ہے، مثلاً میری 100 ایکڑ پر گندم ہے اس میں آپ 5 ایکڑ کی گندم لے لیں گے تو باقی گندم میں کہاں پھینکوں گا؟ پھر میں فلور ملز والوں کے پاس جاؤں گا اور وہ اس میں سے سوجی، میدہ اور سب کچھ نکال لیں گے۔ آپ نے بڑا نعرہ لگایا کہ ہم 16 روپے

کی روٹی دے رہے ہیں مجھے بتائیں کہ 16 روپے کی روٹی کہاں مل رہی ہے؟ جو روٹی مل رہی ہے وہ تو آپ اپنے جانوروں کو بھی نہیں ڈال سکتے۔

جناب سپیکر! یہ بڑا لمحہ فکریہ ہے، آپ کو چاہئے کہ آپ زمیندار اور تمام stakeholders کو بٹھا کر اُن سے مشورہ کریں۔ سب سے اہم چیز resource mobilization of the Government of the Punjab ہے۔ آپ نے resources کو mobilize کرنے کے لئے کیا کیا ہے؟ وہ zero ہے۔ expenditure planning کیا ہے؟ آپ non-development expenditure بڑھا رہے ہیں۔ جب آپ گندم کی purchase کریں گے تو centers میں کریں گے اتنا زیادہ employ رکھ لیں گے جس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپ کا non-development expenditure بڑھ جائے گا۔ اس کے لئے آپ کوئی think tanks بٹھائیں تاکہ آپ اپنی گندم export کر سکیں اور زمیندار کو کوئی relief دے سکیں۔ آگے آپ کی کاٹن کی فصل آ رہی ہے۔ آپ کاٹن کی فصل کاشت کریں گے، یہاں پٹواری کلچر ہے کل آپ اسے بیچ دیں گے اور جب فصل تھوڑی ہو گی پھر آپ اُن سے لے لیں گے۔ جس طرح sugarcane کا mafia ہے اسی طرح یہ wheat mafia بھی بن جائے گا۔ آپ کو بہت سوچنا پڑے گا، آپ زمیندار کا سوچیں کیونکہ زمیندار 65 فیصد ہے۔ اگر زمیندار خوشحال ہو گا تو ملک خوشحال ہو گا۔ آپ کی پالیسی یہ نہیں ہونی چاہئے کہ زمیندار مکاؤ اور کسان بھگاؤ۔ اِس وقت آپ نے ایک نیا بم چلایا جو آئٹم بم سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ وہ بم یہ ہے کہ آپ نے ڈیزل کی قیمتیں بڑھا دیں۔ اس سے اب کرائے بڑھ جائیں گے۔ اس وقت وزیر صاحب کو چاہئے کہ وہ اس پر brainstorming session کریں اور فیصلہ کریں کہ ہم نے زمیندار سے ایک ایک دانہ لینا ہے خدارا آپ اپنے زمیندار کو بچائیں۔ اگر زمیندار بچے گا تو آپ کا ملک خوشحال اور سرسبز ہو گا۔ اگر آپ زمیندار کا خیال نہیں کریں گے تو یہاں پر وہی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہو گی جس کو آپ نے بہاولنگر میں دیکھا ہے۔ کہتے ہیں ناں کہ ہر فرعون کے لئے موسیٰ پیدا ہوتا ہے۔ اس وقت لوگ بڑے خوش ہیں۔ اُس وقت تو کسی کو احساس نہیں تھا جب یہ پولیس والے ہمارے گھروں کی چادر اور چار دیواری کا تقدس پامال کرتے تھے۔ اب یہاں قتل و غارت ہو رہی ہے اس طرح تو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال زیادہ خراب ہو جائے گی۔ میں اس وقت اپنی with full authority statement دے رہا ہوں کہ جب گندم نہیں خریدیں

گے تو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہو گی وہ آگ لگائے گا، خودکشیاں کرے گا۔ لوگوں نے اپنا کام چلانا ہے۔ آپ کا ہیلتھ سیکٹر تباہ ہو چکا ہے، آپ کا ایگریکلچر تباہ ہو چکا ہے اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال تباہ ہو چکی ہے۔ ابھی میرے پاس ایک شخص کا فون آیا کہ ڈکیتی ہوئی ہے اور پرچہ دفعہ 324 کا دے دیا ہے۔ ایک شخص کے پاس سے پتنگ پکڑی گئی تو اس کے خلاف C-9 کا چالان کر دیا۔ کل صدر پاکستان آصف زرداری نے ہی فرمایا کہ ملک بابو چلاتے ہیں۔ انہوں نے بالکل ٹھیک کہا ہے کیونکہ یہ سکیم وزراء نہیں بناتے۔ میں نے خود تین سال بجٹ بنایا ہوا ہے وہ سارا non-development کا بجٹ آتا ہے، آپ نے development کیا کرنی ہے۔ آپ ہزار روپے کی allocation رکھتے ہیں اور اُس کو 5۔ ارب روپے کر دیتے ہیں۔ آپ کو پتا ہے کہ اس وقت صحت کا کیا حال ہے؟ آپ کے ملک میں next 10 to 15 years ہر دوسرے آدمی کو کینسر ہو گا۔ آپ کے پاس ڈائلسز مشین نہیں ہیں، ایکسرے مشین نہیں ہیں، ڈاکٹر بھی OPD میں proper نہیں بیٹھتے آپ کس طرف جا رہے ہیں؟ ہمیں یہاں بہت اچھا لگتا ہے کہ ہم یہاں اس ہاؤس میں آ گئے ہیں۔ خدا کا خوف کھائیں، اس ملک کو بچائیں، اس صوبہ کو بچائیں اور غریب عوام کو بچائیں۔ جس معاشرے میں آپ کو یہ نہیں پتا کہ ہماری آبادی کتنی ہے تو آپ کیا کریں گے؟ معاشرے میں کبھی خیرات سے غربت ختم نہیں ہوتی بلکہ ہمیشہ انصاف سے ختم ہوتی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! آپ کے ملک میں اس وقت انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ جب آپ کے ملک کے ججز خود انصاف تلاش کر رہے ہوں تو پھر ہمیں انصاف کیسے ملے گا؟ یہ بہت دُکھ کی بات ہے کہ فارم 47، یہ جو یہاں بیٹھے ہیں یہ اپنے زور پر نہیں بلکہ اللہ کی مدد تھی کہ یہ یہاں آگ کا دریا عبور کر کے آ گئے ہیں۔ پھر آپ نے re counting شروع کر دی۔ آپ کے پاس فارم 45 موجود ہے اس میں آپ نے کیا دیکھنا ہے۔ ہم عدالتوں کا انصاف دیکھتے ہیں مگر:

ظلم پھر ظلم ہے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے
خون پھر خون ہے بہتا ہے تو جم جاتا ہے
(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کتنے ظلم کی بات تھی ہمارے پارلیمانی لیڈر میاں اسلم اقبال صاحب کی بیٹی کی شادی پر آپ نے پولیس کی 8 ویگنیں بھیج دیں۔ ہم بھی بچیوں والے ہیں خدارا خوف کریں کل آپ کی بچی کی بھی رُخصتی ہونی ہے۔ آپ اپنے آپ کو اس position پر رکھیں۔ اُس نے ایسا کیا جرم کر دیا ہے؟ اُس کی ضمانت ہے اور آپ یہاں پر custodian بیٹھے ہیں۔ آج آپ نے ہم سے amendment تو کروالی ہے کہ سپیکر جو چاہے کر سکتا ہے۔ ہم نے بھی کہا کہ ٹھیک ہے کہ کر لیں کیونکہ you are the master of ceremony لیکن میری آپ سے درخواست ہے کہ آپ یہاں پر custodian بنیں administrator نہ بنیں۔ اس وقت سب سے زیادہ ضرورت اس کی ہے کہ آپ کسان کو بچائیں اور لوگوں کو طبی سہولتیں دیں۔ یہاں سے وزیر تعلیم چلے گئے ہیں اُس وقت میں نے بات کی تھی کہ سارے بچے اچھے ہیں مگر وہ دانش سکول کی بات کرتے ہیں۔ آپ اپنے بچوں کو سرکاری سکولوں میں لے کر جائیں اس سے آپ کی بہتری ہو گی اور ہماری بھی بہتری ہو گی۔ یہ بہت مایوسی والی بات ہے کہ 65 فیصد یہاں لوگ زمیندار بیٹھے ہیں۔ رانا اقبال صاحب بھی تشریف فرما ہیں یہ مجھے اٹھ کر صرف یہ کہہ دیں کہ تم نے یہ غلط بات کی ہے تو میں دوبارہ زمیندار کی کوئی بات نہیں کروں گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اِن کو چاہئے کہ آج آپ کے پاس وقت ہے آپ اس کو بہتر کریں۔ کاروباری آدمی کبھی بھی زمیندار کا نہیں سوچے گا۔ میں ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں مجھے پتا ہے کہ اُن کی کیا تکلیف ہے۔ اب میری گندم کھڑی ہے میں اُس کو فروخت کرنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں۔ اگر میری گندم بِک بھی جائے تو باقی کیا کریں گے؟ لوگ ایکڑ پر اڑھائی اڑھائی لاکھ روپیہ ٹھیکہ دے کر آتے ہیں اُن کو پورا نہیں پڑتا۔ کبھی کسی زمیندار نے آج تک اس پر سوچا ہے کہ میری اس میں محنت کیا ہے کبھی نہیں سوچا، خدارا یہ سوچیں، یہ رونقیں، یہ کھیتوں کی رونقوں سے ہی ہم یہاں آئے ہیں اگر یہ نہیں ہو گا تو اس ملک کا، صوبے کا، یہ لوگ کراچی سٹیل مل کا کہہ رہے ہیں، یہ صوبہ سٹیل مل سے بھی آگے جا چکا ہے۔ آپ مری میں میٹنگ رکھتے ہیں تو وہاں پر سی پی او، سی سی پی او آٹھ آٹھ گاڑیاں لے کر چلے جاتے ہیں، چیف سیکرٹری چلے جاتے ہیں، سیکرٹری چلے جاتے ہیں، وہ اپنے اخراجات ادا کریں۔ air ambulance بڑی اچھی بات ہے لے لیں مگر آپ کے ہسپتالوں میں دوائی نہیں رہی، آپ air ambulance کیا کریں گے، جو وہاں پر مر رہے ہیں، جن کا آپریشن نہیں ہو رہا اُن پر تو

آپ بات نہیں کر رہے ہیں۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ ground realities میں آئیں، حقیقت میں رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب تیمور علی لالی!

جناب تیمور علی لالی: جناب سپیکر! بہت مہربانی۔ منسٹر صاحب نے بات کی کہ آج گندم پر debate ہے۔ منسٹر صاحب نے بہت اچھی بات کی میں اس پر بات کرنا چاہوں گا کہ جس طریقے سے ہمارے پاس پہلے بھی گندم available ہے لیکن اس ٹائم جو گندم کا سیزن چل رہا، کاشتکاروں کے لئے ہمیں اپنی گورنمنٹ policies تبدیل کرنا پڑیں گی، جس طریقے سے گندم کا حال ہو رہا ہے last time بھی گندم کا یہی ریٹ تھا آپ بھی زمیندار background سے تعلق رکھتے ہیں، اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے تقریباً 65 سے 70 فیصد تک background سے تعلق رکھتے ہیں۔ پچھلے سال کی جو کھاد کی قیمت ہے جو ڈیزل کی قیمت ہے اگر اُس کو compare کیا جائے اور گندم کے ریٹ کو compare کیا جائے تب بھی same ہے اور اس سال میں کس حد تک، کس percent تک اُن چیزوں کا ریٹ بڑھ گیا ہے اور ہم نے گندم کا وہی پچھلے سال والا ریٹ رکھا ہے اگر اُس میں بھی گورنمنٹ ٹھیک طریقے سے گندم purchase نہیں کرے گی تو چھ آٹھ ماہ کی جو کسان کی فصل ہے جس سے اُس کی اگلے چھ مہینے کی فصل کے اخراجات ہونے ہیں وہ بھی اس پر منحصر کرتے ہیں اُس کے اپنے چھ مہینے کے جو گھریلو اخراجات ہیں وہ بھی اسی پر منحصر کرتے ہیں اگر اس کو نہیں خریدا جائے گا تو مڈل مین کی ایک monopoly بن جائے گی، مڈل مین strong ہو گا۔

جناب سپیکر! مڈل مین کی ہمیشہ سے monopoly ہے کہ جب بھی گورنمنٹ کی کوئی اس طرح کی strong policy آجاتی ہے جو زمیندار اور گورنمنٹ کے درمیان ایک gap پیدا کرتی ہے تو اُس میں مڈل مین profit لے جاتا ہے۔ آپ نے چھ مہینے کی جو فصل تیار کی ہوئی ہے، جس میں چھ مہینے زمیندار نے محنت کی ہوئی ہے اُس کی بجائے مڈل مین چند مہینے hold کر کے اُس میں سے کمائی کر جاتا ہے، ملوں والے کما جاتے ہیں۔ منسٹر صاحب بیٹھے ہیں ہمیں اس پالیسی سے مڈل مین کے کردار کو درمیان سے نکالنا ہو گا، زمیندار کے ساتھ direct interaction کرنی ہو گی۔ اسی طریق کار سے جیسے کینو کے ساتھ ہوا، کینو کی export بند ہوئی، آپ کو اس کے لئے افغانستان کا بارڈر کھولنا

چاہئے وہاں سے ہمارے پاس سیب یا دیگر کچھ تھوڑے بہت پھل آتے تھے ہم نے اُس کے اوپر tax لگایا انہوں نے کینو کے اوپر ٹیکس لگا دیا۔ یہاں پر سرگودھا کے ہمارے زمیندار بھائی بیٹھے ہوں گے اُس کے ٹیکس لگانے کی وجہ سے ہماری چیزیں وہاں پر زیادہ جاتی تھیں وہ tax کا burden زمینداروں پر پڑ گیا کیوں کہ جو فیکٹری والا export کرتا ہے یا کینو دیتا ہے وہ اُسی tax کا جو margin ادا کرتا تھا اُس نے اُدھر سے rate کم کر دیا۔ اس ٹائم 50 سے 60 فیصد جو کینو کے باغات ہیں جو بڑے باغات ہیں جو 5 سے 7 سال 8 سال میں تیار ہوتے ہیں لوگوں نے اُکھاڑ دیئے، اب وہی صورت حال گندم کے ساتھ ہونے والی ہے اگر گندم کاشت ہونا ختم ہو گئی اور زمینداروں نے اس کا alternate solution ڈھونڈ لیا تو میرا خیال ہے کینو کھائے بغیر تو گزار ہو جاتا ہے لیکن روٹی کھائے بغیر عام غریب ہو، یا امیر ہو اُس نے گندم کی روٹی دو وقت ضرور کھانی ہے ہمیں اس کے لئے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لالی صاحب! wind up کریں۔

جناب تیمور علی لالی: جناب سپیکر! ہمیں گندم کے لئے تھوڑی سی اپنی policies نرم کرنی چاہئے اگر ہم گندم کا ریٹ نہیں بڑھا سکتے کم از کم پچھلے سال کا جو ڈیزل کا، جو کھاد کا ریٹ ہے اُس کو دیکھیں۔ کھاد کا جو گورنمنٹ کی طرف سے جو control rate ہے جو listed rate ہے وہ ہمیں نہیں ملا، کھادیں ہمیشہ سے black ہونے کی وجہ سے ڈبل قیمتوں پر خریدی جا رہی تھی، ڈیزل خریدا جا رہا تھا اُس کا comparison کرتے ہوئے اگر ہم گندم کا ریٹ بڑھا نہیں سکتے تو کم از کم یہ ہمیں ضرور ensure کرنا چاہئے کہ جو 3900 سو گندم کا ریٹ ہے وہ تو کم از کم کسان کو ملے۔ کسان کم از کم اپنی آگے آنے والی فصل کو کاشت کر سکے اور اپنے بچوں کو دو وقت کی روٹی کھلا سکے۔

جناب سپیکر! اگر گندم مار کھاتی تو ہم اُس کسان سے، اُس غریب چھوٹے کسان سے دو وقت کی روٹی جو وہ اپنے لوگوں کو کھلا رہا ہے میرے خیال میں وہ حق بھی ہم اُن سے چھیننے جا رہے ہیں اس لئے خدارا ہمیں کچھ نہ کچھ کسان کو دینا چاہئے اگر کسان خوشحال ہو گا تو یہ ملک چلے گا، یہ صوبہ چلے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لالی صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے آپ کا بڑا valid point ہے۔ جی، قائد حزب اختلاف جناب احمد خان!

قائد حزب اختلاف (جناب احمد خان): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں معزز وزیر خوراک کی باتیں سن رہا تھا کیوں کہ ہم ground پر grassroots level پر رہنے والے لوگ ہیں تو ان کی کچھ باتوں سے مجھے اتفاق نہیں بھی ہے۔

جناب سپیکر! جب پاکستان بنا تھا تو جی ڈی پی میں ہمارا ایگری کلچر کا 51 فیصد حصہ تھا، 1987 میں وہ 41 فیصد پر آ گیا اور اس وقت ایگری کلچر کا حصہ 18 فیصد پر آ گیا ہے۔ اب ایگری کلچر میں جو بھی فصلات آتی ہیں اُس میں main crop اب میں اس کو cash crop تو نہیں کہہ سکتا لیکن main crop کیوں کہ پنجاب یا پاکستان یا دنیا کے ہر بندے کی ضرورت گندم کے ساتھ وابستہ ہے۔ سب سے پہلے تو معزز منسٹر صاحب کی یہ correction کروں گا کہ انہوں نے already target set کیا ہے 90 من I think جو 36 سے 37 بوریاں بنتی ہیں جو 100 کلو گرام کی ہوتی ہیں۔ ایک کاشتکار کو 90 من اس وقت باردانہ مل رہا comparatively اگر آپ پچھلے اپریل، مئی میں جائیں تو جب ہم لوگ بھاگے ہوئے تھے، دوڑے ہوئے تھے لیکن ہماری فصلات میری اپنی تقریباً جتنی گندم تھی اُس وقت کے اسسٹنٹ کمشنر صاحب اور اُس وقت کے ADCR صاحب نے میری گندم میرے گوداموں سے اُٹھالی اور میں نے اُن کو اتنی request کی کہ جو میری کام کرنے والی لیبر ہے اُن کے لئے گندم چھوڑ دیں، میرے سے اُن کی لسٹ لے لیں کہ جو گھر میں کھانے والی گندم ہے ویسے بھی کسان گندم بیچ نہیں سکتا وہ چھوڑ دیں باقی گندم لے جائیں لیکن وہ ساری کی ساری گندم لے گئے۔

جناب سپیکر! میں نے اگست میں گندم خرید کی تھی انہوں نے ہمارے گوداموں کے تالے توڑے سارا کچھ کیا، اب جب ہم جی ڈی پی میں 51 فیصد سے 18 فیصد پر آ گئے ہیں ہماری ایگری کلچر کا صوبہ ہے۔ اس میں کیا چیز ہے، اُس میں یہی ہے کہ ground میں کچھ اور ہوتا ہے implementation ہوتی نہیں ہے تو میں منسٹر صاحب کا یہ قصور نہیں کہہ رہا، یہ پہلے بھی وزیر خوراک رہ چکے ہیں اُس وقت بھی ہم اپوزیشن میں تھے۔ آپ جب ایک center میں ہیلی کاپٹر پر جائیں گے، direct پٹواری لائن میں بیٹھیں گے اور سب سے پہلے جو متعلقہ موضع کا پٹواری ہو گا وہ پٹواری اپنے رشتہ داروں کو باردانہ دے گا۔ باردانہ جب ایک آڑھتی کسی زمیندار کے نام پر نکلوائے گا تو definitely زمیندار کو یا کاشتکار کو، میں زمیندار کا لفظ تو ویسے ہی کہہ رہا ہوں، اب تو

ہم کاشتکار ہی رہ گئے ہیں۔تو اُس کاشت کار کو اپنی آمدن کا 70 percent معاوضہ ملے گا 30percent وہاں پر چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! 3900 rupees per 40 kilo gram یہ ریٹ ہوا ہے جس وقت یہ ریٹ ہوا تھا اُس وقت کی آپ inputs کی قیمتیں دیکھیں، 8 ہزار روپے کا ڈی اے پی کا بیگ تھا اور یوریا کا بیگ 4 ہزار روپے کا تھا Nitrophos-I think five thousand rupees کا بیگ ہو گا، میرے معزز منسٹر کو ان چیزوں کا نہیں پتا ہو گا کیوں کہ ہمیں تو پتا ہے ہم تو affectee ہیں آج بھی وہی 3900 ہے۔ ایگری کلچر ڈیزل سے direct effect ہوتی ہے اُس وقت ڈیز ل کا ریٹ 190 روپے لیٹر تھا، آج ڈیزل کا ریٹ دیکھ لیں، رات کو پھر انہوں نے ڈیزل کا ریٹ 8 روپے لٹر بڑھا دیا ہے۔یہ correction کر لیں، منسٹر صاحب میری بات سننا گوارہ نہیں کر رہے لیکن میں آپ کے توسط سے اپنی بات پہنچاتا رہوں گا۔ بات یہ ہے کہ آپ یہ ظلم دیکھیں کہ پچھلی دفعہ جو carriage تھا وہ 60 روپے تھا اب 30 روپے کر دیا ہے یعنی پچھلی دفعہ جب 190 روپے سے 200 روپے فی لیٹر ڈیزل کا ریٹ تھا اُس وقت carriage rate 60 روپے تھا اب 30 روپے کر دیا ہے اور جس طرح منسٹر صاحب فرما رہے تھے یہ ایک rumor ہے تو یہ rumor نہیں ہے اس حوالے سے میں آج چیلنج کرتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں فی من گندم 2800 روپے سے لے کر 3200 روپے میں جا رہی ہے۔ میں یہ بھی correction کر دوں کہ ہمارے پوٹھوہار کے علاقے میں گندم 10 سے 15 دن پہلے آ جاتی ہے اور جو ہمارا جنوبی پنجاب کا علاقہ ہے جہاں پر پانی کم ہوتا ہے وہاں پر گندم جلدی تیار ہو جاتی ہے وہاں پر اگر ایک دن بارش ہو تو 2 دن بعد harvesting ہو جاتی ہے تو یہ کوئی لمبا procedure نہیں ہوتا۔ ایسا ہرگز نہیں کہ ہم اپوزیشن میں ہیں تو ہم ہر صحیح بات کو بھی غلط کہنا شروع کر دیں بلکہ ہماری بات حقیقت پر مبنی ہے کہ ان کی priority agriculture نہیں ہے کیونکہ آپ دیکھیں کہ آپ 51 فیصد سے 18 فیصد ایگریکلچر پر آ گئے ہیں۔ آپ 1981 سے کسی نہ کسی طریقے سے حکومت میں رہے ہیں میں 1981 اس لئے کہہ رہا ہوں کہ اس وقت جنرل غلام جیلانی گورنر پنجاب تھے اور نواز شریف فنانس منسٹر تھے، 1981 سے لے کر آج تک آپ دیکھ لیں کہ آدھی صدی گزر گئی ہے، آدھی صدی میں کوئی تین ساڑھے تین سال ہماری حکومت رہی یا اسی طرح کسی اور پارٹی کی بھی حکومت رہی ہو گی لیکن throughout مسلم لیگ (ن) بالخصوص پنجاب

میں dominate کرتی رہی اور ان کے پاس absolute majority رہی ہے۔ میرے منسٹر موصوف جو بھی excuse دیں تو ان کے پاس کوئی excuse نہیں ہے کیونکہ انہوں نے باقاعدہ طور پر پنجاب کے agriculturist کو اور ایگریکلچر کو تباہ کیا ہے۔

جناب سپیکر! اگلی بات میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ جو کہہ رہے ہیں ہماری کیبنٹ فیصلہ کرے گی۔ دیکھیں بات یہ ہے کہ گندم کی سپورٹ پرائس کا بہترین ٹائم اکتوبر اور نومبر میں ہوتا ہے اور انہوں نے اس وقت سپورٹ پرائس announce نہیں کی اس وقت بھی ان کی گورنمنٹ تھی جس کو میں so-called Government کہوں گا کیونکہ انہوں نے takeover کر کے ساری مشینری پاکستان تحریک انصاف کے ورکرز، representative، ان کے stakeholders اور ان کے لیڈرز کے پیچھے لگادی تو اُس گورنمنٹ کا اِس کے علاوہ کسی اور چیز کی طرف دھیان ہی نہیں تھا کہ کوئی اور بھی کام کر لیتی جس کا نتیجہ آج نکل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میری آج کی یہ بات ریکارڈ کر لیں کہ میں اس مقدس ہاؤس میں سب کو یہ بتا رہا ہوں کہ اکتوبر یا نومبر میں گندم کا بحران آجائے گا وہ کیوں آئے گا کیونکہ انہوں نے پہلی مرتبہ نئی فلور ملز پالیسی نکالی ہے جس کے تحت یہ فلور ملز کو مجبور کر رہے ہیں کہ آپ گندم خریدیں تو مجھے پتا ہے کہ جب فلور ملز والوں کے پاس کسان جاتا ہے جیسا کہ منسٹر صاحب فرما رہے تھے اِس وقت گندم میں نمی ہے تو نمی چیک کرنے کا لیول ہوتا ہے اگر محکمہ فوڈ 10 سے 12 فیصد نمی پر آتا ہے تو فلور ملز میں اُس وقت نمی 22 فیصد پر ہوتی ہے اور جب کسان فلور ملز میں جائے گا تو اس کا بچا کھچا مال بھی برباد ہو جائے گا اور دوسری بات جو genuine فلور ملز کے کام کرنے والے لوگ ہوں گے وہ گندم کبھی نہیں خرید سکتے، فلور ملز والے کبھی بھی اس موسم میں گندم نہیں خریدتے وہ کیوں خریدیں؟ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ اس گندم کو سٹاکئے خریدیں گے اور فلور ملز کے گودام استعمال کریں گے اور وہ گندم 2500 روپے سے لے کر 3000 روپے فی من کی قیمت میں خریدیں گے۔ جب آپ ایک کسان کو 90 من باردانہ دیں گے تو پھر وہ بقیہ گندم کا کیا کرے گا وہ بقیہ گندم کو کدھر لے کر جائے گا؟ دیکھیں یہ policy set ہو چکی ہے۔ میرے خیال میں یا تو منسٹر صاحب کے علم میں نہیں ہے اگر ان کے علم میں ہے تو پھر میں تو یہی کہہ سکتا ہوں یہ یا تو اپنی گورنمنٹ یا پھر اپنے محکمے کو بچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہ تو ہماری بدقسمتی ہے کہ آپ کم از کم ہمیں سیدھی

بات تو بتادیں میں آج آپ کو یہ بتا رہا ہوں کہ ایک آدمی سے 90 من سے زیادہ گندم نہیں خریدی جائے گی اور گندم اکتوبر یا نومبر میں short ہو جائے گی کیونکہ انہوں نے تو ابھی 14 ہزار روپے کی بوری منگوائی ہے اور پچھلی نقوی گورنمنٹ 9، اپریل کے بعد آج تک میں تو ایک ہی تسلسل سمجھتا ہوں کہ ایک ہی تسلسل سے یہ گورنمنٹ چلی آرہی ہے وہ ان کے facilitator تھے لہٰذا انہوں نے جو پالیسی بنائی ہے انہوں نے وہی policy follow کرنی ہے۔ 3900 روپے فی من گندم اور plus sixty rupees carriage rate policy تو ہماری گورنمنٹ نے بنائی تھی ان کی گورنمنٹ نے نہیں بنائی ہے۔ اب گندم فلور ملز والوں نے نہیں خریدنی بلکہ یہ تمام گندم stockist خرید لے گا اور گندم چلی جائے گی اور نومبر میں یہ دوبارہ بیٹھے سوچ رہے ہوں گے کہ یہ ہمارے ساتھ کیا ہو گیا ہے؟ دیکھیں بات یہ ہے کہ ابھی منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ ہمارے پاس 93 پروکیورمنٹ سنٹرز ہیں وہاں پر پٹواری بیٹھے ہیں اور مجھے بالکل اس بات کا پتا ہے کہ وہاں آپ کے fake باردانے بن رہے ہیں۔ ایک زمیندار، ایگریکلچرسٹ اور کسان کے لئے بہت سی complications ہیں آپ کا اور میرا بھی وہی background ہے اور مجھے بڑے افسوس کے ساتھ یہ بات کہنا پڑ رہی ہے کہ یہ جو اس وقت حکومتی بنچز کی chairs خالی پڑی ہیں جن میں زیادہ تر ممبران ایگریکلچرسٹ ہیں، ہم نے تو آج بل پاس کروانے تھے جن bills کا صرف ہماری ذات اور ہمارے صوبے کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا لہٰذا ہم اپنے حقوق کے لئے جب تک نہیں بولیں گے کچھ نہیں ہو گا۔ دیکھیں میں آپ کو ایک بات عرض کروں کہ 1997 میں زمیندار پر جب ظلم شروع ہوا تھا اس وقت بھی پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت تھی، انہوں نے اس وقت dual taxation شروع کی تھی، دنیا میں کہیں بھی چلے جائیں، کسی شعبے میں چلے جائیں، کہیں پر بھی دہرا ٹیکس نہیں لیا جاتا ہے، wealth tax ہم دیتے تھے، آبیانہ ہم دیتے تھے اور مالیہ ہم دیتے تھے اور اس کے ساتھ ساتھ ایگریکلچرسٹ ٹیکس بھی ہمارے اوپر لگا جو کہ ہم نے چیلنج کیا اور پھر کچھ عرصے کے لئے وہ ٹیکس ختم ہو گیا لیکن اب ہم چار قسم کے ایگریکلچرسٹ ٹیکس دے رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ آپ جب تک اداروں کو اپنے ماتحت نہیں کریں گے اس وقت اسی طرح ہوتا رہے گا کہ پڑھی پڑھائی اور لکھی لکھائی پالیسی مل گئی ہے جس کے تحت آپ کو بجٹ بھی ملا ہے۔ میں منسٹر صاحب کو یہ بتا رہا ہوں کہ 90 من گندم سے زیادہ آپ ہم سے نہیں لے رہے، جب آپ اداروں

کو مستحکم نہیں کریں گے تو اسی طرح کا رزلٹ نکلے گا جس طرح بہاولنگر میں نکلا ہے کہ دو disciplined ادارے آپس میں لڑے ہیں جس کی وجہ سے پوری دنیا میں ہماری جگ ہنسائی ہو رہی ہے۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ ہم کسی کے حق میں بول رہے ہیں یا کسی کے خلاف بول رہے ہیں لیکن یہ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہماری چیف منسٹر صاحبہ meetings تو کر رہی ہیں لیکن آج کے دن تک انہوں نے اس سانحہ کے بارے میں بات نہیں کی، میں تو اس کو سانحہ کہوں گا، اس کو سانحہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ ایک mindset ہوا ہے اور 9 اپریل سے لے کر آج کے دن تک وہ mindset چلا آرہا ہے کہ عمران خان کو پکڑ کر جیل میں ڈال دو، ختم، اس کے بعد انہوں نے اس جماعت کو ختم کرنے کے لئے تمام تر ہتھکنڈے اپناتے ہوئے ہمارے تمام لیڈرز، ورکرز اور ہمارے stakeholders سب کو پکڑ کر جیل میں ڈال دیا۔ جب آپ ایک ادارے سے غلط کام لیں گے تو وہ تو غلط کام ہی کرے گا پھر ہوا یہ ہے کہ اس ادارے نے دوسرے ادارے پر حملہ کر دیا اب مجھے تو facts کا علم نہیں ہے کہ ایک ادارے نے دوسرے ادارے کے اعلیٰ آفیسر، اہلکار یا stakeholders میں سے کس کے گھر میں اسی طرح کا چھاپہ مارا ہے جیسا کہ ان کا mind set ہو چکا تھا کہ اسی تے ہر کسی دے گھر چھاپہ مارنا ہی مارنا اے۔ ہم نے جو اجلاس کے لئے requisition جمع کروائی ہے اس میں لاء اینڈ آرڈر پر بحث بھی شامل ہے تو میں کوئی irrelevant topic پر بات نہیں کر رہا، پولیس کا اب mindset ہو چکا ہے۔ ہر محکمے میں تمام لوگ بُرے ہی نہیں ہوتے بلکہ ان میں اچھے لوگ بھی ہوتے ہیں لیکن اگر آپ ان کو کسی کا گھر گرانے کے لئے کہیں گے کہ آپ جائیں اور فلاں کا گھر گرا دیں جیسا کہ پی ٹی آئی والوں کے ساتھ پولیس کا تو ویسے ہی بہت love چل رہا ہے اب آپ دیکھیں کہ ہم کل میاں اسلم اقبال صاحب کی بیٹی کی شادی میں شرکت کرنے کے لئے نکلے ہی تھے کہ ہمارے پیچھے پولیس آگئی تو اس بات کی ہم definitely مذمت کرتے ہیں۔ اگر پولیس والوں کو کسی پی ٹی آئی والوں کا گھر گرانے کا کہا جائے اور کہا جائے کہ ان کو دفن کر دو تو ان کی 120 میل کی رفتار ہوتی ہے آپ ان کو کسی positive کام کی طرف لے کر جائیں گے۔ تو پولیس ادھر بیس میل کی رفتار سے بھی نہیں جائے گی۔ دیکھیں کیا کچھ ہو رہا ہے؟ یہ جو بلوچستان میں واقعہ ہوا ہے شاید آپ کو پتا نہیں ہے ہماری معزز ممبر مجھے بتا رہی تھیں کہ چھ بندے منڈی بہاؤالدین کے علاقے سے ہیں۔ جب آپ ایک محکمے کو، ایک ادارے کو صحیح

طریقے سے handle نہیں کریں گے تو پھر ایسے واقعات رونما ہوں گے۔ میں گندم کے بارے میں بھی یہ عرض کروں گا کہ کوئی شک نہیں کہ وزیر خوراک پرانے وزیر ہیں لیکن انہوں نے جس طرح کی تاویلیں اور excuse پیش کئے ہیں وہ کوئی excuse نہیں ہے۔ آپ کسان کی روٹی، اس کے ساتھ وابستہ لوگوں کی روٹی اور پورے معاشرے میں ایسا کام کرنے جا رہے ہیں کہ جب ایک عام بندہ سٹاکسٹس سے گندم لینے جائے گا تو اس وقت آپ کو یہی گندم سات ہزار روپے فی من ملے گی۔ یہ مجھ سے لکھوا لیں، میری بات on record ہے، اللہ تعالیٰ منسٹر صاحب کو بخیریت رکھے اور مجھے بھی تو میں اس وقت ان سے پوچھوں گا کہاں کیا position ہے؟

جناب سپیکر! ظلم نہ کریں، ہمارے بے چارے کسان پس چکے ہیں، آپ بالکل میرے درد کو اپنا درد سمجھ کر محسوس کر رہے ہیں اور میں میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن صاحب سے ایک اور request کروں گا چونکہ میرے خیال میں وہ ادھر گورنمنٹ کی پوری نمائندگی کر رہے ہیں۔ لہٰذا میں ایک چیز ان کے notice میں ضرور دوں گا کہ میرے حلقے کی تین یونین کونسلز جن میں موسیٰ خیل، عباخیل اور چھجرو کا کچھ علاقہ ہے یہاں شدید ژالہ باری ہوئی ہے جس سے گندم بالکل ختم ہو چکی ہے۔ ڈپٹی کمشنر میانوالی نے ایک پٹواری کو وہاں بھیجا ہے تو وہ کچھ لکھ لکھا کر لے گیا ہے وہ کہتے ہیں کہ اتنے فی صد ہے اتنے فی صد ہے لیکن اس وقت ان علاقوں میں بالکل گندم ہے ہی نہیں۔ ابھی تو ان کے پاس کھانے کے لئے کچھ پچھلی گندم موجود ہو گی لیکن مئی کے بعد ان کے پاس کھانے کے لئے بھی کچھ نہیں ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اس علاقے کو آفت زدہ قرار دیا جائے، ایک دفعہ پہلے بھی اس طرح کا واقعہ ہوا تھا، پیچھے جو نومبر میں فلڈ آئے تھے تو ہم نے اس وقت بیس بیس ہزار روپے فی خاندان مدد کی تھی۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ SMBR کو on board لے کر علاقے کو آفت زادہ قرار دیا جائے اور وہاں کے لوگوں کی مالی معاونت کی جائے۔ وہاں پر ٹیوب ویلز کا پانی لگتا ہے اور ہمارا hard area ہے جس کی وجہ سے وہاں پر 80 اور 100 HP کی موٹر لگتی ہے اور اس کا ماہانہ بل 8 سے 9 لاکھ روپے آتا ہے۔ اس وقت ان بے چاروں کا کوئی پرسان حال نہیں ہے لہٰذا اس سلسلے میں فوری طور پر action لیا جائے اور ان کی مدد کی جائے۔

جناب سپیکر! میں پہلے بتا چکا ہوں کہ ہم کہاں سے چلے ہیں اور کہاں پر آئے ہیں، اب میری دو تین تجاویز ہیں، منسٹر صاحب جو 3 لاکھ 80 ہزار درخواستیں کہہ رہے ہیں یہ کاشتکاروں کی

نہیں ہیں آپ انکوائری کروالیں ان میں سے کاشتکاروں کی زیادہ سے زیادہ بیس سے پچیس ہزار درخواستیں ہوں گی چونکہ کاشتکار تو 36 بوریوں کے لئے جا ہی نہیں سکتا وہ بے چارہ اتنے اخراجات ہی برداشت نہیں کر سکتا کہ وہ اپنے کھیت سے ٹرالی لے کر جائے۔ٹرالی میں تو 36 بوریاں نہیں آتیں بلکہ ایک ٹرالی کے لئے آپ کو 80 بوریوں کی ضرورت پڑتی ہے، اس پر تو carriage بھی اتنا زیادہ بڑھ جاتا ہے، سوائے سٹاکسٹس کے، سوائے چند لوگ جو مافیا کے ہیں جن کا یہ پیٹ بھرنے جا رہے ہیں اور انہی لوگوں نے اکتوبر کے آخر میں یا نومبر میں وہ گندم باہر نکالنی ہے اور پھر وہ گندم ہمیں چودہ سے سولہ ہزار روپے per hundred kilogram ملنی ہے۔لہٰذا گندم کے حوالے سے جو پالیسی announce کر رہے ہیں خدارا اسے review کر لیں، کھلی procurement کریں ،اللے تللے چھوڑیں، ہیلی کاپٹر پر کسی ایک سنٹر پر نہ جائیں۔چونکہ ہماری محترمہ وزیر اعلیٰ صاحبہ بہت زیادہ ٹک ٹاک بناتی ہیں، میں ان کی ٹک ٹاک دیکھ رہا تھا ایک ٹک ٹاک دو منٹ کی تھی اور ایک پانچ منٹ کی تھی لیکن دونوں میں قافلہ ختم ہی نہیں ہو رہا تھا جو وہ ساتھ مری لے کر جا رہی تھیں۔مری والی میٹنگز ادھر کر لیں، کیمپ آفسز کم کر لیں تو شاید کسان کا کوئی پرسان حال ہو گا۔(معزز ممبران حزب اختلاف کی جانب سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم گندم کی اس پالیسی کو categorically reject کرتے ہیں، یہ کوئی پالیسی نہیں ہے، ہم کسان کے ساتھ کھڑے ہیں اور کسان جس قسم کا احتجاج کریں گے پاکستان تحریک انصاف ان کے ساتھ کھڑی ہو گی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کسان دشمن پالیسی ہے، میں نے جو جو باتیں کہی ہیں اور میں نے اپنے وزیر خوراک سے جو استدعا کی ہے، جو جو باتیں ان کے گوش گزار کی ہیں یہ check کر لیں اگر ان میں سے کوئی غلط بات ہو گی تو یہ مجھے counter کر سکتے ہیں، مجھے بتا سکتے ہیں۔بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب! بہت شکریہ۔جی، جناب قیصر سندھو!

جناب قیصر اقبال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔میری کچھ گزارشات ہیں اور میں منسٹر صاحب سے بھی استدعا کروں گا کہ پچھلے سال گندم کا ریٹ -/4000 روپے فی من تھا، اگر آپ cost of production پر جائیں،

زرعی ادویات، کھادیں، ٹریکٹر، ڈیزل وغیرہ سب کی قیمتیں تقریباً دوگنی ہو گئی ہیں لیکن اس سال ہمارے ہونہار منسٹر صاحب نے گندم پر جو پالیسی دی ہے، مجھے تو منسٹر صاحب گندم کی خریداری سے پہلے ہی بڑے پریشان نظر آ رہے ہیں اور بڑے گھبرائے ہوئے ہیں۔ انہوں نے اس سال گندم کی قیمت میں ایک سو روپے فی من کمی کر دی ہے حالانکہ اس سال گندم کا ریٹ کم از کم -/5000 روپے فی من ہونا چاہئے تھا لیکن انہوں نے کم کر دیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں جو پتا چلا ہے اس کے مطابق پچھلے یا اس سے پچھلے سال گندم کی خرید کا جو ٹارگٹ تھا اس سال اسے کم کر دیا گیا ہے اور اس وقت مارکیٹ میں گندم کا ریٹ -/3000 روپے ہے۔ میں منسٹر صاحب سے پوچھوں گا کہ آپ نے یہ پالیسی کس طرح دی ہے؟ آپ کو پتا ہے کہ زمیندار کیا کرتے ہیں؟ کن مشکل حالات سے گزر رہے ہیں؟ آپ ادھر لاہور میں بیٹھ کر کس طرح کے فیصلے کر رہے ہیں؟ اگر آپ کو فیصلہ کرنا نہیں آتا تو کیا آپ نے کسی سینئر آدمی کو on board لیا ہے؟ آپ ان سے پوچھیں تو سہی کہ لوگ بے چارے کیا کر رہے ہیں؟ ہر طرح کی مہنگائی ہو گئی ہے، یہ بات درست ہے کہ پہلے جو نگران حکومت نے گندم درآمد کی ہے وہ موجودہ حکومت کے متعلقہ نہیں ہے لیکن یہ کس طرح درآمد کی گئی ہے؟ میں تو سمجھتا ہوں کہ پہلے اس بات کی انکوائری کرائی جائے اور جنہوں نے یہ گندم درآمد کی ہے ان کا بھی ملٹری ٹرائل کرایا جائے۔ اگر 9۔ مئی والوں کا ملٹری کورٹ میں ٹرائل ہو سکتا ہے تو ان لوگوں کا بھی ملٹری کورٹ میں ٹرائل کرایا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اگر آپ گندم کی cost of production پر جائیں تو ہر چیز کی قیمت دوگنی ہو گئی ہے لیکن آپ گندم کی قیمت کم کر رہے ہیں۔ پچھلے سال آپ نے زبردستی لوگوں سے گندم خریدی تھی، مارکیٹ میں گندم کا ریٹ -/5000 روپے فی من تھا لیکن آپ -/4000 روپے فی من میں خرید رہے تھے اور آج آپ نے -/3900 روپے فی من کر دیا ہے اور خریداری کا ٹارگٹ بھی کم کر دیا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ ہم وہ گندم لے کر کدھر جائیں؟ کیا ہم گندم لاہور میں آپ کے گھر میں لے کر جائیں؟ جی ٹی روڈ پر رکھیں یا پھر دریا میں پھینک دیں؟ لیکن مجھے یہ بتائیں کہ ہم گندم کدھر لے کر جائیں؟ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں منسٹر صاحب کی خدمت میں ایک شعر کہہ کر اجازت چاہوں گا۔

اشارہ تو مدد کا کر رہا تھا ڈوبنے والا
مگر یاران ساحر نے سلام الوداع سمجھا

جناب ڈپٹی سپیکر: سندھو صاحب! بہت شکریہ

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں گے ؟ آج کے ایجنڈے پر دو چیزیں اکٹھی تھیں ایک گندم اور دوسری لاء اینڈ آرڈر پر بحث تھی۔ میری تمام معزز اراکین سے گزارش ہے کہ آپ دونوں پر ایک ساتھ ہی بات کر سکتے ہیں۔ اب میں جناب رانا شہباز احمد خان کو دعوت دوں گا۔ جی، رانا شہباز صاحب!

جناب شہباز احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم O جناب سپیکر! ہمارے وزیر صاحب اپنی تقریر میں کہہ رہے تھے کہ میں آج ایک اہم میٹنگ چھوڑ کر آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ banks کے ساتھ معاملات چل رہے ہیں، آج میں نے دس یا بارہ banks کے نمائندوں کو بُلایا تھا اور ہماری ان کے ساتھ meetings چل رہی ہیں۔ آج 16۔اپریل ہے اور یہ وہ meetings ہیں جو کہ مارچ کے مہینے میں مکمل ہو جانی چاہئے تھیں۔ آپ meetings, meeting کھیل رہے ہیں جبکہ جو گندم کٹ چکی ہے اور مارکیٹ میں جا رہی ہے وہ -/2800 روپے یا -/3000 روپے فی من کے حساب سے فروخت ہو رہی ہے۔ یہ صرف زمیندار اور کسان کا معاملہ نہیں بلکہ یہ اس ایوان میں بیٹھے ہوئے دونوں اطراف کے معزز اراکین کا معاملہ ہے۔ یہ ہم سب کا معاملہ ہے۔ اگر آج کسان کو انصاف نہ ملا، کسان کو اپنی کھیتی کے مناسب پیسے نہ ملے اور اسے اپنی گندم کا مناسب rate نہ ملا تو وہ اپنی گندم کو آگ لگا دے گا۔ پہلے بھی دو مرتبہ کسانوں نے اپنی گندم کو آگ لگائی تھی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی حکومت اس کا خمیازہ پہلے بھی بُھگت چکی ہے۔ جب کسان کو اس کی گندم کی صحیح قیمت نہیں ملے گی، وہ تنگ آ جائے گا اور پنجاب کا کسان گندم کاشت کرنی چھوڑ دے گا تو پھر ہمیں گندم سونے سے بھی مہنگی ملے گی۔

جناب سپیکر! میں وزیر خوراک سے کہوں گا کہ آپ اس حوالے سے وزیر اعلیٰ صاحبہ سے ملیں۔ یہ IMF سے dictation لے رہے ہیں۔ پاکستان کے وزیر خزانہ ان دنوں امریکہ گئے ہوئے ہیں یہ ان سے بھی رابطہ کریں اور ان کو بتائیں کہ اگر حکومت نے کسانوں سے ان کی گندم مناسب قیمت پر نہ خریدی تو وہ احتجاج کے لئے سڑکوں پر آجائیں گے۔ جب کسان احتجاج کے لئے سڑکوں پر آئیں گے تو صرف تحریک انصاف ان کے ساتھ نہیں ہو گی بلکہ تمام جماعتیں کسان اور زمیندار کے ساتھ ہوں گی کیونکہ یہ 25 کروڑ لوگوں کی خوراک کا معاملہ ہے۔ وزیر صاحب کہہ رہے تھے کہ ہم نے ابھی اس حوالے سے اپنی کوئی پالیسی نہیں دی۔ میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ انہوں نے پالیسی دے دی ہے۔ انہوں نے دوبارہ پٹواری بٹھا دیئے ہیں اور ہر ایکڑ کے حساب سے باردانہ کے چھ bags دے رہے ہیں۔ پٹواری کسانوں کے ساتھ کھلواڑ کر رہے ہیں۔ میرے پاس کچھ لوگ آئے تھے اور انہوں نے کہا کہ آپ اپنے شناختی کارڈ کی کاپی دے دیں کیونکہ ہم نے آپ کے نام سے بوریاں لینی ہیں۔ انہوں نے زیادہ سے زیادہ 36 بوریاں دینے کی حد مقرر کی ہے۔ اگر کوئی کسان ٹریکٹر پر گندم کی 36 بوریاں لے کر ان کے سنٹر پر جائے گا تو 35 لٹر ڈیزل لگے گا یعنی گندم کی ایک بوری پر -/500 روپے صرف ڈیزل کی مد میں خرچ آئے گا جبکہ انہوں نے کرائے کی مد میں -/60 روپے سے کم کر کے -/30 روپے فی بوری کے حساب سے ادائیگی کرنے کا کہا ہے۔ اگر کوئی کسان گندم کی 400 بوریاں لے کر جائے گا تو اس کا خرچ کم ہو گا اور اگر وہ صرف 36 بوریاں لے کر جائے گا تو اس کا خرچ بہت بڑھ جائے گا۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ یہ ہوش کے ناخن لیں۔ پچھلے اٹھارہ مہینوں میں نگران حکومتوں نے ڈیزل، پٹرول، کھاد اور بجلی کی قیمتوں میں بے تحاشہ اضافہ کیا ہے۔ پہلے یوریا کھاد کی بوری -/2000 روپے میں ملتی تھی جبکہ آج -/7000 روپے میں مل رہی ہے۔ پہلے ڈی اے پی کھاد کی بوری -/4000 روپے میں مل رہی تھی اور آج -/16000 روپے میں مل رہی ہے۔ پٹرول اور ڈیزل -/120 روپے فی لٹر تھا اور آج -/300 روپے فی لٹر مل رہا ہے۔ اسی طرح بجلی کا یونٹ پہلے -/16 روپے کا تھا اور آج -/85 روپے کا ہو گیا ہے۔ یہ تمام تر اخراجات کر کے کسانوں نے گندم پیدا کی ہے۔ یہ کہہ رہے ہیں کہ ابھی تک گندم مارکیٹ میں نہیں آئی جبکہ گندم کی 4۔ اپریل سے کٹائی شروع ہو چکی ہے اور اب تک لاکھوں من گندم مارکیٹ میں آچکی ہے۔ سابقہ حکومت نے اپنی ناقص پالیسی کی وجہ سے باہر سے 22 لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدنے کی منظوری دی

تھی اور انہوں نے 22لاکھ کی بجائے 32لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدی ہے۔یہ گندم حکومت نے نہیں بلکہ پرائیویٹ لوگوں کے ذریعے خریدی گئی ہے۔انہوں نے وہ گندم خریدی تھی جو کہ مرغیوں اور گائے بھینسوں کی خوراک کے لئے استعمال ہوتی ہے۔انہوں نے سستی گندم خریدی ہے جو-/3200روپے فی من کے حساب سے خریدی گئی ہے۔یہ گندم انہوں نے نگہبان پروگرام کے تحت لوگوں میں تقسیم کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا شہباز صاحب!مہربانی کر کے wind up کر لیں۔

جناب شہباز احمد: جناب سپیکر!میں آخر میں وزیر خوارک سے صرف ایک بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ یہ میرے ہاتھ کسان کی طرف سے جُڑے ہوئے ہیں۔(معزز رکن نے باقاعدہ ہاتھ جوڑ کر کہا)خُدا کے لئے کسانوں کو ان کا حق دے دیں اور یہ گندم مناسب قیمت پر خرید لیں بصورت دیگر کسان تباہ ہو جائیں گے۔بہت مہربانی

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت شکریہ۔اب سید ذوالفقار علی شاہ صاحب بات کریں گے۔

جناب ذوالفقار علی شاہ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیمO بسم اللہ الرحمٰن الرحیمO جناب سپیکر! آج اس ہاؤس میں کوئی comedy of errors ہی چل رہا ہے اور مجھے احساس ہو رہا ہے کہ ہم لوگ کتنے عیاش ہیں۔میرے خیال میں ہمارے ایک دن کے اجلاس کا خرچہ تقریباً ڈیڑھ سے دو کروڑ روپے ہوتا ہو گا۔ایک طرف ہم کہتے ہیں کہ ملک میں financial crisis ہے تو اس چیز کو مد نظر بھی رکھا جائے۔آپ نے اگر ایک اجلاس بُلایا ہے تو اس میں seriousness ہونی چاہئے اور آپ کو return on value تو ملنی چاہئے۔ہاؤس کے حالات دیکھ کر مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ ہم تاریخ میں بڑے عیاش کہلائیں گے۔

جناب سپیکر!گندم کے حوالے سے بات کرتے ہوئے میں آپ کو خُدا خوفی دلاؤں گا۔ پاکستان کی سالمیت کا انحصار کسی ideal کے اُوپر نہیں بلکہ گندم کی فصل کے اُوپر ہے۔اگر یہ ملک قائم ہے تو یہ گندم کے اوپر قائم ہے۔یہ درست ہے کہ رازق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔اللہ کی طرف سے جو نعمت ملتی ہے اس کا شکر ادا کرنا چاہئے اور کفران نعمت نہیں کرنا چاہئے۔اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو رزق دیا ہے تو اس کو سنبھالیں۔میں یہ demand کرتا ہوں کہ اس رزق کو سنبھالا

جائے۔اگر آپ کے پاس fiscal space نہیں ہے تو پیدا کی جائے۔دیکھیں،وقت ایک جیسا نہیں رہتا۔حکومتی افسران پچھلے سال ہمارے گھروں میں گھسے ہوئے تھے۔میرے پاس اے۔سی، تحصیل دار اور پٹواری صاحب تشریف لائے۔انہوں نے کہا کہ ہم نے سُنا ہے کہ زمینداروں نے اپنے گھروں میں گندم ذخیرہ کی ہوتی ہے۔وہ آکر ہمارے گودام چیک کر رہے تھے۔میں نے ان سے کہا کہ آپ ہمیں کوئی لائسنس یا پرمٹ دیں گے کہ ہم اپنے کھانے کے لئے اتنی گندم گھر میں رکھ سکتے ہیں۔اگر اللہ نے آپ کو رزق دے دیا ہے تو پھر عیاشی نہ کریں اور کچھ خُدا خوفی کریں۔اپنے لوگوں کو نہ ماریں۔بار بار ایسے حالات نہیں ہوتے اور ہر سال گندم کی اچھی فصل نہیں ہوتی۔ایک طرف آپ کہتے ہیں کہ آپ کے پاس dollars نہیں ہیں،ہمارا balance of payment خراب ہو چکا ہے،ہماری exports کم اور imports زیادہ ہیں جبکہ دوسری طرف آپ باہر سے گندم منگوا رہے ہیں جو ادھر وافر مقدار میں پیدا ہوتی ہے۔آج آپ کہتے ہیں کہ ہم کسان سے گندم نہیں خرید سکتے کیونکہ banks کا interest rate بہت زیادہ ہے۔کسان بھی interest پر قرضے لے کر اپنی کاشت کاری کرتا ہے۔آپ fiscal space پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ہنگامی بنیادوں پر اس پر کام کیا جائے اور اس کو مذاق نہ سمجھیں۔یہ صرف ایک سیزن کی بات نہیں بلکہ یہ آنے والے وقتوں کی بات ہے۔ہمارا مذہب ہمیں بتاتا ہے کہ پہلے پانچ پانچ،سات سات سالوں کی preparation کی جاتی تھی۔بادشاہوں کو خواب آتے تھے کہ ایک وقت آئے گا جب گندم یا خوراک کی قلت ہو گی۔میں کہوں گا کہ خُدا خوفی کریں۔یہ وہ چیزیں ہیں جن کی وجہ پچھلی قوموں کو بندر بنا دیا گیا تھا۔پچھلی قوموں کے پاس جب رزق وافر ہوا تو انہوں نے اس کے ساتھ اپنی گندگی صاف کرنا شروع کر دی تھی اور اللہ تعالیٰ نے ان کو بندر بنا دیا تھا لہٰذا خدا کا خوف کریں۔ہمیں بتایا گیا ہے کہ ان چیزوں میں احتیاط کی ضرورت ہے۔آپ نے 25 کروڑ لوگوں کو روٹی دینی ہے لہٰذا ان چیزوں کو بہت سنجیدگی سے دیکھا جائے اگر ایسا نہ کیا گیا تو ایک بہت بڑا crises پیدا ہو جائے گا۔آپ کی جدھر سے بھی fiscal space بنتی ہے وہ پیدا کی جائے۔یہ ہمارے زمینداروں اور اس ملک کے لوگوں کی demand ہے کہ گندم کی procurement مکمل کی جائے۔کسان کے ساتھ یہ ظلم نہ کریں۔یہ ہم سب کے ساتھ ظلم ہو گا۔میں اس معزز ایوان اور اپنے علاقے کے لوگوں کی طرف سے درخواست کرتا ہوں کہ خدارا ہمارے ساتھ اس طرح کا

مذاق نہ کریں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو تاریخ میں ہمیں کفران نعمت کرنے والے لوگوں میں شمار کرے گی۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہ صاحب! بہت مہربانی۔ اب جناب جنید افضل ساہی تقریر کریں گے۔

جناب جنید افضل ساہی: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ یہاں پر قائد حزب اختلاف نے تفصیل کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ میں اس حوالے سے مختصراً دو تین چیزیں بتانا چاہوں گا۔ سب سے پہلے یہ کہوں گا کہ support price announce کرنے کا مقصد یہ ہے کہ کسان کو یہ surety ہو کہ اسے اس جنس کو فروخت کرنے میں اگر کوئی نقصان ہو گا تو وہ سرکار پورا کرے گی۔ اگر منسٹر صاحب چاہیں گے تو میں ان کو bifurcation کے ساتھ اعداد و شمار دے دوں گا۔ آج کے دن میں میری اپنی per acre cost of production i.e. one lac 69 thousand and 675 rupees ہے اور پنجاب میں 40 من فی ایکڑ اچھی average سمجھی جاتی ہے اگر وہ آ جائے تو آج جس طرح بھچر صاحب نے فرمایا کہ گندم پچیس سو سے تین ہزار روپیہ فی من فروخت ہو رہی ہے اگر اس ریٹ پر گندم فروخت کی جائے تو per acre میرا net loss 34,675 روپے ہے۔ آپ مجھے بتائیے کہ سرکار ہماری کون سی support کر رہی ہے کہ ان کی مہربانی کی وجہ سے ساڑھے 34 ہزار روپیہ فی ایکڑ ایک کسان کو نقصان ہو گا۔ یہاں پر جب بھی بات کی جاتی ہے تو ہمارے کسانوں کے لئے بڑے fancy قسم کے الفاظ استعمال کئے جاتے ہیں۔ ہمیں زمین دار، کاشتکار، چودھری اور landlord کہہ کر مخاطب کیا جاتا ہے یہ صرف ہمارے اندر پُھوک بھری جاتی ہے۔ اس پُھوک کی وجہ سے ہم گزشتہ 74 سال سے ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں۔ ہم اپنی آنے والی نسلوں کا مستقبل سوچے سمجھے بغیر اس عوام کا پیٹ بھرنے کے لئے زمیندارا کر رہے ہیں۔ یہاں پر سب دوستوں نے cost of production کی بات کی تو جب ہم گندم تیار کر رہے تھے تو ہر چیز کا rate double تھا تب سرکار سوئی رہی اور جب زمین دار سے فصل خریدنے کی باری آئی ہے تو اتنا کم ریٹ طے کر دیا گیا اور اُس ریٹ پر بھی حکومت گندم خریدنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ میں یہاں پر آپ کو یہ بھی بتاتا چلوں کہ اگر کسان سے 39 سو روپے فی من بھی گندم خرید کی جائے پھر بھی کسان کو کوئی بچت نہیں آتی۔ یہاں پر آپ فرما رہے ہیں کہ ہم شوگر ملز کی طرح نئی پالیسی لے

کر آ رہے ہیں ابھی یہاں بھچر صاحب نے فرمایا کہ ہم 18 فیصد پر کیوں آئے تو میں اُس کی reason بتاتا ہوں کہ زراعت کا بیڑا غرق کرنے کے لئے ہر دَور میں حکومت نے جو پالیسی بنائی وہ شوگر ملز اور فلور ملز مالکان کے لئے تھی۔ ہمارے ساتھ شوگر ملز مافیا نے ابھی جو کیا ہے گزشتہ اکتوبر نومبر میں ہمارے کسانوں نے جب شوگر ملز کو اپنا گنا دیا وہ آج کے دن تک پیسوں کے لئے دربدر ٹھوکریں کھاتے پھر رہے ہیں لیکن وہ پیسے نہیں مل رہے۔

جناب سپیکر! لگ بھگ چھ مہینے سے اوپر ہونے کو ہیں اور کسان نے ایک سال پہلے سے جو خرچہ کیا ہوا ہے کسان کو اپنا وہ خرچہ واپس نہیں ملا۔ آج جب یہ سرکار گندم لینے سے انکار کرے گی اور ہمیں پھر فیکٹری مالکان کے پاس جانا پڑے گا تو یقین مانیے جو کسان پچھلے چھ مہینے سے شوگر کین کے پیسوں کے لئے ذلیل و خوار ہو رہا ہے تو کسان اپنی گندم کے پیسوں کے لئے انہیں فلور ملوں کے آگے اپنی ایڑیاں رگڑنے پر مجبور ہوں گے لیکن اُسے پیسے نہیں ملیں گے اور سرکار کے کانوں پر جُوں تک نہیں رینگے گی۔

جناب سپیکر! ہم بچپن سے یہ فلسفہ سُنتے آئے ہیں کہ ریاست ماں کے جیسی ہے لیکن میں معذرت کے ساتھ کہوں گا کہ یہ حکومت اور یہ ریاست کسانوں کے لئے ماں یا سوتیلی ماں تو دُور کی بات ہے یہ سرکار ماں کی گالی بن چکی ہے۔ یہ ریاست ہم کسانوں کے ساتھ جو سلوک کر رہی ہے اور یہاں پر جیسے باقی دوستوں نے بھی بات کی اور قائد حزب اختلاف نے بھی کہا کہ کسان کو جب گندم کی کاشت کے پورے پیسے ہی نہیں ملیں گے منافع تو دُور کی بات ہے تو آپ مجھے بتائیے کہ کسان اگلے سال گندم کیسے کاشت کرے گا اور اگلے سال اگر گندم کاشت نہ ہوئی تو سٹیٹ بنک میں آپ کا جو dollar reserve ہے وہ آپ کے سامنے ہے تو میں معذرت کے ساتھ وزیر صاحب کو بتانا چاہوں گا کہ اگلے سال یہ پنجاب کی عوام کو مٹی کھلانے پر مجبور ہوں گے۔

جناب سپیکر! یہاں پر جناب ذوالفقار شاہ صاحب نے trade balance کی بات کی میں اُس کو second کرتے ہوئے صرف اتنا کہوں گا کہ ریاست کی ہمیشہ پالیسی import substitution کی ہوتی ہے۔ ہم واحد زرعی ملک ہیں جو زرعی اجناس import کر کے خوش ہو رہے ہیں اور اپنے کسانوں کی گندم کا بیڑا غرق کر رہے ہیں۔ میں آپ سے صرف یہ مطالبہ کروں گا کہ ان کو تھوڑا سا سمجھائیے اور ان کو بتائیے کہ یہ support price ناکافی ہے۔ 39 سو روپے میں

کسان کو گھر میں گندم نہیں پڑ رہی تو اس support price میں تھوڑی سی بہتری کا فیصلہ کریں اور کسانوں کی گندم کی خود ریاست خریداری کرے اور ریاست payment ensure کرے۔ اُس کے بعد چاہے یہ فلور ملز کو دیں یا افغانستان بیچیں یہ ان کا مسئلہ ہے لیکن کسان کو بچائیں کیونکہ اگر کسان نہ بچا تو خدانخواستہ اگلے سال یہاں پر قحط سالی ہو گی۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ساہی صاحب! بہت شکریہ۔ جی، رانا محمد سلیم صاحب!

رانا محمد سلیم: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ ہماری حکومت نے کسانوں کے لئے سولر و زرعی آلات اور طالب علموں کے لئے موٹر سائیکلیں دینے کا بہت اچھا اعلان کیا ہے۔ اسی طرح رمضان شریف میں حقداروں کو راشن دیا ہے اس سے ہماری حکومت کی بہت نیک نامی ہوئی ہے لیکن گندم کی پالیسی کی وجہ سے ہماری حکومت کی یہ ساری نیک نامی ضائع ہونے جا رہی ہے۔ آپ کی وساطت سے وزیر خوراک سے میری گزارش ہے کہ اس پالیسی پر نظر ثانی کی جائے۔ پچھلی نگران حکومت میں سیکرٹری خوراک نے اچھی پالیسی نہ دی جس کی وجہ سے گندم گوداموں میں پڑی رہی اور private sector نے باہر سے گندم import کی جو لوگوں کے کھانے کے کام آتی رہی اور ہماری اپنی گندم گوداموں میں ہی پڑی رہی۔ اب بات یہ ہے کہ گندم سٹور کرنے کا مسئلہ ہے یا bank markup کا مسئلہ ہے جو وزیر موصوف نے کہا ہے کہ 6 ارب روپیہ ماہانہ bank markup ہے۔ میری یہی گزارش ہے کہ کسان کو ساتھ بٹھا کر اس پالیسی پر نظر ثانی کریں اور اس کا حل نکالیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ bank markup کے علاوہ کوئی اور issue نہیں ہے تو اس markup کا حل نکالیں اور کسانوں کو ساتھ بٹھا کر گندم کے ریٹ پر bargaining کریں۔ آپ بھی زمیندار ہیں لہٰذا آپ کو بھی پتا ہے اور وزیر موصوف کو بھی پتا ہے کہ ہر ضلع اور ہر تحصیل میں بہت سے ایسے دیہات ہیں جو ابھی computerized نہیں ہیں تو اُن دیہات کے کسان کہاں جائیں تو کوئی ایسا طریق کار بنائیں کہ وہ بھی اپنی گندم کے لئے باردانہ لے سکیں۔ اس عید پر جو لوگ مجھے عید ملنے آئے انہوں نے میرے کان میں کہا کہ سائیں! ہم نے اتنی گندم کاشت کی ہوئی ہے ہمیں اتنا باردانہ لازمی دینا ہے ورنہ ہمارے گاؤں میں مت آنا۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے تو میں وزیر موصوف سے اور حکومت پنجاب سے بھی درخواست کرتا ہوں بلکہ منت کرتا ہوں کہ اس مسئلے پر عوامی نمائندوں اور

کسانوں کے ساتھ بیٹھ کر بات کریں۔ دو قدم ہم پیچھے ہٹیں اور دو قدم یہ آگے بڑھیں تاکہ پنجاب بھی بچے، ملک بھی بچے اور ملک کا کسان بھی بچے کیونکہ اگر حکومت یہ گندم نہیں لے گی تو اگلی فصل کسان کیسے کاشت کرے گا؟ میری یہ تجویز ہے کہ حکومت ساری گندم خرید کرے ابھی کسان کو 50 فیصد کی ادائیگی کر دے اور باقی رقم کے لئے کسان کے ساتھ بیٹھ کر bargaining کرے جیسے جیسے کسان اگلی فصل کاشت کرتا جائے تو اُس کو حکومت باقی پیسوں کی ادائیگی کرتی جائے تاکہ یہ ملک بھی چلے، پنجاب بھی چلے، میرا کسان بھی چلے، میرے کھیت کھلیانوں میں اگلی فصل کی ہریالی ہو، ہر جگہ پھول ہوں، سبزہ ہو اور یہ ملک خوش حال ہو۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ جی، جناب حسن علی صاحب!

جناب حسن علی: جناب سپیکر! شکریہ۔ بابا فرید صاحب کا پنجابی کا ایک شلوک ہے کہ

پنج رکن اسلام دے تے چھیواں فرید اٹک (ٹکڑا روٹی)

جے نہ لبھے چھیواں تے پنج ای جاندے مُک

جناب سپیکر! روٹی کی قدر و منزلت بہت زیادہ ہے۔ میں یہاں سب کو بتانا چاہوں گا کہ جو غربت ہوتی ہے وہ افلاس کے اصول تک بھلا دیتی ہے۔ میں کسانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے تقریباً ڈیڑھ ماہ سے ہر جگہ کسانوں کے معاشی استحصال کی بات کر رہا ہوں۔ آج ہدف کا مسئلہ آیا ہے لیکن میں پہلے سے ہی متنبہ کر رہا تھا کہ روس اور یوکرائن سے آئی گندم کسانوں کو کھا جائے گی۔

جناب سپیکر! انڈیا میں کسان جس طرح سے خودکُشیاں کر رہے ہیں اس کی بنیادی وجہ آڑھتی ہیں۔ کسان آڑھتی کے نیچے اس حد تک لگے ہوئے ہیں کہ نسل در نسل اسی طرح کچلے جا رہے ہیں۔ اللہ معاف کرے یہاں پر بھی وہی حال ہونے جا رہا ہے۔ ہمارے کسان خوشحال تھے تو پاکستان خوشحال تھا مگر جس طرح سے کسان قرضہ لے کر آڑھتی سے 13500 روپے میں DAP اور 7000 روپے میں یوریا لیتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں پہلے repeat ہو چکی ہیں۔ اس پر سونے پر سہاگا لاکھوں یونٹس ایڈجسٹمنٹ کے اندر ڈال دیتے ہیں جس کی آج کل FIA انکوائری کر رہی ہے۔ کسانوں کو اضافی یونٹس ڈالے جاتے رہے ہیں اور کسانوں کو فی یونٹ 35 سے 40 روپے بجلی دی جاتی رہی۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے منسٹر صاحب سے یہ بات کرنا چاہوں گا کہ انہوں نے applicants کا ذکر کیا ہے۔ آپ خود زمیندار ہیں، آپ کو معلوم ہے کہ ہمارے کسان Apps کو کتنا سمجھتے ہیں۔ یہاں کسان کس طرح Apps کے ذریعے اپنی رجسٹریشن کروا سکتا ہے۔ آپ فی ایکٹر صرف 6 بوریاں دے رہے ہیں۔ آپ باردانہ کا ریٹ ڈیڑھ سو روپے پر لے گئے ہیں۔ میں باتیں repeat نہیں کروں گا مگر یہاں پر بڑی اہم بات یہ ہے کہ آپ نے اگر اس طرح کا کوئی فیصلہ کرنا تھا تو پالیسی پہلے سے مرتب کرنی چاہئے تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہمارے اجلاس کا 4:00 بجے سہ پہر تک کا وقت تھا۔ اب اجلاس کی کارروائی کے لئے آدھ گھنٹہ کا وقت بڑھایا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی کے لئے آدھ گھنٹہ کا وقت بڑھایا گیا)

جناب حسن علی: جناب سپیکر! یہاں بنیادی بات کرنے والی یہ ہے کہ سندھ نے تو گندم کی امدادی قیمت 4200 روپے فی من رکھی ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم 4200 روپے نہیں کر رہے۔ ہم کوئی 5000 یا 6000 روپے کا نہیں کہہ رہے کم از کم 4200 روپے فی من قیمت تو مقرر کرتے۔ کسان سندھ کا ہو یا پنجاب کا ہو کسان تو ایک جیسے ہیں ان کا خرچ تو ایک جیسا ہی آ رہا ہے۔ میری صرف یہی گزارش ہے کہ اگر آپ واقعی ریٹ کم کرنا چاہتے ہیں تو آپ DAP کو 5000 روپے پر لے آئیں اور یوریا کو 3000 روپے پر لے آئیں۔ آپ ہمیں بجلی کا یونٹ انڈیا کی طرح 7 روپے میں دے دیں تو بے شک گندم کی قیمت 2000 روپے فی من پر لے آئیں۔ اگر کسان خوشحال رہے گا تو پاکستان خوشحال رہے گا مگر یہ جس طرح کی پالیسیاں بنا اور اپنا رہے ہیں وہ درست نہیں ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ حکومتی بنچوں پر بیٹھے ہوئے لوگ بھی بہت زیادہ فکر مند ہیں۔ انہیں عوام گھروں میں بیٹھنے نہیں دیں گے۔ اس چیز پر بیٹھ کر مفصل پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترم سید عامر علی شاہ صاحب!

سید عامر علی شاہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرے دوستوں نے پہلے ذکر کیا ہے کہ گندم کا 4۔اپریل سے season شروع ہو چکا ہے۔ میں اپنے وزیر صاحب کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارے پاس تحصیل احمد پور شرقیہ میں 4۔اپریل سے harvesting شروع ہو چکی ہے۔ اس سال فی ایکٹر

پیداوار 50 سے 60 من کے درمیان آ رہی ہے۔ اس وقت موقع پر گندم کا 3200 روپے فی من ریٹ چل رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے عرض کرتا ہوں کہ پرسوں میں نے خود اپنے چھ ٹیوب ویلز کے بل بھرے ہیں اور 450 من گندم 3200 روپے فی من کے حساب سے بیچی ہے جبکہ 11 لاکھ 85 ہزار روپے کے بل تھے۔ پچھلے سال ہم نے 3200 روپے میں یوریا، 8500 روپے میں DAP لی تھی، 5800 روپے میں نائٹروفاس اور 2800 روپے میں گوارا ملی تھی۔ اس سال ڈیزل 280 کے قریب تھا بلکہ اب اس کی قیمت مزید بڑھ گئی ہے لیکن ہماری گندم 3200 روپے فی من خریدی جا رہی ہے۔ ہمارے وزیر صاحب نے جو پالیسی دی ہے اس پر نظر ثانی کریں کہ 6 بوری فی ایکڑ کے حساب سے 6 ایکڑ کے کاشتکار سے گندم خرید کریں گے۔ اب جس کی گندم 200 یا 250 ایکڑ کاشت ہے تو وہ کہاں پر اپنی گندم بیچے گا؟ کیا وہ لائن میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ آپ مہربانی کر کے اس پر نظر ثانی کریں اور ایک open policy کریں تاکہ تمام کسانوں کے لئے آسانی ہو بجائے اس کے کہ ہم کسانوں کے لئے مشکلات پیدا کریں۔

جناب سپیکر! پچھلے سال کی قیمت 3900 روپے تھی وہی رکھی گئی ہے۔ اگر آپ قیمت بڑھا نہیں سکتے تو کوئی بات نہیں کم از کم گندم کو خریدنے میں تو آسانی پیدا کریں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ ہم اور آپ ایک ہی ضلع سے ہیں۔ جیسے ہی باردانہ ملنا شروع ہو گا تو 393 سنٹرز میں سے ہر سنٹر پر جلوس ہوں گے اور لوگ ہماری حکومت اور اس ایوان کے خلاف آوازیں اٹھائیں گے۔ وہ کہیں گے کہ ہم لوگ یہاں پر بیٹھ کر کیا کر رہے ہیں۔ ہمارے بھائی وزیر صاحب نے interest rate اور markup rate کے متعلق بتایا ہے۔ ہم لوگ 28/27 فیصد پر پرائیویٹ بنکوں سے قرض لے کر فصل کاشت کرتے ہیں۔ ہم لوگ بھی interest pay کرتے ہیں۔ آپ مہربانی کریں اور نظر ثانی کریں اور تمام کاشتکاروں کے لئے open policy کر کے ان کے لئے آسانیاں پیدا کریں۔ انہوں نے 3 لاکھ درخواستوں کا بتایا ہے کہ App کے ذریعے ہوئی ہیں تو میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم تو WhatsApp message نہیں کر سکتے تو ہم App کیسے استعمال کریں گے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے درخواستیں upload کر دی ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ دلاؤں گا کہ ہمارے علاقہ میں آپ کا اور ہمارا علاقہ ایک ہے اشرف شوگر مل اور RYK شوگر مل ہے۔ اشرف شوگر مل نے 27 جنوری سے آج تک گنے کی payment نہیں کی اور کسان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ کاشتکار مل پر جاتے ہیں تو وہاں پر تمام gates بند ہوتے ہیں۔ انہوں نے جب گنا خریدنا ہوتا ہے تو ان کے MD،GM اور تمام لوگ وہاں پر آکر ملتے ہیں اور راستے میں معلوم نہیں کیا کیا خوشامد کرتے ہیں۔ آج ہم لوگ اپنے گنے کے پیسے لینے کے لئے پریشان ہیں کہ وہاں پر ہماری بات سننے والا کوئی نہیں ہے۔ وہاں مل کا دروازہ کوئی نہیں کھولتا۔ انہوں نے 27 جنوری سے ادائیگی بند کی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! Wind up کریں۔

سید عامر علی شاہ: جناب سپیکر! میں اب لاء اینڈ آرڈر پر یہ بات کرنا چاہتا ہوں۔ آپ کی تو سن لیتے ہوں گے ہماری تو کوئی نہیں سنتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے باقی ساتھیوں نے بھی بات کرنی ہے۔

سید عامر علی شاہ: جناب سپیکر! میں پیپلز پارٹی کی طرف سے اکیلا ہی بات کر رہا ہوں اور کوئی نہیں بول رہا۔ آپ مجھے بولنے کا تو وقت دے دیں۔ میں ایک بجے سے بیٹھا ہوں۔

جناب سپیکر! تحریک انصاف کی پچھلی حکومت میں ہمیں 72 گھنٹوں کے اندر گنے کی payment ہو جاتی تھی۔ آج تین ماہ ہو گئے ہیں اور ہمیں اپنے گنے کے پیسے نہیں مل رہے۔ ہم کہاں پر جا کر بات کریں۔ ہمیں ڈپٹی کمشنر کہتا ہے کہ ہماری کون بات سنتا ہے یعنی ہماری کوئی بات سننے کو تیار ہی نہیں ہے۔ میں نے آپ کو بھی کئی بار کہا ہے کہ آپ فون کر دیں۔ آپ کی مہربانی ہے کہ آپ بات سن لیتے ہیں اور آگے بات کر لیتے ہیں۔ ہماری اور کوئی بات نہیں سنتا۔ اگر یہاں بھی ہم بات نہیں کریں گے تو کون ہماری بات سنے گا۔

جناب سپیکر! پرسوں ہمارے علاقہ کے لوگ دوائی لینے کے لئے ہسپتال گئے تو وہاں سے موٹر سائیکل چوری ہو جاتی ہے۔ ہم کس لاء اینڈ آرڈر کی بات کریں۔ ہسپتالوں سے موٹر سائیکل چوری ہو رہی ہیں، راہزنی ہو رہی ہے اور ان تمام کی وجہ بے روزگاری ہے۔ ہمارے ملک میں دن

بدن inflation اور بے روزگاری بڑھتی جا رہی ہے۔ یہاں زمیندار کا کوئی پُرسان حال نہیں ہے۔ سرائیکی کی ایک مثال ہے کہ:

"ہن تے توے توں روٹی آ کے چھک ویسے" سائیں کیا توے سے روٹی کوئی اٹھا کر لے جائے اور ہم دیکھتے ہی رہ جائیں۔ آپ مہربانی کریں اور ہمارا خیال کریں۔ آج محکمہ تعلیم کے وقفہ سوالات میں یہاں وزیر تعلیم موجود نہیں تھے اور نہ سیکرٹری تعلیم موجود تھے۔ یہاں ایوان میں دلچسپی یا ہماری اہمیت کا اندازہ ہمیں ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے وزیر صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ گندم کی policy پر مہربانی کر کے review کریں اور open policy کریں۔ آپ ہاؤس کی وساطت سے اشرف شوگر مل اور RYK شوگر مل کو نوٹس دیں یا Cane Commissioner سے کہیں کہ زمینداروں کی payments کرائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! آپ وزیر خزانہ اور وزیر خوراک سے میٹنگ کریں۔ آپ میرے پاس بھی تشریف لے آئیں۔ آپ کے جو بھی تحفظات ہیں ان کو انشاء اللہ دور کیا جائے گا۔

سید عامر علی شاہ: جناب سپیکر! آپ میرے بھائی ہیں۔ میرے اکیلے کے تحفظات نہیں ہیں بلکہ یہ سب کے مشترکہ تحفظات ہیں۔ میری تو شوگر مل کی کوئی payment نہیں ہے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شاہ صاحب! بہت شکریہ۔ جی، محترم اعجاز شفیع صاحب!

چودھری محمد اعجاز شفیع: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔ جناب سپیکر! حبیب جالب کا شعر ہے کہ:

یہ دیس ہے اندھے لوگوں کا
اے چاند یہاں نہ نکلا کر

جناب سپیکر! یہاں 8 سے 10 حکومتی ممبران نے اسی issue پر بات کی ہے۔ آپ اندازہ لگائیں کہ کسی نے بھی وزیر اعلیٰ صاحبہ اور وزیر خوراک کی پالیسی سے اتفاق نہیں کیا ہے۔ ان کی ساری پالیسی جھوٹ کا پلندہ ہے۔ زراعت اس ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے پاکستان تحریک انصاف نے ہمیشہ پاکستان کی عوام اور سب سے بڑھ کر کاشتکار کی بات کی ہے۔ ہمیں ہمیشہ چپ کروا دیا جاتا

ہے آپ دیکھ لیں ان کی پالیسی پر حکومتی اراکین بھی تنقید کر رہے ہیں۔ جو نقوی setup تھا وہ سارا ان کا میل ملاپ تھا یہ ساری ان کی گٹھ جوڑ حکومت تھی۔ اس گٹھ جوڑ حکومت کا audit ہونا چاہئے۔ میں نے تو اپنی بجٹ speech میں بھی کہا تھا کہ ایگریکلچر کا بجٹ سب سے کم رکھا گیا ہے یہ کسان دوست نہیں کسان دشمن حکومت ہے۔ آپ دیکھیں ہمارا ایک ایگریکلچر ملک ہے اور گندم باہر سے import کی جا رہی ہے۔ میرے ضلع رحیم یار خان میں 2023 میں 69 ہزار 300 :ایکڑ گندم کاشت ہوئی تھی۔ آج 2024 میں 71 ہزار 500 ایکڑ گندم کاشت ہوئی ہے کیونکہ کاشتکار کو تھا کہ شاید گندم کی price اچھی مل جائے گی price خاک اچھی ملنی ہے۔ ہر سنٹر میں پٹواری بیٹھے ہوئے ہیں اور دوسرا ان کے پٹواری کارکن سنٹر پر جا کر ان پٹواریوں سے گندم کا باردانہ لے کر sale کر رہے ہیں۔ جو اصل کاشتکار ہے جس نے اس گندم کو دن رات ایک کر کے پالا ہے اس کو 2500 سے 2800 روپے ریٹ مل رہا ہے۔ ہماری حکومت نے 2022 میں جس پر ہمیشہ تنقید کرتے ہیں 35 سال ہو گئے اس صوبے کو یہ لوگ کھا رہے ہیں۔ ہمیں صرف تین سال ملے تھے میں چھوٹا سا analysis آپ کو دے رہا ہوں۔ 2022 میں ڈیزل کا ریٹ 166 روپے تھا، ڈی اے پی تھی 12000 روپے اور یوریا 2300 روپے تھی جب کے گندم کا ریٹ تین ہزار تھا۔ اب 2024 میں پھر انہی آلِ شریف کی حکومت میں ڈیزل کا ریٹ 290 روپے، ڈی اے پی 19 ہزار اور یوریا 5000 روپے اور آج گندم کا ریٹ 2500 روپے ہے۔ ہماری حکومت تو صرف تین سال رہی ہے 35 سال سے آپ لوگوں نے اس ملک کو لوٹا ہے اور میں آپ کو ریکارڈ سے یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ عمران خان کی حکومت میں سب سے زیادہ اگر ایگریکلچر ریسرچ میں پیسا رکھا گیا تھا۔ آج بھی یہ ریکارڈ کا حصہ ہے اس پر بحث کروالیں اور دیکھ لیں کہ تین سال صرف ہماری حکومت رہی اور ان کے 35 سال اور اب پھر دوبارہ دو سال ان کے جو caretaker مل ملاپ حکومت وہ اور آج پھر سے ان کی حکومت ہے۔ جب بھی ان کی حکومت آئی ہے اس میں کاشتکار کو تباہ و برباد کیا گیا ہے۔ میرا ضلع رحیم یار خان ہے پاکستان کی سب سے زیادہ ٹاپ کوالٹی کاٹن رحیم یار خان کی تھی۔ آج وہاں آلِ شریف نے تین شوگر ملز انسٹال کر دی ہیں۔ انہوں نے رحیم یار خان میں شوگر ملز اس لئے انسٹال کی ہیں۔ جہاں پر یہ پہلے شوگر مل انسٹال تھی وہاں پر شوگر ریکوری پانچ فیصد تھی۔ وہاں کے لوگوں کو پیسے نہیں دیئے گے ان کو لوٹا گیا چوہدری شوگر مل نے آج اربوں روپے وہاں لوگوں

کے دینے ہیں۔ ایک غریب کاشتکار کے ساتھ وہاں غنڈہ گردی کیا ہو رہی ہے۔ اس کو CPR ریٹ 5 سو روپے دیا گیا ہے جب وہ بنک گیا ہے تو 80 روپے کٹوتی کر کے اس کا ریٹ 420 روپے کر دیا گیا۔ جی آپ کی quality ٹھیک نہیں تھی اس لئے 420 ریٹ کر دیا ہے اوہ بھائی آپ کی sampling ہو گئی ہے آپ کی ٹرالی اندر enter ہو کر unload ہوئی ہے اس وقت تو آپ کو اس کی quality یاد نہیں تھی۔ جب تک آپ غریب کاشتکار کے ساتھ یہ ظلم کر رہے ہیں خدارا ہوش کے ناخن لیں کیونکہ اگر یہ کاشتکار تباہ ہوا تو ویسے بھی پی ایم ایل این اپنے آخری دور سے گزر رہی ہے یہ سسکیاں اور آہیں لے رہی ہیں اور ان شاءاللہ تعالیٰ یہ دفن ہو جائے گی یہ اس کا آخری tenure ہے۔ آخر میں ایک شعر پڑھ رہا ہوں:

جس کھیت سے دہکان کو میسر نہ ہو روزی
اس کھیت کے ہر خوشہ گندم کو جلا دو

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، عمر فاروق صاحب!

جناب عمر فاروق ڈار: جناب سپیکر! میں آپ کا دل سے شکر گزار ہوں۔ اللہ کے فضل سے گوجرانوالہ کی عوام کی نمائندگی کر کے میں حلقہ پی پی-64 سے منتخب ہو کے اس پارلیمنٹ میں آیا ہوں۔ گوجرانوالہ الحمدللہ میاں نواز شریف کا قلعہ تصور کیا جاتا ہے۔ ہر دفعہ ہم نے اللہ کے فضل سے کلین سویپ کیا ہے جب ہماری حکومت آتی ہے تو پورے گوجرانوالہ کی توقعات ہوتی ہیں اور انہیں پتا ہوتا ہے کہ اسی دور میں گوجرانوالہ کے کام ہوں گے۔ پچھلے چار سال میں ہمارے شہر کو اسی چیز کی سزا دی گئی کہ ہم نے 2013 میں بھی 2018 میں بھی کلین سویپ کیا اور اب بھی ہماری توقعات ہیں اللہ کے فضل سے میاں نواز شریف کی قیادت میں ہی مسائل حل ہوں گے۔ گوجرانوالہ میں اگر ایک اینٹ بھی لگی ہے تو وہ مسلم لیگ نون کی حکومت نے لگائی ہے میں اپنے اپوزیشن کے دوستوں کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ آج آپ کو گوجرانوالہ کا غم بڑا نظر آ رہا ہے کاش آپ اس چار سال کے شغل میلے کے دور میں بھی عوام کی فلاح کی بات کرتے غریب کے نام پر آپ ووٹ لے کر آتے ہیں اور انہوں نے چار سالوں میں غریب کا ستیاناس کر دیا ہے پاکستان کو ڈیفالٹ پر پہنچا دیا ہے، اداروں پر انہوں نے حملے کروا دیئے ہیں، غریب کو انہوں نے لوٹا ہے غریب کی اگر

کوئی حکومت ہے تو وہ میاں نواز شریف کی حکومت ہے اور اس کے ساتھ ہی اس ٹائم جو گوجرانوالہ میں سول ہسپتال کے جو حالات چل رہے ہیں میں اپنی حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ سول ہسپتال کو upgrade کر کے state of the art بنایا جائے بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: عمر صاحب بہت شکریہ۔ جی، جناب وقاص مان تشریف رکھتے ہیں۔ جی!

جناب وقاص محمود مان: جناب سپیکر! بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ایاک نعبد وایاک نستعین پنجاب کی 62 فیصد آبادی زراعت سے منسلک ہے چائنہ کی فی ایکڑ پیداوار ہم سے ڈبل ہے اور انڈیا کی جو فی ایکڑ پیداوار ہم سے 25 فیصد زیادہ ہے۔ میں صرف تین چار منٹ لوں گا وزیر خوراک اگر mind نہ کریں تو کچھ suggestions دینی ہیں بس وہ سن لیجئے گا کسان صرف زمین کا مالک نہیں ہے اور بہت سارے لوگ ایسے ہیں جو اس شعبے سے وابستہ ہیں جو زمین ٹھیکے پر لیتے ہیں اور trends چلے آ رہے ہوتے ہیں کہ پچھلے سال گندم کا rate یہ تھا اور حکومت نے ڈنڈے کے زور پر کسانوں سے گندم خریدی۔ زمین کے ٹھیکے بڑھ گئے ہیں اور لوگوں نے ایڈوانس ٹھیکے دے کر زمینیں ٹھیکے پر لے لیں اور اخراجات کر لئے۔ ڈی اے پی اور یوریا کھاد، بجلی اور ڈیزل کی قیمتیں بہت زیادہ ہیں۔ آپ کی inputs بہت زیادہ ہو گئی ہیں اور اِسی حساب سے اُنہوں نے خرچے کر لئے ہیں۔ اب حکومت کہتی ہے کہ ہم اِس گندم کو خریدیں گے یا نہیں خریدیں گے جبکہ وزیر موصوف نے کہا کہ مجھے numbers نہیں پتا کہ کِس number میں ہم گندم خریدیں گے تو میں اِن سے یہ سوال کرنا چاہتا ہوں کہ آپ kindly جواب ضرور دیجئے گا کہ آپ کو یہ نہیں پتا کہ آپ نے گندم کِتنی خریدنی ہے لیکن یہ بتایئے گا کہ کِتنی بوری باردانہ خرید لیا ہے جو کہ آپ کسانوں کو distribute کرنا ہے کیونکہ گندم تو مارکیٹ میں آ چکی ہے اور اگر آپ نے ابھی تک باردانہ نہیں لیا تو اِس سے اِن کی seriousness کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر! گنے کے کاشتکار کو ابھی تک پیسے نہیں ملے اور گنے کی ملیں شاید سب سے زیادہ "شریف خاندان" اور "زرداری خاندان" کی ہیں جو کہ غریب کسانوں کو گنے کے پیسے نہیں دے رہے جبکہ گنے کو استعمال کر کے اپنا منافع کما رہے ہیں۔ میں اِنہیں کچھ تجاویز دینا چاہوں گا جن

میں سب سے پہلے یہ اپنے اخراجات کم کریں۔ ہمارے ملک کو radical changes کی ضرورت ہے اور یہ cosmetics اور "ٹک ٹاک" سے کام نہیں چلے گا۔

جناب سپیکر! میں برطانیہ میں رہا ہوں اور آپ لوگوں نے بھی یورپ اور امریکہ دیکھا ہو گا اور ان ممالک کی مثالیں دیتے ہیں کہ وہاں پر سرکاری افسران کو گاڑیاں نہیں دی جاتیں اور سرکاری افسران کو سرکاری گھر نہیں دیئے جاتے جبکہ ہم یہاں پر بہت زیادہ عیاشی میں مبتلا ہیں۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے جتنے ادارے ہیں، آپ کے کچھ ایسے ادارے ہیں جن کی field jobs ہیں اور اِس کے علاوہ جو سرکاری افسران دفتری jobs کرتے ہیں جنہیں گاڑیاں دی ہوئی ہیں اور انہوں نے صبح گھر سے نکل کر دفاتر چلے جانا ہے اور دفاتر سے واپس آ جانا ہے تو میرے خیال میں گندم کا جتنا یہ گردشی قرضہ بتاتے ہیں تو اِن گاڑیوں کی قیمت اُس سے زیادہ ہے۔ آپ اِن افسران کو travelling allowance دے دیں اور اُن کو house allowance اُن کی job کے مطابق دے دیں۔ کسی کا ایک لاکھ روپے بنتا ہے، دو لاکھ روپے بنتا ہے یا پانچ لاکھ روپے بنتا ہے وہ انہیں دیں لیکن اِن گاڑیوں کو اور اِن سرکاری گھروں کو نہ بنائیں اور نہ ہی اِن کے اوپر investment کریں بلکہ وہ investment پاکستان کے غریب آدمی پر کریں اور پاکستان کے کسانوں پر کریں۔

جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے کہا کہ اُنہوں نے bankers کے ساتھ ایک میٹنگ کی اور bankers نے کہا کہ انہیں جو loan لینا پڑے گا اس کے اوپر 6۔ ارب روپے ماہانہ interest بنتا ہے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے 30۔ ارب روپے کا "رمضان پیکیج" دیا اور خدارا! میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کیونکہ میں بھی اپنی Constituency میں پھرتا ہوں کہ لوگوں کو اِس پیکیج کا کوئی خاص فائدہ نہیں ہوا۔ اگر آپ وہ گندم خرید لیں تو وہ 30۔ ارب روپے آپ کے 6۔ مہینوں کا interest بن جاتا ہے۔ آپ کو اِس طرح کی radical changes لانی ہیں کیونکہ population 62٪ کا یہ معاملہ ہے اور ہاؤس کی seriousness یہ ہے کہ یہاں پر ممبران کی تعداد تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وقاص صاحب! جلدی سے wind up کریں۔

جناب وقاص محمود مان: جناب سپیکر! آخری ایک منٹ میں wind up کر لیتا ہوں۔ خدارا! اِس پر غور کریں اور اگر ہمیں نہیں سُننا اور مجھے یہ پتا ہے کہ وزیر موصوف کی بھی نہیں سُنی جانی لیکن یہ اپنی میڈم وزیر اعلیٰ سے کہیں کہ اپنے بندوں کو بٹھا کر اُن کی سُن لیں اور اپنے ایم پی ایز کی سُن لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ، جی۔ جناب امجد علی جاوید!

جناب امجد علی جاوید: شکریہ، جناب سپیکر! میں اپنی بات لاء اینڈ آرڈر سے شروع کروں گا کیونکہ میں اس سے پہلے بھی اسی معاملہ پر بات کرنا چاہتا تھا۔

کہاں ہے ارض و سما کا مالک کہ چاہتوں کی رگیں کریدے
ہوس کی سُرخی رُخِ بشر کا حُسین غازہ بنی ہوئی ہے
کوئی مسیحا اِدھر بھی دیکھے کوئی تو چارہ گری کو اُترے
اُفق کا چہرہ لہو سے تر ہے زمیں جنازہ بنی ہوئی ہے

جناب سپیکر! چند دن پہلے پنجاب کے 11 باسیوں کو بلوچستان کے اندر شناخت کر کے اور شناختی کارڈ دیکھ کر گاڑی سے اُتار کر گولیاں ماری گئیں اور یہ پہلا واقعہ نہیں ہے بلکہ اِس سے پہلے بھی واقعات ہوتے آ رہے ہیں۔ میں تو یہ سمجھ رہا تھا کہ آج اِس ہاؤس میں اس کے علاوہ کوئی اور بات ہی نہیں ہو رہی ہو گی کہ یہ کوئی چڑیا کے بچے نہیں تھے بلکہ یہ بھی کسی ماں کے جگر گوشے تھے، یہ بھی کسی باپ کا سہارا تھے، یہ بھی کسی بہن کا آسرا تھے۔ اگر بھیڑوں کے ریوڑ میں بھی کوئی درندہ آ کر کسی ایک بھیڑ کو اُٹھاتا ہے ناں تو وہ ایک مرتبہ گردن اُٹھا کر اِس درندے کو دیکھتی ضرور ہیں پھر مایوسی سے چلتی ہیں لیکن آج اِس معاملے پر اِس ہاؤس میں کوئی بات نہیں کی گئی جبکہ میڈیا میں بھی ہمیں نظر آتا ہے کہ وہ بات ہونی چاہئے جو missing persons کی ہوتی ہے۔ آٹھ، آٹھ دن کی شامِ غریباں پڑھی جاتی ہے لیکن پنجاب کے قتل ہونے والے لوگ کہیں نظر نہیں آتے تو اِس کی وجہ کیا ہے کہ اُن کے پیچھے کوئی foreign funded NGO نہیں ہے جو اُن کی آواز اٹھائے۔ یہاں کوئی "ماما قدیر" اور "ماہ رنگ بلوچ" نہیں ہے تو یہ ہماری ذمہ داری ہے جو پنجاب کے عوام کا نمائندہ ہاؤس ہے۔ اِن کا کام ہے کہ اُنہوں نے اپنے شہریوں کے حقوق کی آواز بلند کرنی ہے ورنہ یہ سلسلے بڑھتے جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں اِسی حوالے سے ایک قرارداد لانا چاہتا تھا لیکن rules نے permit نہیں کیا تو میری گزارش ہو گی کہ میں قرارداد جمع کروانے جا رہا ہوں کہ ہمیں اِس دہشت گردی کی مذمت کرنی ہو گی تاکہ کوئی موہوم سی آواز تو پنجاب سے اُٹھے کہ اِن کا بھی کوئی والی وارث ہے اور اِن کی بھی کوئی بات کرتا ہے۔ ازراہ کرم میری قرارداد کو آئندہ اِجلاس میں take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ٹھیک ہے اور wind up کریں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! یہ بڑی ضروری بات تھی جو میں نے کر دی ہے۔ میں نے آج صرف تجویز دینی ہے کہ سب نے گندم پر بات کی ہے تو گندم ضرور خریدی جانی چاہئے کیونکہ اگر کاشت کار خوش حال نہیں ہو گا اور اگر وہ بچے گا نہیں تو ہماری یہ سوسائٹی بیٹھ جائے گی۔ اِس کے لئے ہمیں کچھ غیر روائتی اقدامات کرنے ہوں گے۔ مجھے یاد ہے کہ "گندم کے حمام میں سب ننگے ہیں" کے نام سے ایک کتاب آئی تھی تو گذشتہ 77 سال سے کمیشن کا یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ کوئی پوچھے کہ فروری کے مہینے میں گندم کے 10 جہاز کیوں منگوائے گئے؟ ذمہ داران سے پوچھا جانا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد صاحب! آپ کا وقت پورا ہو گیا ہے۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے دو تین باتیں کرنی ہیں۔ ایک تجویز دی گئی ہے کہ بہت سارے زمیندار اور کاشت کار اِس پر آمادہ ہو جائیں گے کہ وہ آدھی قیمت لے لیں اور آدھی بعد میں لے لیں۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ جو پیسا بنکوں کے سیٹھوں کی جیبوں میں جانا ہے، 22 فیصد سود ہے، KIBOR 2 فیصد اور insurance 2 فیصد ہے جو کہ تقریباً 26 فیصد بنتا ہے یعنی چار ہزار روپے کے عوض ہمیں 1200 روپے سُود کے طور پر ادا کرنا پڑے گا اگر یہ پیسے بچا لئے جائیں تو کسانوں کو بڑا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد صاحب! بہت شکریہ۔ آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے اِس لئے آپ تشریف رکھیں۔

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! اگر آدھا گھنٹہ ہاؤس کا وقت بڑھا دیا جائے تو اِس سے کوئی قیامت نہیں آ جانی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: امجد علی صاحب! آپ کو جو وقت میں دے سکتا تھا وہ دیا ہے کیونکہ پانچ منٹ کا وقت تھا اور آپ چیک کر سکتے ہیں کیونکہ پانچ منٹ سے زیادہ وقت میں نہیں دے سکتا۔ ہر معزز ممبر نے یہاں پر بات کرنی ہے اِس لئے پانچ منٹ ہی ایک معزز ممبر کو بات کرنے کا وقت دیا جارہا ہے۔ جی، محترم جناب مشتاق احمد!

جناب مشتاق احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم 0 جناب سپیکر! I am very grateful to you for giving me the floor میں نے دونوں اطراف کے معزز ممبران کی تقاریر سُنی ہیں اور ایک بہت بڑا concern ہے جو حکومت کی طرف سے بھی ہے اور اپوزیشن بنچز کی طرف سے بھی ہے۔ میں ہمیشہ اِس بات کا قائل رہا ہوں کہ جمہوریت میں accountability بہت زیادہ ضروری ہے۔ اگر ہم نے صرف تقاریر کرنی ہیں اور اِس کے بعد چلے جانا ہے تو اِس کا فائدہ نہیں ہے۔ ہاؤس کے دونوں اطراف consensus پایا جاتا ہے کہ جو 23 لاکھ میٹرک ٹن گندم import کی گئی ہے یہ غیر ضروری تھی جو کہ اِس ملک اور صوبے کے اُوپر ظلم کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اِس کے اوپر کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ میری آپ سے دست بدستہ گزارش ہے کہ خدا کے لئے دوبارہ گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اِس ہاؤس کی ایک کمیٹی کا اعلان کریں not the committee of the "Babus" آپ announce کریں جو اس چیز کو دیکھے کہ یہ زیادتی کیوں ہوئی ہے۔ یہ زیادتی جو آج ہوئی ہے کیا وہ لوگ اتنے نالائق تھے، میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ حکومتی بنچز نہیں مانیں گے۔ وہاں پر سارے عقل مند لوگ موجود تھے تو خدا کے لئے ایک bipartisan committee بنائیں جو اس بات کا تعین کرے اور اِس کے terms of reference ہونے چاہئیں، ذمہ داروں کا تعین ہونا چاہئے۔ یہ مذاق بنا ہوا ہے کہ public fund کو ضائع کیا جاتا ہے اور ہم صرف یہاں پر آتے ہیں اور بات ختم کر کے چلے جاتے ہیں۔ I request you sir, please ایک bipartisan committee بنائیں both sides of the House جس کے clear terms of reference ہوں جو سزا اور جزا کا concept دے تاکہ آئندہ کسی کو جرات نہ ہو کہ اِس طرح public fund کے ساتھ ظلم کرے۔ Thank you very much sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بہت شکریہ مشتاق صاحب! ہاؤس کا وقت مزید دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

(اِس مرحلہ پر بحکم جناب ڈپٹی سپیکر اجلاس کا وقت مزید دس منٹ بڑھایا گیا)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترم صلاح الدین کھوسہ!

جناب صلاح الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اب کاشتکار میں اور گداگر میں بہت تھوڑا سا فرق رہ گیا ہے۔ اگر اسی طرح رہا اور اسی طرح پالیسیاں چلتی رہیں تو میرے خیال میں یہ فرق کاشتکار اور گداگر کا ختم ہو جائے گا۔ آپ کو ایگریکلچر اکنامکس سمجھنی چاہئے کہ یہ trade یا industrial economics سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اِس میں ایک ہی دفعہ سارے کاشتکار اپنی production لاتے ہیں اور اس کو market کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اب اگر میں اپنے علاقے کی بات کروں میرا تعلق ڈیرہ غازی خان سے ہے تو وہاں کاشتکار پر جو تباہیاں آتی ہیں اگر پہاڑوں میں زیادہ بارش ہو جائے اور رود کوہیاں نکلیں تو وہ بھی فصلوں کو تباہ کر دیتی ہیں۔ وہاں ژالہ باری بھی ہوتی ہے، پانی کی کمی بھی ہوتی ہے۔ جب فصلیں تباہ ہوتی ہیں تو کاشتکاروں کو کوئی نہیں پوچھتا۔ جب پیداوار کم ہوتی ہے تو اُس میں بھی کاشتکار کا نقصان اور جب پیداوار زیادہ ہوتی ہے تو بدقسمتی سے اُس میں بھی کاشتکار کا نقصان۔ اس ایگریکلچر میں میرے خیال میں کسان وہ کاروبار کرتا ہے جس میں اُس کو کوئی protection نہیں ملتی۔ میری وزیر صاحب سے یہی گزارش ہے کہ مہربانی کر کے اِس پالیسی کو review کریں۔ کاشتکاروں نے ہمت کی ہے انہوں نے اپنی پیداوار بڑھائی ہے اگر اُن کی پیداوار آپ نہیں خرید سکتے تو جس طرح ہم دوسرے ملکوں سے import کرتے ہیں تو کیا ہم export نہیں کر سکتے؟ یہ پورا holistic system ہوتا ہے جس میں آپ کی trade ministry اور باقی چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ جب آپ کی پیداوار زیادہ ہو تو دنیا میں بہت سے ملک ایسے ہیں جنہیں گندم کی ضرورت ہوتی ہے تو یہ گندم وہاں بھیجی جائے۔ بیچارا کاشتکار کا یہ ہے کہ اگر کم پیداوار ہو تو بھی اُس کا نقصان اور پیداوار زیادہ ہو تو بھی اُس کا نقصان ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! Wind up کریں۔

جناب صلاح الدین خان: جناب سپیکر! آپ یہ دیکھیں کہ جو اس میں investment ہوتی ہے اس کی قیمت کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہے۔ آپ صرف ٹریکٹر کی قیمت دیکھ لیں، ڈیزل کی قیمت دیکھ لیں، بجلی کے بل دیکھ لیں۔ میرے تو سننے میں یہ آیا ہے کہ صوبہ سندھ نے اپنی support price 4600 rupees رکھی ہے۔ میں غلط ہو سکتا ہوں لیکن۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! آپ کا بہت شکریہ۔ آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔ محترم سردار محمد علی صاحب!

سردار محمد علی خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے اِس اہم موضوع پر آج چند منٹ بات کرنے کا موقع دیا۔ میرا تعلق ڈسٹرکٹ اٹک سے ہے اور میرا جو حلقہ انتخاب ہے وہ دو تحصیلوں پر مشتمل ہے۔ ایک تحصیل حسن ابدال اور دوسری تحصیل فتح جنگ۔ یہاں پر 70 سے 75 فیصد لوگ زراعت سے منسلک ہیں۔ میں بھی ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں اور آج مجھے حقیقی معنوں میں خوشی ہوئی ہے کہ ایوان کے دونوں اطراف سے زمیندار کے لئے آواز اُٹھی ہے۔ زراعت حقیقی معنوں میں پاکستان کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور بدنصیبی سے سوچی سمجھی سکیم کے تحت اس شعبے کو برباد کیا جا رہا ہے۔ میرا تعلق بارانی ضلع سے ہے اور غالباً پنجاب کے 12 سے 14 اضلاع بارانی ہیں۔ ہمیں دس گنا زیادہ مسائل کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ محترم اپوزیشن لیڈر نے بڑی تفصیل کے ساتھ ایک ایک issue پر بات کی اور مجھے خوشی ہوئی کہ حکومتی بنچوں سے سندھو صاحب اور شاہ صاحب نے بھی بات کی۔ حقیقی معنوں میں اس شعبے میں، آپ کے اپنے فنانس منسٹر صاحب نے ایک ٹی وی چینل میں انٹرویو میں کہا تھا کہ دو تین شعبے ایسے ہیں کہ جن پر اگر ہنگامی طور پر توجہ دی جائے تو پاکستان کی معیشت کھڑی ہو سکتی ہے اور انہوں نے زراعت کو پہلے نمبر پر consider کیا۔ آپ بھی زمیندار ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت بڑے منصب پر بٹھایا ہے اور روزِ محشر اس کا حساب ہو گا کہ آپ نے اپنے عہدے کو ایمانداری سے پورا کیا یا اس میں بے ایمانی کی ہے۔ آپ بھی اپنا حصہ زمیندار کے لئے ڈالیں اور اُن کے لئے آواز اٹھائیں۔ یہ صوبہ ہر حوالے سے بہتر ہے کیونکہ یہاں پر پانی ہے، اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں چاروں موسم دیئے ہیں لیکن جو زمیندار کی تکلیف ہے خدا گواہ ہے وہ بہت زیادہ ہے۔ میں ایک چھوٹا سا زمیندار ہوں، میرے

محترم منسٹر صاحب تین دفعہ Food Minister رہے ہیں اگر میں غلط نہیں کہہ رہا۔ میں اِن پر تنقید نہیں کرنا چاہتا لیکن اِن کی کوشش، اِن کی کاوش، ان کی struggle اور۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! پلیز، wind up کریں۔

سردار محمد علی خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے اپنی پالیسی بتائی لیکن جب تک آپ اس عہدے پر اُس کے relevant شخص نہیں بٹھائیں گے تو تبدیلی نہیں آئے گی۔ یہ میرے بھائی ہیں لیکن میں معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ اِن کو زراعت کا دُور دُور تک نہیں پتا۔ انہیں نہیں پتا کہ زمیندار کے مسائل کیا ہیں اور زمیندار کو کن کن چیزوں کی پریشانی ہے۔ بہر حال ان کی اپنی جماعت کی پالیسی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! خوراک ضرور اِن کا شعبہ ہو سکتا ہے کھانے کی حد تک لیکن خوراک سے متعلقہ مسائل کا ان کو کوئی پتا نہیں ہے۔ یہ جو حالیہ بارشیں ہوئی ہیں مجھے توقع تھی کہ حکومتی ممبر میرے بھائی چودھری شیر علی صاحب اُن کے لئے آواز اٹھاتے لیکن حالیہ ژالہ باری میں میرے پڑوس حلقے کا ایک موضع ہے جس کا ایریا 84 ہزار کنال رقبے پر ہے۔ وہاں اتنی شدید ژالہ باری ہوئی کہ اُن کی تمام فصلیں تباہ و برباد ہو گئیں۔ حکومت کو اُن کی compensation کے لئے کوئی نہ کوئی پالیسی ضرور لانی چاہئے۔ میں یہ توقع رکھتا ہوں کہ یہ ضرور ہو گا لیکن:

تسکین دل کے واسطے وعدہ ضرور کیجئے
ہم جانتے ہیں کہ آپ سے آیا نہ جائے گا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: سردار صاحب! وہ آپ نے روزِ محشر حساب کی بات کی ہے تو اگر آپ بخشے جائیں گے تو ہم بھی بخشے جائیں گے۔ اب میں محترم اقبال خٹک صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

جناب محمد اقبال: جناب سپیکر! بہت شکریہ۔ آخر کار میری باری آ ہی گئی۔ میرے لئے یہ بہت تکلیف دہ بات تھی کہ میں اتنی دیر سے انتظار کر رہا تھا اور میں نے پہلے بھی آپ کو request کی لیکن آپ نہیں سن سکے۔

جناب سپیکر! میں بھچر صاحب کی speech کو آگے بڑھاؤں گا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے علاقے میں ژالہ باری ہوئی ہے۔ جو میری constituency ہے that is PP-85 اُس میں کم از کم چھ سات نالے پہاڑوں سے آتے ہیں اور اُن پہاڑی نالوں کی وجہ سے اور جو ابھی بارشیں ہوئی ہیں اس وجہ سے بہت زیادہ فصلیں تباہ ہوئی ہیں۔ میں گزارش کروں گا کہ اُس علاقے کو بھی آفت زدہ declare کیا جائے اور اُس علاقے کے جو زمیندار ہیں اُن لوگوں کو بھی compensate کیا جائے۔

جناب سپیکر! پچھلے دنوں میں اور بریگیڈیئر مشتاق اپنے قائد عمران خان صاحب کے ساتھ solidarity ظاہر کرنے کے لئے گئے۔ DC راولپنڈی نے اجازت دی تھی کہ آپ پریس کلب میں اندر جا کر دعائیہ کلمات ادا کر سکتے ہیں but unfortunately اُس دعائیہ کلمات پر بھی میرے اور بریگیڈیئر صاحب کے خلاف ایف آئی آر درج ہو گئی ہے۔ میں چیلنج کرتا ہوں پولیس والوں کو جو بھی وہاں پر تھے اگر وہ ایک بھی فوٹیج ثابت کر سکیں کہ وہاں پر کسی نے کوئی ہنگامہ آرائی کی ہے، کوئی روڈ بلاک ہوا ہے، جس میں کم از کم ہم دونوں شامل تھے تو میں یہاں ایوان میں اعلان کرتا ہوں کہ میں اس اسمبلی سے resign کروں گا۔ مہربانی کر کے اس police کو harness کریں جو کوئی بھی اس سے کروا رہا ہے، یہ ظلم نہیں ہونا چاہئے۔ اب میں ڈسٹرکٹ میانوالی والی سائڈ پر آؤں گا وہاں پر جو ایک ڈی پی او صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اِن کے law and order کی situation کے چکر میں ہر موٹر سائیکل والے کو روکا جا رہا ہے اور اُس سے literally کاغذوں کے چکر میں بھتہ لیا جاتا ہے۔ یہ زیادتی اُن لوگوں کے ساتھ کب تک چلتی رہے گی اگر کسی سے چرس برآمد ہوتی یا کوئی اور نشہ اور چیز برآمد ہوتی ہے تو چرس کو تو اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اُس کی جگہ پر اُس پر کوئی weapon کا پرچہ دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس حکومت وقت کو request کروں گا کہ please اس کو دیکھا جائے۔ میں صرف 20 سیکنڈ لوں گا with regard to the food چونکہ میں کے پی کے گورنمنٹ میں چار سال director food رہا ہوں میں request کروں گا کہ kindly آپ چیک کریں کہ اس وقت آٹے کے اندر moisture level کتنا ہے government rules it as per the should twelve point five اگر آپ اس کو one percent بھی آگے بڑھاتے ہو تو اگر

آپ hundred bags grind کرتے ہو تو five bags extra بن جاتے ہیں اور اگر آپ eighteen یا twenty two پر جاتے ہو تو ایک آٹے کی کوالٹی بہت زیادہ خراب ہوتی ہے اور دوسرا اُس کا profit margin بہت زیادہ چلا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! آپ بار بار گھڑی کی طرف بھی دیکھ رہے ہیں تو thank you very much کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ زرناب شیر!

محترمہ زرناب شیر: جناب سپیکر! مجھے بات کرنے کے لئے وقت دینے کا شکریہ۔ میں یہاں پر صرف بلوچستان کے ضلع نوشکی میں ہوئی دہشت گردی کے واقعہ پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہ ایک سنگین واردات تھی، بس میں چاروں صوبوں کے لوگ سوار تھے لیکن پنجابیوں کو چن چن کر مارا گیا، 9 نوجوان اس واقعے میں شہید ہوئے جن میں سے 6 معصوم شہداء کا تعلق میرے ضلع منڈی بہاؤالدین اور حلقہ کے گاؤں چک فتح شاہ سے ہے۔

جناب سپیکر! یہ پہلا واقعہ نہیں ہے اس سے پہلے بھی زائرین کے اوپر فائرنگ کے ایسے کئی واقعات بلوچستان میں ہو چکے ہیں۔ یہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے شہریوں کی حفاظت کرے مگر وہ شاید دوسرے معاملات میں مصروف ہے اور ملک کے شہریوں کو دہشت گردوں کے حوالے کیا ہوا ہے اگر یہاں پہ سکیورٹی نہیں دینی تو یہ root بند کیا جائے۔ میں ذاتی طور پر جانتی ہوں کہ یہ تمام خاندان انتہائی غریب ہیں، یہی نوجوان اپنے ماں باپ اور خاندان کا واحد سہارا تھے، ساری جمع پونجی اور اُدھار لے کر دیارِ غیر میں محنت مزدوری کے لئے جا رہے تھے ان کے خاندان غم سے نڈھال ہیں، ریاست اپنے فرائض ادا نہیں کر پا رہی قیمتی جانوں کا نقصان ہوا ہے۔

جناب سپیکر! میں حکومت سے مطالبہ کرتی ہوں کہ ان تمام شہداء کے لئے کم سے کم ایک کروڑ روپیہ فی خاندان مختص کیا جائے تاکہ ان کے خاندانوں کو ریاست ایک ماں ہے کا احساس ہو اور اس ایوان کے ہر ممبر سے گزارش کرتی ہوں کہ ان تمام خاندانوں کی آواز بنیں۔ آپ اس پر ابھی حکومت سے پوچھیں کہ کیا وہ ان خاندانوں کی مالی امداد کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر! ان سے پوچھیں؟

(اذان عصر)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ! آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔

محترمہ زرناب شیر: جناب سپیکر! پوائنٹ تو آ گیا ہے لیکن اس کا جواب بھی تو لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب بھی آ جائے گا۔ جی، اجلاس اب غیر معینہ۔۔۔ (قطع کلامیاں)

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خوراک بلال یٰسین!

وزیر خوراک (جناب بلال یٰسین): جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور کوشش کرتا ہوں کہ دو چار پانچ منٹ میں اپنی بات کو wind up کروں۔ سب سے پہلے تو میں شکر گزار ہوں دونوں سائیڈ کے ممبران کا کہ انہوں نے اپنی رائے کا اظہار کیا، رائے کا اظہار کرنا دونوں سائیڈ کے ممبران کا حق ہے وہ جو بھی سوچ رکھیں یہاں پر بات کرنے، criticise کرنے پر میری خدانخواستہ کوئی reservation نہیں ہے۔ آپ ممبران کا حق ہے آپ نے استعمال کیا لیکن میرا ایک حق ضرور ہے کہ جہاں پر figures quote کی گئی جو مجھے quote کر کے figures بتائی گئیں اُن کو correct کرنے کے لئے ضرور میں آپ ممبران کی توجہ چاہوں گا۔ سب سے پہلے اپوزیشن سائیڈ سے بات کی گئی میں جان بوجھ کر نام لینے سے avoid کروں گا کہ کسی کی دل آزاری نہ ہو، دیکھیں یہ اتنا serious issue ہے آپ دونوں سائیڈ پر ممبران کو گن لیں اس وقت کتنے ممبران تشریف فرما ہیں۔ 22 سال سے میں اس ہاؤس کا ممبر ہوں مجھے اتنے ہی ممبر ہمیشہ ملے جب آپ discussion میں آتے ہیں، جن صاحب نے معاملہ کو pinpoint کیا تھا سب سے پہلے ایوان سے باہر بھی وہی نکلے ہیں، میں نے نام نہیں لیا اُنہیں بھی پتا چل جائے گا کہ میں نے کن کے بارے میں کہا ہے کہ جنہوں نے کہا کہ سب سے serious issue ہے تو سب سے پہلے ہاؤس چھوڑ کر وہ ہی نکلے ہیں۔ اُس کے بعد یہاں ایوان میں میرے بارے میں کہا گیا، چیف منسٹر صاحبہ کے بارے میں کہا گیا کہ یہ پالیسی جھوٹ پر مبنی ہے، جھوٹ ہے وزیر خوراک جھوٹ بول رہا ہے، ہم اس کو mind نہیں کرتے یہ ہاؤس کا حصہ ہے مگر سوچ یہ ہے کہ ان الفاظ کو استعمال کرنے سے پہلے دیکھ لینا چاہئے کہ ہم سیاست کو کس نہج پر لے آئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بار دانہ پٹواریوں کے ذمہ کیا

گیا ہے یعنی ہمارے پٹواری اُس کو سیل کر رہے ہیں، آپ اس بات کو سن لیجئے گا میں نے بڑے غور سے اس بات کو سنا تھا، اب فیصلہ ریکارڈ کرے گا جھوٹ میں بول رہا ہوں یا وہ صاحب بول رہے ہیں۔ باردانہ کی distribution تو ابھی start ہی نہیں ہوئی تو سیل کون کر رہا ہے؟ یہ بات ریکارڈ پر لے کر آرہا ہوں کہ انہوں نے مجھے کہا، میرا نام لے کر مگر یہ وقت فیصلہ کرے گا میں جھوٹ کہہ رہا ہوں یا وہ جھوٹ کہہ رہے ہیں کہ جنہوں نے کہہ دیا میں آپ کو فلاں سنٹر بتاتا ہوں جہاں پر ان کے بندے باردانہ سیل کر رہے ہیں۔ باردانہ ابھی تک issue ہی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر !اس کے بعد یہاں ایوان میں اس سائیڈ سے بات آئی کہ گندم کی support price 4 ہزار روپے تھی، میرے علم میں نہیں ہے میرے ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ابھی اُٹھ کر گئے ہیں تو میں نے تو پرچی بھی نہیں منگوائی میرے علم میں نہیں ہے یہ جو پرائس ہم نے 3900 لکھی ہے یہ پنجاب کی حد تک highest rate ہے۔ یہاں پر یہ بات بھی کی گئی again میں نام quote نہیں کروں گا 22 سال پہلے بھی یہی کان، یہی جسم سن رہا تھا کہ وہ کہہ رہے تھے کہ پنجاب میں جو landholding ہے وہ 80 سے 90 فیصد ہے جن کے ساڑھے 12 ایکڑ سے کم landholding ہے تو ہم نے جو پالیسی introduce کروائی ہے اور خود بات کر رہے تھے 100 ایکڑ کی کہ جو بندہ 6 ایکڑ یا 8 ایکڑ کا باردانہ لے گا تو اس کی remaining crop کہاں جائے گی۔ ہم نے تو یہ کوشش کی ہے کہ جو 80 یا 90 فیصد لوگ ہیں ان کو cater کیا جائے اور یہ ریکارڈ کی بات ہے اور انہی کے منہ سے سنی ہوئی بات ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ پنجاب فوڈ باسکٹ ہے اور سب سے بڑی procurement بھی پنجاب میں ہوتی ہے۔ سندھ کو بار بار code کیا گیا ہے تو میں یہ بات ریکارڈ میں لاتا ہوں کہ سندھ کی procurement پنجاب کے مقابلے میں شاید 15 سے 20 فیصد ہوتی ہے، میں ان پر تنقید نہیں کر رہا لیکن وہ کسی بھی طرح ریٹ کو اوپر یا نیچے کر سکتے ہیں اگر ہم ریٹ کو تھوڑا سا بھی اوپر یا نیچے کریں تو ہمارے پنجاب کے figures بہت بڑھ جاتے ہیں تو اس کو بھی دیکھ لیا کریں کیونکہ پنجاب کی procurement پورے پاکستان میں سب سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں پر interest پر criticize کیا جا رہا ہے میں پہلے بھی وزیر رہ چکا ہوں تو مجھے پتا ہے کہ پنجاب کے لوگ KPK میں interest pay کرتے ہیں کیونکہ KPK خود procurement نہیں کرتا بلکہ پنجاب سے لاکھ لاکھ اور دو، دو لاکھ ٹن گندم لیتا ہے اور پنجاب بڑا

بھائی ہونے کے ناتے بالکل ان کو گندم provide کرتا ہے تو اس چیز کی سمجھ ہونی چاہئے۔ میں نے جیسا کہ پہلے بھی بتایا ہے کہ پنجاب فوڈ باسکٹ ہے جو نہ صرف پنجاب کی ضرورت پوری کرتا ہے بلکہ یہ پورے پاکستان کے لوگوں کی ضرورویات پوری کرتا ہے۔ یہاں پر بات ہوئی ہے کہ منسٹر صاحب نے گندم کے بارے میں کوئی figure نہیں بتائی تو میں یہ بتادوں کہ اگر ہم in full swing procurement کریں مثلاً اگر ہم 40لاکھ میٹرک ٹن procurement کریں تو جتنی گندم پنجاب یا پاکستان میں پیدا ہوئی ہے وہ اس کا 10 فیصد بھی نہیں بنتی تو یہ میری گزارش ہے، یہاں سے یہ تنقید بھی آئی ہے کہ منسٹر صاحب تو شہر میں رہتے ہیں ان کو کیا پتا ہو، تو بالکل مجھے نہیں پتا کہ اس کا کیا طریق کار ہے لیکن میں پچھلے 25 سال سے یہی چیزیں سن رہا ہوں تو مجھے اتنا پتا ہے کہ جتنی گندم گورنمنٹ لیتی ہے اور جتنی آپ کی crop پیدا ہوتی ہے اس کا شاید 10 فیصد بھی نہیں بنتی یہ صرف ہم ان کو سپورٹ کرنے کے لئے کرتے ہیں تاکہ کسان کا استحصال نہ ہو اور prices stable رہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایک لفظ excuse استعمال ہوا ہے یہاں لیڈر آف دی اپوزیشن چلے گئے تو میں ان کا نام لے دیا ہے کہ وہ کہہ رہے تھے کہ منسٹر صاحب یہاں پر excuse پیش کر رہے ہیں تو میں نے کوئی excuse پیش نہیں کیا، آپ میرے colleagues ہیں میں آپ کو excuse کر سکتا ہوں لیکن خدانخواستہ میں نے ایسی کون سی بات کی ہے جس پر میں excuse پیش کروں گا؟ یہاں پر میرے بھائی نے گردشی قرضوں کی بات کی ہے تو میں یہ بتاتا چلوں کہ میں قطعی یہ نہیں چاہتا تھا کہ میں یہاں پر unedited discussion start کروں، آج سے 10 سال پہلے جب میں وزیر تھا اس وقت یہ گردشی قرضے شاید ایک سو ارب روپے کے تھے لیکن ابھی گورنمنٹ آف پنجاب نے tax payer کے پیسے سے اڑھائی سو ارب روپے کے قرضے retire کئے ہیں۔ آج یہی وجہ ہے کہ گردشی قرضے اتنے زیادہ بڑھ گئے ہیں کہ ان کا سود ادا کرنے کے لئے بھی آپ کو قرضے لینے پڑتے ہیں تو یہ اس چیز کی ذرا study کر لیجئے گا کہ کس کے دور میں گردشی قرضے تین گنا بڑھے ہیں، میں کسی کا نام نہیں لیتا لیکن آپ study کر کے خود اس کا نتیجہ نکال لیجئے گا کہ وہ کس کا دور تھا؟

جناب سپیکر! یہاں پر میرے ایک دوست کی طرف سے بات کی کہ میں چیلنج کرتا ہوں کہ 3لاکھ 60ہزار درخواستیں ہو ہی نہیں سکتیں ان میں سے 20یا25ہزار درخواستیں صرف کسانوں کی طرف سے دی گئی ہوں گی بقیہ درخواستیں اِدھر اُدھر سے ڈالی گئی ہیں، فوڈ ڈیپارٹمنٹ ایک سسٹم کے تحت کام کر رہا ہے ہمارا equally right ہے لیکن آپ اپوزیشن میں ہیں اس لئے آپ کا زیادہ right ہے میں نے قطعی یہ بات نہیں کی کہ یہ تمام applications eligible ہو گئی ہیں اور ان کو ہم بار دانہ issue کر رہے ہیں میں نے یہ کہا ہے کہ سسٹم کے تحت ایک app introduce کروائی گئی ہے۔ اس کے بعد یہ بات کی گئی کہ اتنی بوری ہے پھر بھی سنٹرز میں دھکے کیوں کھانے پڑتے ہیں تو ایک بار دانہ app introduce ہوئی ہے اس کو آپ گھر سے بیٹھ کر operate کر سکتے ہیں یہ بات ٹھیک ہے کہ اس کو ہر کسان operate نہیں کر سکتا مگر جو نوجوان یا پڑھے لکھے لوگ ہیں انہوں نے گھر میں بیٹھ کر اس facility کو avail کیا ہے تو یہ ہمارے پاس نمبرز آئے ہیں اب کل applications submit کروانے کا آخری دن ہے اس کے بعد تین دن کے gap کے بعد ہم نے اس کو PLTB کے ذریعے counter check کرنا ہے کہ جنہوں نے درخواستیں دی ہیں ان کی اپنی 6 ایکڑ زمین ہے یا نہیں اس کے بعد جو eligible ہوں گے ان کی لسٹ 2 دن کے بعد لگنی ہے تو اس لئے sweeping statement دینے سے گریز کرنا چاہئے۔ آپ ایک طرف کہتے ہیں کہ اس ہاؤس پر ایک دن میں بہت پیسے خرچ ہوتے ہیں اور ہمیں اس کو serious لینا چاہئے تو میری request ہو گی کہ ہمیں ان چیزوں کو واقعی ہی serious لیتے ہوئے اس کی depth میں بھی جانا چاہئے اور تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہئے۔ یہاں پر شوگر ملز کی طرف سے پیسے نہ دینے کی بات کی گئی ہے تو یہ بالکل genuine بات ہے میں کین کمشنر کو bound کروں گا جو کہ یہاں پر موجود ہیں اور میرے چیمبر میں بیٹھے ہوئے ہیں اگر کسی کے بھی اِدھر یا اُدھر کسی کے بھی dues شوگر ملز میں بقایا رہتے ہیں یا کوئی بھی complaint ہے تو وہ آپ میرے پاس آئیں اور مجھے بتائیں تو میں فوری طور پر ان کو address کروانے کے لئے آپ کی مدد کروں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہاں پر بات کی گئی کہ رمضان پیکج میں جو گندم امپورٹ کی گئی تھی وہ دی گئی ہے تو میں یہ آپ کو بتاتا چلوں کہ میں پاکستانی ہوں اور میرا بھی اتنا ہی پاکستان ہے جتنا کہ آپ

لوگوں کا پاکستان ہے مجھے بھی اس چیز کی تڑپ ہے، ہو سکتا ہے مجھے وزیر بننے کے بعد شاید اس چیز کی زیادہ تڑپ ہو، میں وزیر بننے سے پہلے freelance پھر رہا تھا لیکن وزیر بننے کے بعد میں نے بھی سب سے پہلے یہی سوال کیا تھا کہ یہ جو ساری تباہی آئی ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ نے گندم امپورٹ کرنے کی اجازت کیوں دی؟ تو میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ گندم امپورٹ کرنے کی اجازت پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے نہیں دی۔ جیسے ہی وزیر آیا اس کو سب سے پہلے یہ کہا گیا کہ no further import اور یہ ریکارڈ کی باتیں ہیں اگر کہیں گے تو میں انگلش کے پیراگراف کے وہ دو یا تین لائنیں آپ کو پڑھ کے سنا دوں گا لیکن میں زیادہ نہیں پڑھوں گا تو آپ خود اس کی translation کر لیجئے گا آتے ہی سب سے پہلے یہ چیز لکھی تھی اور میں یہ بھی آپ کو بتا دوں کہ امپورٹ کرنا پنجاب فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا subject نہیں ہے اور نہ ہی کبھی رہا ہے یہ federal subject ہے اور جب نگراں حکومت تھی اس وقت یہ امپورٹ کی گئی تھی اور یہ امپورٹ کیوں کی گئی تھی اس کے لئے نیشنل اسمبلی کا فورم موجود ہے آپ کی پارٹی وہاں پر موجود ہے ان کو کہیں کہ وہاں پر سوال کر لیں ان کو جواب مل جائے گا اور جب جواب مل جائے تو مجھے بھی دے دیجئے گا کیونکہ میرا بھی اس چیز سے concern ہے؟ یہاں پر ایک اور بات کی گئی کہ جو گندم امپورٹ کی گئی ہے اس کی کوالٹی ٹھیک نہیں ہے وہ تو مرغیوں اور جانوروں کو ڈالنے والی گندم ہے او بھیا! یہ تمام باتیں جب ہم دو دو decades پہلے سنتے تھے ہم بھی کہتے تھے کہ پتا نہیں کیا عذاب آ گیا ہے یہ گندم امپورٹ کرنے کی اجازت صرف گورنمنٹ نے دی ہے یہ گندم کسی گورنمنٹ نے یا فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے نہیں خریدی اور نہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے اس کو release کیا ہے بلکہ یہ پرائیویٹ سیکٹر نے خریدی اور امپورٹ کی ہے مطلب یہ ہوا کہ یہ simply trade ہوئی ہے اگر trade میں کسی نے کھانے والی ایسی چیز کے نام پر جانوروں کو ڈالنے والی گندم دے دی ہے تو جس نے یہ گندم امپورٹ کی ہے وہ جانے یا دینے والا جانے اس میں گورنمنٹ کا یا فوڈ ڈیپارٹمنٹ کا کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ تمام discussion کا جو nutshell ہے جس پر میرا بھی concern ہے، میں بالکل اس چیز کو سمجھتا ہوں اور میں پورے اعتماد کے ساتھ کہتا ہوں کہ انشاءاللہ ہمیں پتا ہے کہ ہم نے کسان کو ہر صورت میں سنبھالا دینا ہے اور اس کو سپورٹ دینی ہے اور یقینی طور پر ہمارے پاس انشاءاللہ اس حوالے سے پلاننگ بھی ہے، ہم اس پر ورک بھی کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! انہوں نے یہاں traditional باتیں کی ہیں کہ جی DAP اور یوریا کھاد اتنی مہنگی ہو گئی تو یہ ساری چیزیں ان کو address ہوتی ہوئی نظر آ جائیں گی مگر ہر چیز کا ایک وقت ہوتا ہے ہم جب کسان کارڈ launch کریں گے جو کہ چیف منسٹر لیول پر launch ہو گا تو وہی اس حوالے سے announce کریں گی کہ وہ کیا کیا اور کتنے billions تک کا incentives دینے جا رہی ہیں؟ اگر ہم یہاں پر procurement کم کرتے ہیں تو اس کے نقصانات کے ساتھ ساتھ بہت سے فوائد بھی ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر ایک اور بات کی گئی کہ banks کے ساتھ میٹنگ ہو رہی ہیں جس کے لئے آج 10 بنک بلائے اور کل 20 بنک بلا لئے تو بھئی ذرا تھوڑا اس پر بھی غور کر لیں کہ یہ ایک pattern set ہے جب بھی آپ نے banks سے loans لینے ہوتے ہیں یہ ہمارے پیسے نہیں ہیں جب بھی آپ نے loan لینا ہوتا ہے اس کے arrangements آٹھ دن پہلے ہی ہو چکے ہوتے ہیں ان کو finalize کرنا ہوتا ہے تو چیزیں streamline ہو چکی ہیں لیکن آج عید کی وجہ سے تھوڑی دیر ہو گئی ہے لیکن 8 دن بہت ہوتے ہیں ہمارے فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے پہلے ہی arrangements کر لئے ہوئے ہیں آج ان کو final shape دینی تھی تو وہ دے دی گئی ہے۔ میں اب اصل issue کی طرف آتا ہوں کہ یہاں پر بڑی اچھی بات کی گئی کہ زمیندار اور کاشتکار کے بارے میں بتایا گیا اصل issue یہ ہے کہ جو ہماری inputs اتنی مہنگی ہو گئی ہیں کہ ہماری پرائس انٹرنیشنل مارکیٹ کے ساتھ match ہی نہیں کر رہی۔ آج سب یہ بات ضرور کر رہے ہیں کہ سپورٹ پرائس 3900 روپے فی من سے بڑھا دی جائے تو انٹرنیشنل مارکیٹ میں اس وقت گندم پاکستانی 2100 روپے فی من ہے، اس میں کسان کی کوئی غلطی نہیں ہے کیونکہ بدقسمتی کے ساتھ ہماری inputs اتنی مہنگی ہو گئی ہیں جس کی وجہ سے یہ پرائس کنٹرول میں نہیں آ رہی تو مجھے آپ کو یہ ضرور اور بڑے ادب کے ساتھ بتانا ہے کہ جب میاں نواز شریف کی گورنمنٹ تھی جب پاکستان میں چیزیں ٹھیک چل رہی تھیں، پاکستان میں اُدھم نہیں مچا ہوا تھا تو اس وقت ڈی اے پی کی قیمت -/2500 روپے فی بوری اور یوریا کی قیمت -/1200 روپے فی بوری تھی، ان حقائق کو بھی سمجھ لیں لہٰذا ہمیں تھوڑی سی seriousness دکھانا پڑے گی تبھی چیزیں ٹھیک ہوں گی otherwise یہ اور زیادہ خراب ہوتی جائیں گی۔ میں آپ کے ساتھ یہ چیز ضرور share کرنا چاہتا

ہوں کہ مجھے تکلیف ہے کہ ہم شاید in ful swing procurement نہیں کر سکیں گے، یہ بھی کہا گیا کہ شاید وزیر صاحب کو تو پتا ہی نہیں کہ arrangements کتنے ہیں یعنی ہم ایویں ہی یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم یہاں پر چھولے لگا کر نہیں بیٹھے ہوئے بلکہ وزارت کر رہے ہیں ہمیں پتا ہے کہ کتنے arrangements رکھنے ہیں، ہمارے پاس کتنا باردانہ ہونا چاہئے اور ہم نے کس حد تک جانا ہے؟ میں ابھی آپ کو exact figures کی بجائے guess work بتا دیتا ہوں کہ ہمارے پاس 2.5 ملین کا باردانہ موجود ہے وہ ہم نے arrangements کر رکھے ہیں۔ اگر خدانخواستہ کسی جگہ کوئی ایمرجنسی آتی ہے تو ہم اسے face کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! جہاں پر کسان damage ہوتا ہے میں دو تین باتیں ریکارڈ پر لے کر آیا ہوں یہ ضرور check کر لیں کہ circular debt کس دور میں تین گنا ہوا؟ ہمارے جو learned ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں یہ دیکھ لیں کہ کس دور میں اس نے hype create کی ہے اور کس کی وجہ سے آج ہم کہہ رہے ہیں کہ buying میں ہمارے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں کہ ہم کیا کریں ذرا یہ بھی check کر لیں کہ یہ کیوں ہوا کہ ہم 23 لاکھ میٹرک ٹن کے ساتھ buying کرنے جا رہے ہیں۔ اب میں آخری بات کر کے اجازت چاہوں گا کہ اس کا دکھ ہے کہ ہمیں in ful swing procurements کرنی چاہئے اور انشاء اللہ ہم اسے compensate کریں گے ہمیں پتا ہے اور یہ گورنمنٹ کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ اس نے لوگوں کو مطمئن کرنا ہوتا ہے۔ کسان پاکستان اور پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے ہم نے ہر صورت میں اسے راضی کرنا ہے۔ ہمارے پاس وہ طریقے موجود ہیں ہم جو کارڈ introduce کرائیں گے اس میں انہیں اتنے incentive دیں گے کہ انشاء اللہ وہ مطمئن ہو گا۔ مگر ساتھ ہی ساتھ پچاس فیصد آبادی ایسی بھی ہے جو گندم نہیں اگاتے میں ان کا حمایتی بن کر بات نہیں کرنے لگا بلکہ میں نے eyewitness کیا ہے اور میں ابھی وزیر خزانہ سے بھی share کر رہا تھا کہ میں دو دن سے روٹی اور نان کی قیمتیں دیکھ رہا ہوں اور میں on oath کہہ رہا ہوں کہ میں نے لوگوں کو اتنی خوشی مناتے ہوئے دیکھا ہے کہ پاکستان میں کبھی اس طرح ہوا ہی نہیں تھا کہ جو عام آدمی بیس روپے کی روٹی کھاتا تھا اب وہ روٹی پندرہ اور سولہ روپے کی مل رہی ہے۔ ہم اسے پوری طاقت کے ساتھ implement کرائیں گے تمام کمشنرز اور ڈپٹی کمشنرز کو کہا ہے کہ اس پر implementation کروانی ہے۔ میں آج لاہور کی سڑکوں پر گھوم رہا تھا، میں کل بھی سڑکوں پر

گھوم رہا تھا یقین کریں لوگوں نے ایک حیرت انگیز خوشی کا مظاہرہ کیا ہے کہ اس طرح کبھی ہوا ہی نہیں کہ نان تیس روپے سے بیس روپے اور روٹی بیس روپے سے پندرہ اور سولہ روپے میں مل رہی ہے۔(معزز ممبران حزب اقتدار کی جانب سے نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ بات کہ ہم نے priority کس طرح fix کرنی ہے یہ گورنمنٹ کا privilege ہے، ہمیں پتا ہے کہ ہم نے اپنی priorities کو کس طرح float کرنا ہے، ہم نے کونسی جگہوں پر پیسے invest کرنے ہیں۔ان کا right ہے کہ یہ criticize کریں اور انہوں نے اپنا یہ right استعمال کیا ہے جو ہمارے سر آنکھوں پر انہوں نے جو چیزیں کہیں، جو concern show کیا سر آنکھوں پر لیکن انہوں نے غلط figures quote کئے تھے اس لئے میں نے correct figures ریکارڈ پر لا کر بتا دیا ہے کہ انہوں نے یہ چیزیں غلط کہی ہیں اور یہ درست بات نہیں ہے۔ اگلی بات کہ اب یہ گورنمنٹ کا حق ہے کہ وہ tax payers کا پیسے کو کس طرف convert کرتی ہے؟ گورنمنٹ کی سوچ ہے کہ اس نے کہاں investment کرنی ہے؟ کیا inputs سستا کرنے میں پیسے invest کرنے ہیں یا بنکوں کو سود کھلانے کے لئے پیسے invest کرنے ہیں۔ میرا کہنا ہے کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے بنکوں کے لئے کماؤ پوت نہیں بننا۔ ابھی انہوں نے یہاں پر کہا کہ اتنا interest لیں گے تو پھر ایک مہینے کے بعد چھ ارب روپیہ interest کی شکل میں دیں گے۔ نہیں بھائی ایسا نہیں ہے بلکہ ہم نے جو پچھلے چھ دن چھٹی کی ہے ہم سبھی لوگوں نے گھر سوئے ہوئے ڈیڑھ ارب روپیہ دیا ہے چونکہ ہم جو عید کی چھٹیاں enjoy کر رہے تھے ان پانچ دنوں میں بھی کوئی معافی نہیں ہے ان میں بھی سود کے پیسے دیئے ہیں۔ لہٰذا ہم بنکوں کے لئے کماؤ پوت نہ بنیں، اور بنکوں کو ہی اربوں روپیہ interest کی شکل میں نہ دیتے جائیں کہ فوڈ ڈیپارٹمنٹ نے procurement کرنی ہے اور اس پر سود در سود دیئے جانا ہے اس سے کہیں بہتر ہے کہ وہی جو چھ ارب روپیہ مہینے کا ہے ہم اسے محکمہ زراعت میں convert کر دیں، ہم سستی کھاد دیں، سستی زرعی ادویات دے دیں تو یہ زیادہ فائدہ مند ہے اور ہماری سوچ یہ ہے۔ ہمارا پورا حق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ فہم دی ہے کہ ہم نے اپنی سوچ کے ساتھ چلنا ہے، ان سے advice مانگنی ہے یہ دیں، یہاں پر جو discussion ہوئی ہے اس پر میں نے جتنے points دیئے ہیں آپ دونوں اطراف کی گفتگو نکال لیجئے گا اور میرا rebuttal بھی نکال لیجئے گا۔ اگر میں کوئی

بات غلط کہہ رہا ہوں اور میرے زیادہ point ٹھیک نہیں ہیں تو پھر میں قصوروار ہوں اور جو چور کی سزا وہی میری سزا۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بلال یٰسین صاحب! بہت شکریہ۔ اب اجلاس غیر معینہ مدت کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(36)/2024/35. Dated: 16th April, 2024. The following Order, made by the Speaker, Provincial Assembly of the Punjab, is hereby published for general information:

> "In exercise of the powers conferred on me under clause (3) of Article 54 read with Article 127 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Malik Muhammad Ahmad Khan, Speaker,** Provincial Assembly of the Punjab, hereby prorogue the Assembly w.e.f. **Tuesday, 16th April, 2024** after the conclusion of the proceedings of the Assembly on that day.

LAHORE **MALIK MUHAMMAD AHMAD KHAN**
Dated: 16th April, 2024 **SPEAKER"**

INDEX

PAGE NO.

A

ABDUL AZIZ KHAN, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 499
ADJOURNMENT MOTIONS regarding-
-Demand for construction of Express Highway from Chichawatni to Layyah via Kamaliya and Pir Mehal 684
-Demand for establishment of trauma centre in DHQ Hospital Toba Tek Singh 683
-Demand not to convert the agricultural land into Special Economic Zone in tehsil Fateh Jang district Attock 686
-Difficulties faced by patients due to malfunctioned machines in Allied Hospital Faisalabad 784
-Girls deprived of education due to lack of girls school in PP-85 Mianwali 904
-Illegal occupation by land mafia on land of overseas pakistani in Khanpur district Rahim Yar Khan 780
-Non availability of basic facilities in housing societies of Mandi Bahauddin 907
-Proliferation of illegal housing societies in the province 786
AFTAB AHMAD KHAN, MR
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Difficulties faced by patients due to malfunctioned machines in Allied Hospital Faisalabad 784
DISCUSSION on-
-Law and Order, Price hike and Current Political Situation 802
-Wheat procurement, Law and Order 923
POINT OF ORDER regarding-
-Demand to start the session on time 423
AHMAD KHAN, MR (*Leader of Opposition)*
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 424
-Supplementary Budget for the year 2022-23 629
-Wheat procurement, Law and Order 929
POINT OF ORDER regarding-
-Demand for granting production orders of honorable members 424
AHMAD MUJTABA CHAUDHARY, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 459
AHMED AKBAR, QAZI
CALL ATTENTION NOTICE regarding-
-Details about kidnapping of 15 year old child in district Attock 777

PAGE NO.

AHMED SAEED, QAZI
DISCUSSION on-
-Law and Order, price hike and current political situation 812
AHMER BHATTI, MR
-Oath of office 541
AHSAN RAZA KHAN, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 429
ALI ASIF, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 477
AMIN ULLAH KHAN, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 487
AMINA HASSAN, MS
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 444
AMIR ALI SHAH, SYED
DISCUSSION on-
-Wheat procurement, Law and Order 945
AMJAD ALI JAVED, MR.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Demand for establishment of trauma centre in DHQ Hospital Toba Tek Singh 683
DISCUSSION on-
-Wheat procurement, Law and Order 953
QUESTIONS regarding-
-Details about audit and expenses incurred upon Insaf Afternoon schools in Toba Tek Singh *(Question No. 28*)* 891
-Details about expenses incurred upon construction of road from Toba Tek Singh to Shorkot *(Question No.16*)* 759
-Details about maintenance of newly constructed roads *(Question No. 17*)* 763
-Details about missing facilities in schools *(Question No. 27*)* 885
ASHIFA RIAZ ,MS.
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Demand for construction of Express Highway from Chichawatni to Layyah via Kamaliya and Pir Mehal 684

B

BILAL YASIN, MR *(Minister for Food)*
DISCUSSION on-
-Wheat procurement, Law and Order 917, 961

PAGE NO.

BILL-
-The Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024 *(Introduced, Considered and passed by the House)* 909, 910-912

C

CABINET-
-Of the Punjab 753, 867
CALL ATTENTION NOTICES regarding-
-Details about kidnapping of 15 year old child in district Attock 777
-Details about murder of a Saudia returned citizen in Muridke 773
COMMUNICATION & WORKS DEPARTMENT-
QUESTIONS regarding-
-Details about expenses incurred upon construction of road from Toba Tek Singh to Shorkot *(Question No.16*)* 759
-Details about maintenance of newly constructed roads *(Question No. 17*)* 763

D

DEMANDS FOR GRANTS
DISCUSSION AND VOTING ON DEMAND FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET 2023-24
-Administration of justice 607
-Agriculture 608
-Charges on account of motor vehicles act 605
-Civil Defense 614
-Civil works 611
-Communications 611
-Cooperations 610
-Developments 617
-Education 570
-Fisheries 609
-Forests 604
-General administration 606
-Government buildings 618
-Health services 590
-Housing and physical planning 612
-Industries 610
-Investments 616
-Irrigation and land reclamation 543
-Irrigation works 617
-Jails and convicts settlement 607
-Land revenue 602
-Loans to government servants 615
-Loans to municipalities/autonomous bodies etc. 616, 619

PAGE NO.

-Miscellaneous 614
-Miscellaneous departments 610
-Museums 607
-Opium 602
-Other taxes and duties 606
-Pension 613
-Police 548
-Provincial excise 603
-Public health 608
-Registration 605
-Relief 612
-Repayment of loans to other entities 616
-Roads and bridges 618
-Stamps 604
-State trading in food grains and sugar 615
-Stationary and printing 613
-Subsidie 613
-Veterinary 609

DISCUSSION AND VOTING ON DEMAND FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET 2022-23

-Administration of justice 733
-Agriculture 740
-Charges on account of motor vehicles act 739
-Civil defense 736
-Civil works 719
-Communications 735
-Cooperations 741
-Developments 742
-Education 709
-Fisheries 740
-Forests 732
-General administration 739
-Government buildings 743
-Health services 740
-Housing and physical planning 741
-Industries 734
-Investments 743
-Irrigation and land reclamation 691
-Irrigation works 743
-Jails and convicts settlement 733
-Land revenue 731
-Loans to municipalities/autonomous bodies etc. 737
-Miscellaneous 742
-Miscellaneous departments 735
-Museums 733

PAGE NO.

-Opium 738
-Other taxes and duties 732
-Pension 736
-Police 698
-Provincial excise 732
-Public health 734
-Registration 739
-Relief 735
-Repayment of loans to other entities 738
-Roads and bridges 737
-Stamps 738
-State trading in food grains and sugar 736
-Stationary and printing 741
-Subsidie 742
-Veterinary 734

DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 426
-Law and Order, price hike and current political situation 798
-Supplementary Budget for the year 2022-23 627, 688
-Wheat procurement, Law and Order 917

F

FARHAT ABBAS, HAFIZ
DISCUSSION on-
-Law and Order, price hike and current political situation 847

FATEHA ***(Pray for Forgiveness)-***
-Martyrs of Noshki (Balochistan) incident 871

FIZZAH MAMOONA, MS
DISCUSSION on-
-Supplementary Budget for the year 2022-23 657

FUNCTIONARIES-
-Of the House 753, 867

H

HASSAN ALI, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 497
-Wheat procurement and Law and Order 944
QUESTION regarding-
-Establishment of high schools for boys and girls in U/C Wandala Sandhuwan, Gujranwala *(Question No. 57*)* 898

HASSAN ZAKA, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 456

PAGE NO.

I

IMTIAZ MEHMOOD, MR.
QUORUM-
-Pointing out of quorum of the House during sitting held on March 30, 2024 737
IZZAT JAVAID KHAN, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 506

J

JAFFAR ALI HOCHA, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 489
JAM AMANULLAH, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 465
JUNAID AFZAL SAHI, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement, Law and Order 941

K

KHALID ZUBAIR NISAR, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 438
KHALIL TAHIR, MR *(Minister for Human Rights & Parliamentary Affairs)*
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Illegal occupation by land mafia on land of overseas pakistani in Khanpur district Rahim Yar Khan 780
CALL ATTENTION NOTICES regarding-
-Details about kidnapping of 15 year old child in district Attock 777
-Details about murder of a Saudia returned citizen in Muridke 774
DISCUSSION on-
-Law and Order, price hiking and current political situation 798
ORDINANCES *(Extension)*-
-The Police Order (Amendment) Ordinance 2023 796
-The Punjab Agricultural Marketing Regulatory Authority (Amendment) Ordinance 2023 797
-The Punjab Civil Servants (Amendment) Ordinance 2023 795
KHAYAL AHMAD, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 431

PAGE NO.

KHIZER HUSSAIN MAZARI, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 509
KHURRAM IJAZ, MR
CALL ATTENTION NOTICE regarding-
-Details about murder of a Saudia returned citizen in Muridke 773
KHURRAM KHAN VIRK, MR
DISCUSSION on-
-Supplementary Budget for the year 2022-23 662

L

LAL MUHAMMAD, MALIK
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 467
LEADER OF OPPOSITION
-See under Ahmad Khan, Mr.
LIST OF BUSINESS FOR THE SITTINGS HELD ON-
-March 27, 2024 419
-March 28, 2024 527
-March 29, 2024 623
-March 30, 2024 669
-April 01, 2024 749
-April 16, 2024 863

M

MADAD ALI SHAH, SYED
DISCUSSION on-
-Law and Order, price hiking and current political situation 823
MINISTER FOR COMMUNICATION & WORKS
-See under Sohaib Ahmed Malik, Mr
MINISTER FOR FINANCE
-See under Mujtaba Shuja Ur Rehman, Mr.
MINISTER FOR FOOD
-See under Bilal Yasin, Mr
MINISTER FOR HUMAN RIGHTS & PARLIAMENTARY AFFAIRS
-See under Khalil Tahir, Mr.
MINISTER FOR INDUSTRIES, COMMERCE & INVESTMENT
-See under Shafay Hussain, Mr.
MINISTER FOR SCHOOLS EDUCATION
-See under Sikandar Hayat, Rana
MOHAMMAD ALI KHAN, SARDAR
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Demand not to convert the agricultural land into Special Economic Zone in tehsil Fateh Jang district Attock 686

PAGE NO.

DISCUSSION on-
-Wheat procurement and Law and Order 957
MOTIONS regarding-
-Consideration of the proposed amendment 913
-Extension of the Ordinances 794
-Suspension of rules for presentation of a resolution 909
-Under rule 244-A 912
MOTIYA BEGUM, MS
RESOLUTION regarding-
-Demand for establishment of Baba Farid University in Pakpattan 915
MUHAMMAD ABDULLAH WARRAICH, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 449
MUHAMMAD ANSAR IQBAL, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 473
MUHAMMAD ATHAR MAQBOOL, MR
QUESTION regarding-
-Details about making functional Boys Higher Secondary School and Girls High School in Layyah *(Question No. 106*)* 901
MUHAMMAD ATIF AURANGZEB, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 482
MUHAMMAD AWAIS, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 491
MUHAMMAD BILAL YAMIN, MR
DISCUSSION on-
-Law and Order, price hiking and current political situation 818
-Supplementary Budget for the year 2022-23 648
MUHAMMAD EJAZ SHAFI, CHAUDHRY
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Proliferation of illegal housing societies in the province 786
DISCUSSION on-
-Supplementary Budget for the year 2022-23 643
-Wheat procurement, Law and Order 948
MUHAMMAD IQBAL, MR.
DISCUSSION on-
-Wheat procurement, Law and Order 958
MUHAMMAD MOEEN UD DIN RIAZ, MR
DISCUSSION on-
-Law and Order, price hiking and current political situation 816

PAGE NO.

MUHAMMAD MURTAZA IQBAL, RAI
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 510
MUHAMMAD NADEEM QURESHI, MR.
DISCUSSION on-
-Supplementary Budget for the year 2022-23 659
MUHAMMAD NAEEM SAFDAR, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 474
MUHAMMAD NAEEM, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 502
MUHAMMAD SALEEM, RANA
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 494
-Wheat procurement and Law and Order 943
MUHAMMAD SAQIB KHAN, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 504
MUHAMMAD SARFRAZ DOGAR, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 447
MUHAMMAD TARIQ, CHAUDHRY
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 468
MUJTABA SHUJA UR REHMAN, MR. *(Minister for Finance)*
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 514
-Supplementary Budget for the year 2022-23 627, 688
DEMANDS FOR GRANTS OF THE ANNUAL BUDGET 2023-24 regarding-
-Education 569
-Health Services 590
-Irrigation and land reclamation 542
-Police 548
DEMANDS FOR GRANTS OF THE SUPPLEMENTARY BUDGET 2022-23 regarding-
-Civil works 719
-Education 709
-Irrigation and land reclamation 691
-Police 698
SCHEDULE of-
-The Authorized Expenditure for the year 2023-24 *(Laid in the House)* 619
SUPPLEMENTARY SCHEDULE OF-
-The Authorized Expenditure for the year 2022-23 *(Laid in the House)* 744

PAGE NO.

MUSHTAQ AHMED, MR.
DISCUSSION on-
-Supplementary Budget for the year 2022-23 655
-Wheat procurement, Law and Order 955

N

NAAT-E-RASOOL-E-MAQBOOL (ﷺ) PRESENTED IN THE HOUSE IN SITTINGS HELD ON-
-March 27, 2024 422
-March 28, 2024 540
-March 29, 2024 626
-March 30, 2024 680
-April 01, 2024 756
-April 16, 2024 870

NAEEM EJAZ, CHAUDHRY
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 470

NOSHER KHAN ANJAM LUNGERIAL, MR
DISCUSSION on-
-Law and Order, price hiking and current political situation 829

NOTIFICATIONS of-
-Prorogation of 5th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on March 18, 2024 744
-Prorogation of 6th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on April 01, 2024 857
-Prorogation of 7th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on April 16, 2024 969
-Summoning of 6th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on April 01, 2024 747
-Summoning of 7th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on April 16, 2024 861

NOOR SHAHID NOOR, MR
DISCUSSION on-
-Law and Order, price hiking and current political situation 825

O

OATH OF OFFICE by-
-Ahmer Bhatti, Mr 541

OFFICERS-
-Of the House 754, 868

PAGE NO.

ORDINANCES *(Extension)*-
-The Police Order (Amendment) Ordinance 2023 796
-The Punjab Agricultural Marketing Regulatory Authority (Amendment) Ordinance 2023 797
-The Punjab Civil Servants (Amendment) Ordinance 2023 795

P

PANEL OF CHAIRPERSONS-
-Announcement regarding Panel of Chairpersons for 6th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on April 01, 2024 757
-Announcement regarding Panel of Chairpersons for 7th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on April 16, 2024 871
POINTS OF ORDER regarding-
-Demand for granting production orders of honorable members 424
-Demand to start the session on time 423
PROROGATION-
-Notification of prorogation of 5th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on March 18, 2024 744
-Notification of prorogation of 6th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on April 01, 2024 857
-Notification of prorogation of 7th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on April 16, 2024 969

Q

QAISER IQBAL, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement, Law and Order 935
QUESTIONS regarding-
COMMUNICATION & WORKS DEPARTMENT-
-Details about expenses incurred upon construction of road from Toba Tek Singh to Shorkot *(Question No.16*)* 759
-Details about maintenance of newly constructed roads *(Question No. 17*)* 763
SCHOOLS EDUCATION DEPARTMENT-
-Details about audit and expenses incurred upon Insaf Afternoon schools in Toba Tek Singh *(Question No. 28*)* 891
-Details about making functional Boys Higher Secondary School and Girls High School in Layyah *(Question No. 106*)* 901
-Details about missing facilities in schools *(Question No. 27*)* 885
-Details about primary and middle schools in Mouza Chachraan Sharif, Rahim Yar Khan *(Question No. 1*)* 880
-Establishment of high schools for boys and girls in U/C Wandala Sandhuwan, Gujranwala *(Question No. 57*)* 898

PAGE NO.

QUORUM-
POINTING OUT OF QUORUM OF THE HOUSE DURING SITTING HELD ON-
-March 30, 2024 737

R

RECITATION FROM THE HOLY QURAN AND ITS TRANSLATION PRESENTED IN THE HOUSE IN SITTINGS HELD ON -
-March 27, 2024 421
-March 28, 2024 539
-March 29, 2024 625
-March 30, 2024 679
-April 01, 2024 755
-April 16, 2024 869
RESOLUTIONS regarding-
-Demand for establishment of Baba Farid University in Pakpattan 915
-Demand for establishment of Daanish School in Dhok Nawan Lok, Mandi Bahauddin 916
RIFFAT MEHMOOD, SYED
DISCUSSION on-
-Supplementary Budget for the year 2022-23 652
RUKHSANA KAUSAR, MS
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 453

S

SAIMA KANWAL, MS.
QUESTION regarding-
-Details about primary and middle schools in Mouza Chachraan Sharif, Rahim Yar Khan *(Question No. 1*)* 880
SALAH UD DIN KHAN, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement, Law and Order 956

SALMA BUTT, MS
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 434
SAMI ULLAH KHAN, MR
BILL *(Discussed upon)-*
-The Provincial Assembly of the Punjab Laws (Amendment) Bill 2024 909
MOTION regarding-
-Consideration of the proposed amendment 913
SCHEDULE of-
-The Authorized Expenditure for the year 2023-24 *(Laid in the House)* 619

PAGE NO.

SCHOOLS EDUCATION DEPARTMENT-
QUESTIONS regarding-
Details about audit and expenses incurred upon Insaf Afternoon schools in Toba Tek Singh *(Question No. 28*)* 891
-Details about making functional Boys Higher Secondary School and Girls High School in Layyah *(Question No. 106*)* 901
-Details about missing facilities in schools *(Question No. 27*)* 885
-Details about primary and middle schools in Mouza Chachraan Sharif, Rahim Yar Khan *(Question No. 1*)* 880
-Establishment of high schools for boys and girls in U/C Wandala Sandhuwan, Gujranwala *(Question No. 57** 898

SHAFAY HUSSAIN, MR. (*Minister for Industries, Commerce & Investment)*
DISCUSSION on-
-Law and Order, price hiking and current political situation 835

SHAHBAZ AHMAD, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement, Law and Order 937

SHAHID JAVED, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 450

SHAKEELA JAVED, MS
DISCUSSION on-
-Supplementary Budget for the year 2022-23 640

SHAUKAT RAJA, MR
DISCUSSION on-
-Law and Order, price hiking and current political situation 839

SHEHRYAR MALIK, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 484

SHUAIB AMEER, MR.
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 427

SIKANDAR HAYAT, RANA (*Minister for Schools Education)*
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-
-Details about audit and expenses incurred upon Insaf Afternoon schools in Toba Tek Singh *(Question No. 28*)* 891
-Details about making functional Boys Higher Secondary School and Girls High School in Layyah *(Question No. 106*)* 901
-Details about missing facilities in schools *(Question No. 27*)* 886
-Details about primary and middle schools in Mouza Chachraan Sharif, Rahim Yar Khan *(Question No. 1*)* 880
-Establishment of high schools for boys and girls in U/C Wandala Sandhuwan, Gujranwala *(Question No. 57*)* 898

PAGE NO.

SOHAIB AHMED MALIK, MR *(Minister for Communication & Works)*
ADJOURNMENT MOTION (Answer) regarding-
-Demand for construction of Express Highway from Chichawatni to Layyah via Kamaliya and Pir Mehal 685
ANSWERS TO THE QUESTIONS regarding-
-Details about expenses incurred upon construction of road from Toba Tek Singh to Shorkot *(Question No.16*)* 759
-Details about maintenance of newly constructed roads *(Question No. 17*)* 764
SUMMONING-
-Notification of summoning of 6th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on April 01, 2024 747
-Notification of summoning of 7th session of 18th Provincial Assembly of the Punjab commenced on April 16, 2024 861
SUPPLEMENTARY SCHEDULE OF-
-The Authorized Expenditure for the year 2022-23 *(Laid in the House)* 744

T

TAHSEEN FAWAD, MS
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 440
TAIMOOR ALI LALI, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement, Law and Order 927
TARIQ SUBHANI, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 480
TASHAKUL ABBAS WARRAICH, MR
DISCUSSION on-
-Law and order, price hiking and current political situation 832

U

UMAR FAROOQ DAR, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement, Law and Order 950
USAMA ASGHAR ALI GUJJAR, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 442
USAMA FAZAL, MR
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 462

PAGE NO.

W

WAQAS MAHMOOD MAAN, MR
DISCUSSION on-
-Wheat procurement, Law and Order 951
ZERO HOUR NOTICE regarding-
-Demand to contractors to follow the Rules and Regulations in Catal marketes 875
WASEEM ANJAM, MR
DISCUSSION on-
-Supplementary Budget for the year 2022-23 654

Z

ZAIB UN NISA AWAN, MS
DISCUSSION on-
-Annual Budget for the year 2023-24 512
ZARNAB SHER, MS
ADJOURNMENT MOTION regarding-
-Non availability of basic facilities in housing societies of Mandi Bahauddin 907
DISCUSSION on-
-Wheat procurement and Law and Order 960
RESOLUTION regarding-
-Demand for establishment of Daanish School in Dhok Nawan Lok, Mandi Bahauddin 916
ZERO HOUR NOTICE regarding-
-Demand to contractors to follow the Rules and Regulations in Catal marketes 875
ZULFIQAR ALI SHAH, MR.
DISCUSSION on-
-Law and Order, price hiking and current political situation 810
-Wheat procurement, Law and Order 939